اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

پیر طریقت، رھبر شریعت، آفتاب ھدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ ﷺ — یا رسول اللہ

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

مصنف

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

نام کتاب	:	مجموعہ رسائل (حصہ سوم)
تصنیف وتالیف	:	پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی
اوراق بندی	:	جمیل برادرز (Cell : 0332-2316945)
طباعت اوّل	:	ستمبر ۲۰۰۷ء رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
ناشر	:	جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
ہدیہ	:	۸۰روپے

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	المسئلۃ البیضاء فی حیات الانبیاء حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں	۳
۲	کلام الموتی (مردے بولتے ہیں)	۷۰
۳	قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق	۸۴
۴	الحکم الشاق علی عُنق العاق (حصہ دوم) عاق کا شرعی حکم	۱۰۱
۵	قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم	۱۲۷
۶	سیف الرحمٰن علی منکرِ قیومِ الزمان (بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)	۱۲۹
۷	برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی	۱۷۷
۸	استمدادِ اولیاء	۱۹۹
۹	الکواکب فی حلق الشوارب (مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)	۲۰۳
۱۰	نعت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز	۲۱۰

اَلمسئلۃ البیضاءُ فی حیات الانبیاء

حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی رفع اھل الحق وضع اھل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰۃ والسلام علی نبینا وسیّدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمّد النبی المکمل الاکمل وعلٰی آلہٖ واصحابہ جاھدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلٰی التابعین الذین ناظروا لاظھار الحق واخفاء الباطل وعلٰی تبعھم الذین لایخافون لومۃ لائم فی احقاق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللّٰھمّ انا نسئلک الفتح والغلبۃ فی المناظرات مع اھل الباطل بجاہ الرسول الاکمل

امابعد!

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حق و باطل کا مقابلہ ہوا ہے اور اہلِ حق کے مقابلے میں اہلِ ہواء ہر دَور میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اہلِ ہواء کو ذلیل ورسوا اور تباہ و برباد کیا ہے۔ اورحق اور اہلِ حق کو اللہ تعالیٰ نے فتح اور غلبہ عطا کیا ہے۔ اور اسی طرح اس دَور میں بہت اہلِ ہواء ظاہر ہو چکے ہیں جنہوں نے رنگا رنگ لباس اور نظریات میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔ بعض اہلِ (ہواء) سلفِ صالحین کے دشمن ہیں۔ اور اُن کے خلاف خرافات اور بے ہودہ قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اور سُنی مسلمان

صحیح العقیدہ بھی ان کے خرافات سے محفوظ نہیں بلکہ اُن کو بھی بدعتی اور مشرک کہتے ہیں۔ کیونکہ سُنی مسلمان سلفِ صالحین کی اتباع اور اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ اور تقلید کرنا کوئی ناروا کام تو نہیں ہے بلکہ یہ تو واجبات میں سے ہے۔ تمام امت کا تقلید کے جواز پر اجماع ہے۔ جیسا کہ حجۃ الخلف مفسرِ قرآن محدث کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

هٰذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من يعتد منها على جواز تقليدها الىٰ يومنا هٰذا.

(حجة اللّٰه البالغه ج ۱ ص ۱۵۴)

صاحبِ ہدایہ بھی اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

لان على العامى الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء.

(ہدایہ کتاب الصوم، ج ۱، ص ۳۲۶)

بعض اہلِ ہواء بدمذہب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں کو بدعت کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے عمامہ شریف باندھا تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بدعتیوں کا شعار ہے۔ افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو عمامہ شریف کو بدعتیوں کا شعار کہتے ہیں۔ حالانکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پگڑی (عمامہ شریف) کے بارے میں ان الفاظ (باب ما جاء فى عمامة النبى صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۸) اور میں حیران اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ سنت کسے کہتے ہیں۔ ان اہلِ ہواء کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم میں جو آیات مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں اُن کو صادق اور صحیح العقیدہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور جہاں بتوں کا ذکر آتا ہے وہاں وہ اولیاءِ کرام پر چسپاں کرتے ہیں جو کہ پہلے خوارج کا طریقہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرف اپنے اس اثر کے ذریعے اشارہ کیا ہے۔

وکان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ)

بعض اہلِ ہواء نداءِ انبیاءِ کرام بالخصوص نداءِ یارسول اللہ کو شرک کہتے ہیں حالانکہ یہ صحابہ کرام کا شعار تھا۔ اور بعض تو ''یارسول اللہ کہنے'' کو زنا سے بھی بدتر کہتے ہیں جیسے منیر شاکر زندیق نے کہا ہے۔

اور بعض اہلِ ہواء انبیاءِ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑا جُرم ہے۔ اور ایسا جُرم ہے کہ اس کے مرتکب کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے اور اسی طرح قاضی خان نے بھی لکھا ہے کہ۔

اذا عاب الرجل النبی ﷺ فی شئ کان کافرا ...اھ (قاضی خان برھامش ھندیہ ج ۳ ص ۵۷۴ باب مایکون کفرامن المسلم ومالایکون)

اور صاحبِ بزازیہ نے اس طرح لکھا ہے: ولو عاب نبیًا کفر. (فتاویٰ بزازیہ برھامش ھندیہ ج ۶ ص ۳۲۷) بعض اہلِ ہواء حیاتِ انبیاء کے منکر ہیں جبکہ یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اور بعض اہلِ ہواء عذابِ قبر کے منکر ہیں۔ اور اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ اور ہر دَور میں اہلِ حق علماءِ کرام نے اس کا رد کیا اور اُن کی گمراہی کا سدِّ باب کرتے ہوئے مختلف رسائل اور کتب تصانیف کی ہیں۔ اور اس دَور میں بھی علماءِ حق کو ان کی گمراہیوں کا سدِّ باب کرنا چاہیئے جس طرح بھی ممکن ہو۔ چاہے تقریرًا ہو یا تحریرًا بلکہ علماءِ اہلِ حق پر واجب ہے کہ اُن پر دلائل قائم کریں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے کہ اہلِ ہواء پر دلائل قائم کرنا یہ بدعتِ واجبہ ہے۔

ولفظہٗ ھذا فقد تکون ای البدعۃ واجبۃ کنصب الادلۃ لردّ علی

اھلِ الفرق الضالة...اھ

(رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۴ مطلب البدعة علی خمسة اقسام)

لہٰذا اس فقیر نے اہلِ ہواء کی گمراہیوں کو دیکھتے ہوئے اُن پر دلائل قائم کیے ہیں۔ اللہ رب العزت ان دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو نفع و ہدایت پہنچائے۔

وماتوفیقی الا باللہ

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔ بعض لوگ حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: سیّد سراج الحق شاہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب۔

ہمارے اہلِ سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بالخصوص رحمۃ للعٰلمین ﷺ حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں۔ اذان واقامت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ اور سُنتے، دیکھتے، جانتے اور کلام فرماتے ہیں۔ اور سلام پیش کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ چلتے ہیں پھرتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرفات فرماتے ہیں۔ اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اور مستفیضین کو فیوضات وبرکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور کئی خوش نصیب حضرات کو ان کا دیدار بارہا نصیب ہوا ہے۔ حیاتِ انبیاء کے مسئلے میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے بعض دلائل ہم پیش کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱:

وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الھة یعبدون. (الزخرف: ۴۵)

اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے بھیجا آپ سے پہلے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے"۔

دلیل نمبر ۲:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بٰرکنا حولہٗ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیرہ. (بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے محبوب کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف وہ (مسجدِ اقصیٰ) جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں۔ تاکہ ہم دکھائیں (اپنے محبوب کو) اپنی نشانیاں بے شک وہ (اللہ) دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ یعنی وہ اللہ جل جلالہٗ اپنے محبوب کے اقوال وافعال کو جانتا ہے۔

دلیل نمبر ۳:

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون. (بقرہ)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یہ نہ کہو کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے"۔

دلیل نمبر۴:

بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم اللّٰہ من فضله...الخ (آل عمران)

بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے خوش ہیں اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

دلیل نمبر۵:

فلمّا قضینا علیه الموت مادلّهم علی موته الادابة الارض تاکل منساته فلمّا خرّ تبینت الجنّ...الخ (سبا)

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر دیمک کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنّات کو حقیقت معلوم ہوئی۔

اس آیت سے بھی بطریقِ دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ جب کیڑوں نے مضبوط ترین اور سخت ترین عصا سلیمانی کو کھا لیا تو جسم عنصری کا کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔ اسی طرح آیت میں ذکر شدہ ''خرور سلیمان'' سے بھی حضراتِ انبیاء کی حیاتِ مبارکہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے زمین پر آجانے کو ''خرّ'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے مگر اس کو ''سقط'' سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ ''خـــرّ'' کا لفظ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کیلئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:

''وخرّوا له سجّدًا'' (یوسف:۱۰۰)

سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔

فلمّا تجلی ربه للجبل جعلهٗ دکّا وخرّ موسٰی صعقًا (اعراف:۱۴۳)

پس ان کے رب نے جو اِن پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑا دیے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے''۔

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: مصنفہٗ مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر ۶:

ولقد اٰتینا موسٰی الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه.

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو توریت کتاب عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پُرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

دلیل نمبر ۷:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جآء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیمًا. (النساء:۶۴)

اور اگر جس وقت وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحمت کرنے والا پاتے۔

دلیل نمبر ۸:

وما ارسلنک الا رحمة للعٰلمین۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے حبیب ﷺ) مگر رحمت واسطے تمام جہان کے۔

دلیل نمبر ۹:

واذا جآءک الذین یؤمنون باٰیٰتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة۔ (الانعام: ۵۴)

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی کرنا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہِ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لیے خُداوندِ قدوس کا اپنے رسولِ رحمت ﷺ کو حکم ہے کہ آپ اس کو السلام علیکم کی دُعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچایئے تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں (ماقبل الموت ومابعد الموت) کے لیے عام ہے یعنی رہتی دنیا تک کیلئے یہ حکم باقی ہے جس طرح قرآنِ کریم کی دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگرچہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے لیکن ان کا حکم قیامت تک کیلئے جاری وباقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کیلئے ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: لمولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر ۱۰:

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسهم وازواجهٗ اُمّھٰتھم (الاحزاب: ۳۲)

یہ نبی (مکرم ﷺ) مؤمنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱:

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلّون. رواہ ابویعلیٰ البزار ورجال ابی یعلیٰ ثقات۔

(مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۱، ولسان المیزان: حسن بن قتیبہ: ص۲۴۶، مسند ابو یعلیٰ ج۶ حدیث ۳۴۲۵، فتح الباری ج۶ ص۴۸۷، المطالب العالیہ ج۳ ص ۲۶۹، احادیث صحیحہ للالبانی حدیث ۶۲۱، الجامع الصغیر ص ۱۲۴، تکملہ فتح الملھم ج۵ ص۲۸، بیھقی حیات الانبیاء ص۳، الحاوی للفتاوی ج۲ ص۱۴۸، خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۲۸۱، مسند بزار ص ۲۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (حضرات) انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے ابویعلیٰ اور مسند بزار نے اور ابو یعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱۲:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ نائیًا اُبلغتہٗ.

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۸۷، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، کنز العمال ج ۱ ص ۴۹۲ و ۴۹۸ اتحاف السادۃ المتقین زبیدی ج۳ ص ۲۸۹، تفسیر درِ منثور ج۵ ص ۲۱۹، فتح الباری ج۶ ص ۴۸۸، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا، میں خود اس کو سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۳:

عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی ﷺ قال انّ من افضل ایّامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصّعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فانّ صلوٰتکم معروضۃ علیّ. قالوا: یارسول اللہ! کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت، قال انّ اللہ عزّ وجلّ قد حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیھم السلام۔

(اخرجہٗ ابو داؤد فی السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۷۵، ونسائی فی السنن، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلوٰۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ ج ۱

ص ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۵۶۰ ، کنز العمال ج ۸ ص ۳۶۸ ، ابن ماجه ص ۷۶ ، شرح الصدور ص ۳۱۶ ، سنن کبریٰ للبیھقی ج ۳ ص ۲۴۹ ، کتاب الروح لابن قیم ص ۶۳ ، مسند احمد ج ۴ ص ۸)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اس دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو بے شک تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا صلاۃ وسلام آپ کے انتقال کے بعد آپ کو کیسے پہنچے گا جبکہ آپ کا جسدِ مبارک خاک میں مِل چکا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر انبیاءِ کرام کے جسموں کو حرام کر دیا۔

دلیل نمبر ۱۴:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انّ رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلّم علیّ الا ردّ اللہ علیّ روحی حتی اردّ علیہ السلام۔

(رواہ ابو داؤد واحمد فی السنن، کتاب المناسک، باب زیادۃ القبور ج ۲ ص ۲۱۸ ، حدیث نمبر ۲۰۴۱ ، واحمد بن حنبل فی المسند ج ۲ ص ۵۲۷ حدیث نمبر ۱۰۸۲۷ ،

والبیھقی فی السنن الکبریٰ ج۵ ص ۲۴۵، ترغیب وترھیب ج۲ ص ۴۹۹، کنز العمال ج۱ ص۴۹۸ حدیث نمبر ۲۲۰۰، مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۱۶۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح لوٹا دی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میں سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۵:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انّ للہ ملائکۃ سیّاحین فی الارض یبلّغونی عن امتی السّلام۔

(نسائی ج۱ ص ۱۸۹، مسند احمد ج۱ ص ۴۴۱، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۵۱۷، موارد الضمان ص ۵۹۴، مشکوٰۃ ص ۸۶، البدایہ والنہایہ ج۱ ص ۱۵۴، الجامع الصغیر ج۱ ص ۹۳، خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۸۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ج۳ ص ۸ حدیث نمبر ۹۰۹، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص ۱۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۶:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: وصلّوا علیّ فانّ صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۷، ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۹، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، مشکوٰة ص ۸۶، فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر دُرود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا دُرود پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔

دلیل نمبر ۱۷:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: والذی نفس ابی القاسم بیده لینزلنّ عیسیٰ ابن مریم..... ثم لئن قام علیٰ قبری فقال یامحمّد: لاجبتهُ. قلت هو الصحیح باختصار.

(رواه ابو یعلیٰ ورجاله رجال الصحیح۔مسند ابو یعلیٰ ج ۱۱ ص ۴۶۲ حدیث نمبر ۶۵۸۴، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱، المطالب العالیه ج ۴ ص ۲۳، باب حیاته فی قبره ج ۴، ص ۳۴۹، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم ﷺ کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ بن مریم ۔۔۔۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یہ کہیں گے: یامحمد! تو میں ان کو جواب دُوں گا۔

دلیل نمبر۱۸:

عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه قال قال النبی ﷺ ليلة اسری بی لقيت موسٰی فنعتهٗ فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الرأس كأنّهٗ من رجال شنوئة قال ولقيت عيسٰی فنعتهٗ النبیُّ ﷺ فقال ربعة احمر كأنّما خرج من ديماسٍ يعنی الحمّام ورأيت ابراهيم وان اشبه ولدهٖ به۔

(صحيح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹، ۴۸۱. ج ۲ ص ۶۸۴، ۸۴۶، ۸۳۸، صحيح مسلم ج ۱ ص ۹۶، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، مصنف عبدالرزاق ج۵ ص ۳۲۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۲، نسائی ج ۲ ص ۳۲۹، الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ج ۲ ص ۲۲۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ (حضرت ابو ہریرۃ) نے فرمایا کہ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: کسی قدر گھنگریالے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلۂ شنوہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حُلیہ

بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سُرخ رنگ کے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱۹:

عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما قال قال النبی ﷺ رأیت عیسٰی وموسٰی وابراهیم، فامّا عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر وامّا موسٰی فادم جسیم سبط کأنّه من رجال الزطّ۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (شبِ معراج میں) میں نے حضرت عیسٰی، حضرت موسٰی اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسٰی تو سُرخ رنگ، پُرگوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے، اور حضرت موسٰی علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲۰:

عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنه انّ رسول الله ﷺ قال مررت علی موسٰی لیلة اسری بی عند الکثیف الاحمر وهو قائم یصلّی فی قبره۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج ۵ ص ۵۹، مسند

احمد ج۳ص۱۴۸، ۲۴۸، سنن نسائی ج ا ص ۲۴۲، کنز العمال ج ۱۱ص۵۱۸ تلخیص الجیر ج۲ ص ۱۲۶ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص۲۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سُرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

دلیل نمبر ۲۱:

عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت کنت ادخل بیتی الّذی فیه رسول الله ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انّما هو زوجی وابی فلمّا دفن عمر رضی الله تعالی عنه معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة علیّ ثیابی حیاءً من عمر۔

(مشکوٰۃ ص ۱۵۴، فتاوی مظهریه ص ۴۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں حضور اکرم ﷺ مدفون ہیں، بلا حجاب داخل ہو جاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوئی تو اللہ کی قسم میں اس حجرے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔

دلیل نمبر ۲۲:

عن سعید بن المسیّب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر

رسول الله ﷺ ایام الحرة حتی عاد النّاس۔

(خصائص کبری ج۲ص ۲۸۱، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۴۸، بحواله دلائل النبوة زرقانی ج ۵ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور ﷺ کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

دلیل نمبر۲۳:

عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ أكثروا الصلوٰة علیّ یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احدا لن یصلی الا عرضت علیّ صلاته حتی یفرغ منها قال: قلت! وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت ان الله حرّم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء فنبیّ الله حی یرزق رواه ابن ماجة باسناد صحیح۔

(سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ ج ۱ ص ۵۲۴ حدیث نمبر ۱۶۳۷، الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۲۵۸۲، مصباح الزجاجة ج ۲ ص ۵۹ حدیث نمبر ۶۰۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ دُرود بھیجا کرو، یہ یوم مشہود ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی شخص جب بھی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اس

کے فارغ ہونے تک میرے سامنے اس کا دُرود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے
حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اور موت کے بعد (کیا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیاءِ کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۴:

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ: من زار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔
(رواه الطبرانی، المعجم الکبیر، الدار قطنی عن حاطب فی السنن ج ۲ ص ۲۷۸ حدیث نمبر ۱۹۳ ، شعب الایمان للبیهقی ج ۳ ص ۴۸۹ حدیث نمبر ۴۱۵۴، مجمع الزوائد للهیثمی ج ۴ ص ۲)
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

دلیل نمبر ۲۵:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لقد رأیتنی فی الحجر، وقریش تسألنی عن مسرای، فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم أُثبتها، فکربت کربة ما کربت مثلهُ قط، قال: فرفعه الله لی أنظر الیه. ما یسألو نی عن شیٔ الا

أنباتهم به. وقد رأيتني في جماعة من الانبياء، فإذا موسٰى عليه السلام قائم يصلّي، فإذا رجلٌ ضربٌ جعد كأنه من رجال شنوئة. وإذا عيسى ابن مريم عليهما السلام قائم يصلّي، اقرب النّاس به شبها عروة بن مسعود الثقفي. وإذا إبراهيم عليه السلام قائم يصلّي، أشبه النّاس به صاحبكم (يعني نفسهٗ) فحانت الصلاة فأممتهم فلمّا فرغت من الصلاة، قال قائل: يا محمّد، هٰذا مالک صاحب النّار فسلّم عليه. فالتفت إليه فبدأني بالسلام۔

(رواه مسلم. الصحيح المسلم كتاب الإيمان باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال ج ۱ ص ۱۵٦ حديث نمبر ۱۷۲، النسائی فی السنن الکبرٰی ج٦ ص ۴۵۵ حدیث نمبر ۱۱۴۸۰، مسند ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۱٦ حدیث نمبر ۳۵۰، المسند المستخرج علی صحیح الإمام المسلم ج ۱ ص ۲۳۹ حدیث نمبر ۴۳۳، فتح الباری العسقلانی ج٦ ص ۴۸۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا اور قریش مجھ سے واقعۂ سفرِ معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ چیزیں پوچھیں جنہیں میں نے محفوظ نہیں رکھا تھا جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے اتنا کبھی پریشان نہیں ہوا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ وہ مجھ سے بیت

المقدس کے متعلق جو بھی چیز پوچھتے میں (دیکھ دیکھ کر ان کو بتا دیتا اور میں نے خود کو گروہ انبیاءِ کرام علیہم السلام میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اور وہ قبیلہ شنوءَ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے بالوں والے تھے اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عروہ بن مسعود ثقفی ان سے بہت مشابہ ہیں، اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارا دوست (یعنی خود حضور علیہ وسلم ﷺ) ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ پھر نماز کا وقت آیا، اور میں نے سب انبیاءِ کرام کی امامت کروائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا: یہ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے پہلے مجھے سلام کیا۔

دلیل نمبر ۲۶:

علامہ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفی الفتاوی الرّملیة الانبیآء والشھدآء والعلماء لایبلون والانبیآء والشھدآء یاکلون فی قبورھم ویشربون ویصلّون ویصومون ویحجون۔ (زرقانی علی المواھب ج۵ ص ۳۳۴)

فتاویٰ رملیہ میں ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء نہیں بوسیدہ ہوتے اور انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲۷:

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ۔

إنہ ﷺ حیٌّ فی قبرہٖ کسائر الانبیآءِ فی قبورھم وھم احیآء عند ربھم وإنّ لازواحھم تعلقا بالعالم العُلویّ والسفلیّ کما کانوا فی الحال الدّنیویّ فھم بحسب القلب عرشیّون وباعتبار القالب فرشیّون واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلمُ باحوالِ اربابِ الکمال۔ (شرح شفاء شریف ج۲ ص۱۴۲)

بے شک وہ نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ سارے انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور بیشک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم رہتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اربابِ کمال کے احوال کو زیادہ جانتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۸:

علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إن الأنبیاء لایموتون وإنھم یصلون ویحجون فی قبورھم و إنھم احیآء۔ (فیوض الحرمین ص۲۸)

بے شک انبیاءِ کرام نہیں مرتے اور بے شک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۲۹:

إنّ اللّٰه تعالٰی یُعطی لارواحهم قوّة الاجساد فیذهبون من الأرض والسّمآء والجنّة حیثُ یشآء ون وینصُرون اولیآء هم ویُدمّرون اعدآء هم. انشآء الله تعالی۔

(تفسیر مظهری ج ا ص ۱۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ انبیاءِ صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوّت عطا فرماتے ہیں تو وہ زمین آسمان اور جنّت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر۳۰:

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔

ولاشک ان حیاة الأنبیآء علیهم السّلام ثابتةٌ مَعلومةٌ مستمرّة ونبیّنا ﷺ افضلهم بالنصوصِ والاجماعِ (وإذ كان كذٰلک ینبغی) یجبُ أن تكون حیاته اكمل واتمّ من سآئرهم أی الأنبیاء علیهم السلام۔

(زرقانی علی المواهب ج۸ ص ۳۰۹)

بلا شک وشبہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات ثابت شدہ حقیقی ویقینی اور دوامی ہے اور ہمارے نبی ﷺ ان سب سے افضل ہیں نصوص اور اجماع کے ساتھ تو لازم وضروری ہے کہ آپ کی حیات بھی تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات سے اکمل واتم ہو۔

دلیل نمبر ۳۱:

دیوبند کے تمام بڑے بڑے علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ۔

فھو ﷺ حیٌّ فی قبرہ الشریفِ یتصرّفُ فی الکونِ باذن اللہ تعالٰی کیف شاء۔(المھند ص ۲۸)

وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہان میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرّف فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۲:

استاذ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال المتکلمون المحقّقون من اصحابنا أن نبیّنا ﷺ حیٌّ بعد وفاتہ وإنّہ یسر بطاعاتِ امّتہ ویحزن بمعاصی العُصاۃ منھم وإنّہ تبلغہ صلاۃ من یصلّی علیہ من أمّتہٖ۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۴۸۴)

ہمارے تمام متکلمین اور محققین علماء شافعیہ کا فرمان ہے کہ بیشک ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور بے شک آپ کی امت میں سے جو آپ پر درود بھیجے اس کا درود آپ کو پہنچتا ہے۔

دلیل نمبر ۳۳:

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیوبند فرماتے ہیں۔

ونُقِلَ عن مالک رحمه الله تعالیٰ أنّ احترام النبی ﷺ بعد وفاتہٖ ایضا کما کان فی حیاتہٖ وفی البیہقیّ عن انس وصحّحه ووافقه الحافظ فی المجلّد السادس أن الأنبیآء أحیاء فی قبورهم یصلون معناه أن أرواح الأنبیاء علیهم السلام لیست بمعطّلة عن العبادات الطیّبة والأفعال المبارکة بل هم فی قبورهم ایضًا کم کانوا مشغولین حین حیاتهم فی صلاۃٍ وحجَ وکذلک حال تابعیهم علی قدر المراتب۔

(فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)

امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ بیشک نبی ﷺ کا ادب واحترام آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کی تصحیح بھی کی اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری کی جلد ششم میں اس کی موافقت کی ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) بے شک تمام انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح عبادات اور افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے۔ علی قدر المراتب۔

دلیل نمبر ۳۴:

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدلّل اور مبسوط بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فحصل من مجموع هذا النقول والأحاديث أن النبی ﷺ حی بجسده وروحه وأنه یتصرف ویسیر حیث شاء فی الأرض وفی الملکوت وهو بهیئته الّتی کان علیها قبل وفاته لم یتبدّل منه شئ وإنه فغیّب من الابصار کما غیّب الملآئکة مع کونهم احیآء باجسادهم فإذاارادالله رفع الحجاب عمّن اراد اکرامه برؤیته راٰه علٰی هیئته الّتی هو علیها لامانع من ذٰلک ولاداعی إلیٰ التخصیص برؤیة المثال (الحاوی للفتاوی ج۲ص ۴۸۶)

ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور بلا شبہ آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور زمین اور عالم ملکوت کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں اور آپ بالکل اپنی اسی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از وفات تھے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بیشک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کر دیے گئے ہیں جس طرح فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود ہماری آنکھوں سے غائب کر دیے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ آپ کی رویت کے ساتھ کسی کو عزت واکرام عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس نے حجاب کو اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ ﷺ کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے جس پر آپ ہیں اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور رویتِ مثال کی تخصیص کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۳۵:

سیّد الطائفہ امام الاولیاء حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

من کانت حیاته بنفسه یکون مماته بذهاب روحه ومن کانت

حیاتہ بربّہ فإنہ ینتقل من حیات الطبع إلی حیاۃ الأصل وھی الحیاۃ الحقیقیّۃ وإذا کان القتیل بسیف الشریعۃ حیًّا مرزوقًا فکیف من قُتِل بسیف الصدق والحقیقۃ۔ (تفسیر روح البیان)

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہوجاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی سے حیاتِ اصلی وحقیقی کی طرف انتقال کرتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے تو جو صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہوتا ہے وہ کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

دلیل نمبر ۳۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

أن النبی ﷺ حی کما تقرر وإنہ یصلی فی قبرہ بأذان وإقامۃ۔

(فتح الملہم ج۳ص ۴۱۹)

بے شک نبی اکرم ﷺ (اپنی قبر شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا، اور بے شک آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۷:

علامہ عینی لکھتے ہیں۔

فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھُم أحیاء۔

(باب فضیلۃ ابی بکر علی سائر الصحابۃ عمدۃ القاری شرح بخاری ج۷ص ۶۰۰)

یقیناً انبیاءِ کرام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۸:

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

أن الأنبياء احياء فی قبورهم كما ورد فی الحديث۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۲)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۹:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

أن حياته ﷺ فی القبر لايعقبها موت بل يستمر حيًا والأنبياء أحياء فی قبورهم۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲)

آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہو گی بلکہ آپ ہمشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۰:

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

أن الله جل ثنائه رد إلى الأنبياء أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء...الخ۔

(حیات الأنبیاء ص ۱۴، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۶، زرقانی

شرح مواہب ج ۵ ص ۳۳۲)

بے شک اللہ جل شانہ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۱:

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لا شک فی حیاتہ ﷺ بعد وفاتہ و کذا سائر الأنبیاء علیہم السلام أحیاء فی قبورھم حیاۃ اکمل من حیوۃ الشھداءِ الّتی اخبر اللہ بھا فی کتابہ العزیز الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاءِ کرام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اُس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کیا ہے، بڑھ کر ہے۔

دلیل نمبر ۴۲:

علامہ سمہودی ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

و أما أدلۃ حیاۃ الأنبیاء فمقتضاھا حیاۃ الأبدان کحالۃ الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۷)

بہر کیف حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں۔

دلیل نمبر۴۳:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

وإما حيوة الأنبياء أعلى وأكمل واتمّ من الجميع لأنها للروح والجسد على الدوام على ما كان فى الدنيا الخ۔

(شفاء السقام ص ۱۵۴)

بہر حال حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات تو تمام سے اعلیٰ، اکمل اور اتم ہے کیونکہ ان کی حیات جسم اور روح دونوں کو دوامی طور پر حاصل ہے جس طرح کہ دنیا میں تھی۔

دلیل نمبر۴۴:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

فإن الصلوٰة ليستدعي جسدًا حيا وكذلك الصفات المذكوره فى الأنبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ولايلزم من كونها حياة حقيقية أن يكون الأبدان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ فى الحجاب الكثيف وغير ذلك من صفات الاجسام التى نشاهدها بل قد يكون لها حكم اٰخر فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحيوٰة الحقيقية لهم وأما الادراكات كالعلم والسماع فلا شك أن ذلك ثابت وسنذكر ثبوته لسائر الموتىٰ فكيف بالانبياء انتهىٰ۔

(شفاء السقام ص ۱۴۳)

نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور اسی طرح معراج کی رات حضرات انبیاءِ

کرام علیہم السلام کے بارے میں جتنی صفات کا ذکر ہے وہ تمام اجسام کی صفات ہیں اور اس حیات کے حقیقی حیات ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس حیات کے ساتھ ابدان کو کھانے پینے کی ویسی ہی حاجت ہو جیسے دنیا میں تھی یا یہ کہ وہ کثیف پردہ میں نفوذ نہ کرسکیں اور اسی طرح اجسام کی دیگر صفات جن کا ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ ان ابدان کا حکم دنیوی ابدان سے جدا اور الگ ہو عقلاً اس میں کوئی امتناع نہیں کہ ان کے لیے حقیقی حیات ثابت ہو، رہے ادراکات مثلاً علم اور سماع وغیرہ تو ان کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں، یہ تو تمام مردوں کیلئے ثابت ہیں پھر بھلا حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے لیے کیوں نہ ثابت ہوں گے؟

دلیل نمبر ۴۵:

تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن انس رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ الأنبياء احياء فى قبور هم يصلون فإذاثبت أن نبينا ﷺ حى فالحى لابد من أن يكون إما عالمًا أو جاهلًا ولايجوز أن يكون النبى ﷺ جاهلًا الخ۔ (طبقات الشافعية الكبرى ج٦ ص ٢٨١)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیای کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی حضرت محمد ﷺ زندہ ہیں تو زندہ کیلئے لازم ہے کہ یا تو عالم ہو یا جاہل اور یہ بات تو ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت ﷺ جاہل ہوں (معاذ اللہ) (تو لامحالہ آپ ﷺ عالم ہونگے)......الخ

دلیل نمبر ۴۶:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

لأن عندنا رسول الله ﷺ حي يحس ويعلم وتعرض عليه أعمال الأمة ويبلغ الصلوٰة والسلام على مابيّنا الخ۔

(طبقات الشافعية الكبرى ج ۲ ص ۲۸۲)

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ زندہ ہیں حس وعلم سے موصوف ہیں اور آپ پر اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۷:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ومن عقائد نا أن الأنبياء عليهم السلام احياء في قبورهم فأين الموت إلى أن قال وصنف البيهقي رحمه الله تعالى جزؤا اسمعناه في حيٰوة الأنبياء عليهم السلام في قبورهم واشتد نكير الاشاعرة على من نسب هٰذا القول إلى الشيخ الخ۔

(طبقات ج ۶ ص ۲۶۶)

ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھران پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا) کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سُنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا رد کیا ہے۔

دلیل نمبر ۴۸:

علامہ سمہودی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

انا لانسلم أنه لا يستغفر بعد الموت لما سبق من حياته ومن استغفار أمّته بعد الموت عند عرض أعمالهم عليه الخ۔

(وفاء الوفاء ج۲ص ۴۱۱)

بے شک ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد استغفار نہیں کرتے کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور جب امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۹:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

وقد ذهب جماعة من المحققين إلى أن رسول الله ﷺ حي بعد وفاته وأنه يسّر بطاعات أمته الخ۔

(نیل الاوطار ج۳ص ۲۶۴)

محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۰:

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد السہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وقد ورد فى الخبر عن النبى ﷺ تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس على الله وتعرض على الأنبياء والآباء والأمهات يوم

الجمعة فيفرحون بحسناتهم وتزداد بياضًا واشراقًا فاتّقوا الله ولاتوذوا موتاكم وفي خبر اخر أن أعمالكم تعرض على عشائركم وأقاربكم من الموتى فإن كان حسنًا استبشروا وإن كان غير ذٰلك قالوا اللهم لاتمتهم حتى تهديهم كما هديتنا الخ۔ (عوارف المعارف على هامش الأحياء ج۴ص ۱۵۳)

آنحضرت ﷺ سے حدیث وارد ہوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور باپ دادوں اور ماؤں پر پیش کیے جاتے ہیں وہ نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے سفید اور چمکیلے ہوجاتے ہیں سوتم اللہ سے ڈرو اپنے مردوں کو اذیت مت دو اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ رشتہ داروں اور اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اعمال برے ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو ان کو ہماری طرح ہدایت نہ دے دے۔

دلیل نمبر ۱۵:

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

لأن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم وقد اقام النكير على افتراء ذٰلك ابو القاسم القشيري رحمة الله تعالى عليه الخ۔(شامی ج۳ص ۳۶۶ باب المغنم)

اس لئے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔

دلیل نمبر ۵۲:

علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

والحاصل أن حياة الأنبياء ثابتة بالإجماع الخ۔

(المنحة الوهبية ص ٦ طبع اسبنول)

حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

دلیل نمبر ۵۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حياة النبی ﷺ فی قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة فی ذلک وتواترت به الأخبار الدالة على ذلک الخ۔

(انباه الاذكيا ص ۲، فتاوىٰ امام سيوطی رحمة الله تعالى عليه ج ۲ ص ۱۴۷)

آنحضرت ﷺ کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۴:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

أن من جملة ما تواتر عن النبی ﷺ حياة الأنبياء فی قبورهم۔

(النظم المتناثر من الحديث المتواتر كذا فی شرح البويسنوی رحمة الله تعالى عليه ص ۴)

یعنی جو چیزیں آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۵:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قد صحت الأحاديث أنه ﷺ حی فی قبرہ یصلی بأذان وإقامة۔ (منح المنة ص ۹۲)

بلا شبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اوراذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۶:

مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

إن كثيرًا من الأعمال قد ثبتت في القبور كالأذان والإقامة عند الدارمی وقرأة القرآن عند الترمذی۔

(فیض الباری ج ا ص ۱۸۳)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأۃِ قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

دلیل نمبر ۵۷:

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد امتّنا اثنتین... الأیۃ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

اراد بالموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وهما موتتان المعروفتان المشهورتان فلذلک ذکرهما بالتعریف وهما

موتتان لكل أحد غير الأنبياء عليهم السلام فإنهم لايموتون فی قبورهم بل هم أحياء و أما سائر الخلق فهم يموتون فی القبور ثم يحيون يوم القيامة الخ۔ (عمدة القاری ج ۷ ص ۶۰۰)

دو موتوں سے مراد ہے، ایک وہ موت مراد ہے جو دنیا میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو مشہور اور معروف موتیں ہیں۔ اس لیے ان کو (الف ولام حرف تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب وکتاب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔

دلیل نمبر ۵۸:

مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ۔

نقل عن الإمام مالک رحمه الله تعالى انه كان يكره أن يقول رجل زرت قبر النبی ﷺ قال ابن رُشد رحمه الله تعالى من اتباعه أن الكراهة لغلبة الزيارة فی الموتٰى وهو ﷺ أحياه الله تعالى بعد موته حياة تامة واستمرت تلک الحيوٰة وهی مستمرة فی المستقبل وليس هٰذا خاصة به ﷺ بل يشاركه الأنبياء عليهم السلام فهو حی بالحيوٰة الكاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنيوی۔

(نور الإيمان بزيارة آثار حبيب الرحمٰن ص ۱۴، ونحوه فی وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۳)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کی۔ علامہ ابن رُشد مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ بالعموم مردوں کے لیے بولا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد مکمل حیات بخشی ہے اور یہ مستقبل میں دائمی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ ہی سے مختص نہیں بلکہ دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں پس آپ کو حیاتِ کاملہ حاصل ہے لیکن دنیوی اور حسی خوراک کی حاجت نہیں پڑتی۔

دلیل نمبر ۵۹:

علامہ ابوالوفاء علی بن محمد ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیه من الحنابلة وهو ﷺ حی فی قبره یصلی۔ (الروضة البهیة ص ۱۴)

علامہ ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۰:

امام بدرالدین بعلی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ۔

والأنبیاء أحیاء فی قبورهم وقد یصلون۔

(مختصر الفتاوی ص ۱۷۰)

حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بسا اوقات نماز بھی پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر۶۱:

فقیہ وقت امام حسن بن عمار بن علی شرنبلالی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ولما هو مقرر عند المحققين أنه ﷺ حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير أنه احجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات۔

(نور الايضاح ص ۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہیں مگر ان نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان ارفع مقامات تک رسائی سے قاصر ہیں۔

دلیل نمبر۶۲:

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

نحن نؤمن ونصدق بأنه ﷺ حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لاتأكله الأرض والإجماع على هذا۔

(القول البديع ص ۱۲۵)

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔

دلیل نمبر۶۳:

علامہ محمد عابد سندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

أما هم فحياتهم لا شك فيها ولا خلاف لأحد من العلماء في

ذلک إلى أن قالَ فهو ﷺ حي على الدوام۔

(رسالہ مدنیہ ص ۴۱)

بہر حال حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (پھر آگے فرمایا) پس آنحضرت ﷺ دوامی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۴:

مولوی احمد علی سہارنپوری صاحب لکھتے ہیں کہ۔

والأحسن أن يقال أن حياته ﷺ لا يتعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم۔ (ھامش بخاری ج ا ص ۵۱۷)

بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۵:

مولانا عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ۔

إنهم اتفقوا على حيٰوته ﷺ بل حيٰوة الأنبياء عليهم الصلٰوة والسلام متفق عليها لا خلاف لأحد فيه الخ۔

(انوار المحمود شرح ابی داؤد ج ا ص ۶۰۱)

محدثینِ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۶۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ودلت النصوص الصحیحة علی حیٰوة الأنبیاء علیهم السلام کما سیأتی إن شآء الله تعالی فی موضع یلیق به. انتهٰی ۔(فتح الملهم ج ۱ ص ۵۲۵)

نصوصِ صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ جیسا کہ مناسب موقع پر اس کا ذکر ہوگا۔ ان شآء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۶۷:

مولوی خلیل احمد سہارنپوری تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان نبی الله ﷺ حی فی قبره کما أن الأنبیاء علیهم السلام أحیاء فی قبورهم الخ۔ (بذل المجهود ج ۲ ص ۱۱۷)

نبی اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۸:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''آپ ﷺ بنصِ حدیث قبر میں زندہ ہیں''۔ (التکشف ص ۴۴۶)

دلیل نمبر ۶۹:

حضرت امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

''برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال ایں مواطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد الأنبیاء یصلون فی قبورھم شنیدہ باشد۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم ص۲۹ طبع لکھنؤ)

چھوٹی برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں۔ آپ نے یہ تو سُنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷۰:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يقوّيه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء افضل من الشهداء الخ۔ (فتح الباری ج۶ ص ۳۷۹)

اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداءِ کرام نصِ قرآن کی رُو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ (تو بطریقِ اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)

دلیل نمبر ۷۱:

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ۔

وهم أحياء في قبورهم ويستحب اتيان قبورهم لسلام عليهم۔

(قاعده في المعجزات والكرامت ص ۹۷ من مجموعه رسائل ابن تيميه)

اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی قبروں پر آنا ان پر سلام کہنے کے لیے مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۲۷:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لأنه بعد موته وإن كان حيا فهي حياة أُخروية لاتشبه حيوٰة الدنيا الخ۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۳۶)

کیونکہ آپ وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ دوسری قسم کی حیات ہے، وہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۳۷:

مولوی شمس الحق عظیم آبادی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان الأنبياء في قبورهم أحياء۔ (عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۷:

مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شہداء کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے فقط۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۷۱)

دلیل نمبر ۷۵:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

انه ﷺ حي في قبره بعد موته كما في حديث الأنبياء أحياء في قبورهم وقد صححه البيهقي والف في ذلك جزءً ا قال الأستاذ ابو منصور البغدادي قال المتكلمون المحققون من اصحابنا أن نبينا ﷺ حي بعد وفاته انتهٰى ويؤيدذلك ماثبت أن الشهداء أحياء يرزقون في قبورهم والنبي ﷺ منهم الخ۔

(نیل الاوطار ج۵ص ۱۰۱؛ تسکین الصدور ص ۲۶۳)

آنحضرت ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلے میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے استاذ ابومنصور البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ ان کا بیان ختم ہوا۔ اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ بھی شہید ہیں۔

دلیل نمبر ۷۶:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مطہرہ میں حیات ہیں۔ حدیث معتبر سے ثابت ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں اس قسم کی بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود، ج ا ص ۲۸۰)

دلیل نمبر ۷۷:

شیخ التفسیر علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی تحریر کرتے ہیں کہ۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام و اولیاءِ عظام سب کے سب زندہ ہیں انہیں مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی اور گمراہی ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ۱ ص ۵۰)

دلیل نمبر ۷۸:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور میں سب احیاء ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۸۳)

دلیل نمبر ۷۹:

شیخ التفسیر مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتے ہیں کہ۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی استخراجِ روح کے ہی نہیں آتا بلکہ موت حیاتِ ابدی کے حاصل کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً قرآنِ مجید میں وارد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں انہیں مردہ مت خیال کرو اور ان کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں روزی کھاتے ہیں، "فرحین ویستبشرون" کے انعامات پر بے حد خوش ہیں پس جبکہ شہداء مجاہدین جن کا درجہ مرتبہ مراتبِ نبوت سے کم اور ادنیٰ ہے اور ان کے لیے زبان سے مردہ کہنا اور دل سے مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاءِ کرام علیہم السلام اور خاص کر آقائے نامدار ﷺ کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ۱ ص ۵۰)

دلیل نمبر ۸۰:

شیخ الحدیث غازی محمد لکھتے ہیں کہ:

جان لو کہ حیات الانبیاء یعنی انبیاء علیہم السلام موت کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دوسری عبادات ادا کرتے ہیں اور یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔ (مقالات غازی ص ۵۰)

دلیل نمبر ۸۱:

مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف لکھتے ہیں کہ۔

انهم أحياء فی قبورهم يصلون وقد قال النبی ﷺ من صلّى علیّ عند قبری سمعته و من صلی علیّ نائیا بلّغته۔

(التعليقات السلفية على سنن نسائی ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (بذریعہ ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۸۲:

مفتی سیّد عبدالرحیم صاحب دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابو یعقوب سنوی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجدِ حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی

ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۱۱، فضائل صدقات حصہ دوم لمولوی زکریا دیوبندی ص ۴۷۸)

دلیل نمبر ۸۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ ''شرف مختم'' میں سلسلہ وار سند سے لکھا ہے کہ۔

وہ روایت کرتے ہیں شیخ کمال الدین سے اور وہ شیخ شمس الدین جزری سے اور وہ شیخ زین الدین مراغی سے اور وہ شیخ عزالدین احمد فاروقی کے واسطے سے اور وہ اپنے والد شیخ ابو اسحاق ابرہیم سے اور وہ اپنے باپ شیخ عزالدین عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہ میں ۵۵۵ھ میں سید احمد رفاعی کے ساتھ حج کے سفر میں تھا، جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے اور روضہ شریفہ پر حاضر ہوئے تو انہوں نے ان الفاظ سے سلام عرض کیا ''السلام علیک یا جدی'' (اے نانا جان آپ پر سلام) وہاں سے جواب عطا ہوا ''وعلیک السلام یا ولدی'' (تجھ پر سلام اے میرے بیٹے) کہ اس کو تمام اہلِ مسجد نے سُنا، حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر وجدِ شدید نے غلبہ کیا اور بڑی دیر تک روتے رہے اور شدتِ شوق میں عرض کیا۔ یا جداہ۔

یعنی اے نانا جان! حالتِ بُعد میں اپنی روح کو حضور میں بھیج دیا کرتا تھا وہ نائب بن کر زمین بوس ہو جاتی تھی، اب جسم کی حاضری کی نوبت آئی ہے سو ذرا اپنا دایاں دستِ مبارک دیجئے تاکہ میرا لب اس کے بوسے سے مشرف ہو جائے، پس فوراً آپ ﷺ کا دست مبارک چمک اور مہک کے ساتھ قبر شریف سے ظاہر ہوا اور ہزاروں آدمیوں نے زیارت کی اور سید رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا بوسہ لیا۔

(مجمع البحور ص ۱۸۶، بحوالۃ فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۱۲، تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمن ص ۱۰۱)

دلیل نمبر ۸۴:

تنویر الایمان میں لکھا ہے کہ۔

''حضور ﷺ نے بھوک کی شکایت سُن کر روٹی عنایت فرمائی''۔ حضرت ابنِ جلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول میں آیا تو مجھ پر ایک دو فاقے گزرے۔ میں نے روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوکر عرض کی۔ ''انا ضیفک یارسول الله'' یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد میں سو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب میں کھائی اور بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

(جذب القلوب، تنویر الایمان ص ۹۹)

دلیل نمبر ۸۵:

تنویر الایمان میں ہے کہ۔

''میں نے روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوکر فریاد کی اور حضور نے مجھے نقد پیسے عنایت فرمائے''۔

احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں جنگلوں گھوما یہاں تک کہ میرے بدن کا چمڑہ پھٹ گیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا اور مزار اقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہ ﷺ اور دونوں صاحبان ابوبکر صدیق اور عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجا۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ مجھ سے فرماتے ہیں۔ ''اے احمد! تو آیا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے عرض کیا: ''انا جائع فی ضیافتک یارسول الله ﷺ'' اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کی ضیافت میں بھوکا ہوں''۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ''اپنا ہاتھ کھول'' میں نے ہاتھ کھولا۔ آپ نے چند درہم میرے

ہاتھ میں رکھ دیے۔ میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں نے بازار میں جا کر فطیرہ اور فالودہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا۔ (ص ۹۹، جذب القلوب)

دلیل نمبر ۸۶:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ اُسے رسول اللہ ﷺ نے کتنا ہی سمجھایا مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا، اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاءِ کرام علیہم السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے الخ"۔ (کتاب عین الفقر از سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۱۰۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۹۴)

دلیل نمبر ۸۷:

غیر مقلد مولوی فضل الرحمٰن ہری پوری لکھتے ہیں کہ۔

"کُل پیغمبروں کے جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس دُرود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سُن لیتے ہیں اگر دُور سے دُرود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا یہی اعتقاد ہے۔

(رسالہ دُرود شریف ص ۱۶)

دلیل نمبر ۸۸:

مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ۔

"محققین کی جماعت کا یہی مسلک ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے مرقد میں زندہ ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ امت کی اطاعت کی خبر پا کر خوش ہوتے ہیں"۔

(اسلام کی چودھویں کتاب ص ۴۵)

دلیل نمبر ۸۹:

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ۔

والذی نعتقد أن رتبة نبینا ﷺ علی مراتب المخلوقین علی الإطلاق وانه حی فی قبره حیوة مستقرة ابلغ من حیات الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل إذ هو افضل منهم بلا ریب وانه یسمع من یسلم علیه۔

(بحوالہ اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ طبع کانپور)

جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے۔ جس کا ثبوت قرآنِ کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بلا شبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ ﷺ پر سلام کہتا ہے آپ ﷺ سنتے ہیں۔

دلیل نمبر ۹۰:

نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں کہ۔

"زندہ ہیں انبیاءِ کرام علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے"۔

(مظاہرِ حق ج ۱ ص ۴۴۵)

دلیل نمبر ۹۱:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

''حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست''۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۹۲:

علماءِ دیوبند کے نزدیک حیات النبی ﷺ۔

عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة ﷺ حي في قبره الشريف وحيٰوته ﷺ دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به ﷺ وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم اجمعين والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباه الاذكياء بحيوٰة الأنبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي حيوٰة الأنبياء والشهداء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلوٰة موسىٰ عليه السلام في قبره فإن الصلوة تستدعي جسدا حيا إلى آخر ماقال فثبت بهٰذا أن حيٰوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ ولشيخنا شمس الإسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم يُر مثلها قد طبعت وشاعت في الناس و اسمها آب حيات أي ماء الحيات الخ۔

(المهند على المفند ص ۱۳، ۱۴، عقائد علماء ديوبند وحسام الحرمين ص ۲۲۱، فتاوى مظاهر العلوم المعروف فتاوى خليليه ج ۱ ص ۱۱۴)

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالے ''انباء الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی اور شہداءِ کرام کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔۔۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ''آبِ حیات'' ہے۔

دلیل نمبر ۹۳:

شیخ الحدیث مولوی عبدالحق ودیگر مفتیانِ کرام جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر کرتے ہیں کہ۔

'' حضور انور ﷺ ودیگر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بارے میں تمام اہلسنت و جماعت اور جملہ اکابرین دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات موعود کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ و مامون ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے جو حیاتِ دنیوی کے

مماثل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں۔ لیکن فطری تقاضے کی بناء پر مشغول بالعبادت ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کے قریب جو دُرود وسلام پڑھا جائے اس کو آپ ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہ تمام محدثین، متکلمین اہلسنت وجماعت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔ اکابر علماء دیوبند کے مختلف رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج۱ص۱۵۸)

دلیل نمبر۹۴:

قاضی شوکانی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين۔

(نیل الاوطار ج۳ص۲۱۲، بحوالۂ فتاوی حقانیہ ج۱ص۱۵۸)

دلیل نمبر۹۵:

واسئل من ارسلنا من قبلک الخ۔

اس آیت کریمہ سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''يستدل به على حياة الانبياء''۔ (مشکلات القرآن ص۲۳۴، دُرمنثور ج۶ص۱۶، روح المعانی ج۲ص۲۵، جمل ج۴ص۸۸، شیخ زادہ ج۳ص۲۹۸، خفاجی ج۴ص۴۴۴، بحوالہ آپ کے مسائل اوران کا حل ج۱ص۴۶۵)

دلیل نمبر۹۶:

مفتی صوبۂ سرحد، قاطع النجدیت، شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

وكرامات الاولياء لا تنقطع بعد موتهم اما الانبياء عليهم السلام فلأنهم أحياء في قبورهم يصلون ويحجون كما وردت به الأخبار فتكون الاغاثة معجزة لهم والشهداء ايضا أحياء في قبورهم شوهدو انهارا جهارا يقاتلون الكفار۔

(المقاصد السنیه ص۱۲۷)

ترجمہ:

دلیل نمبر ۹۷:

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افغانی قندھاری ثم بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   میرے چشمِ عالَم سے چُھپ جانے والے

(حدائقِ بخشش)

دلیل نمبر ۹۸:

مفتی عبدالعلیم القادری الرضوی لکھتے ہیں کہ۔

یاحبیبی أنت حی فی المزار   ہے عقیدہ دل نے پایا ہے قرار

حیاۃ النبی کا ہے عقیدہ، مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان ہے

نبی اللّٰہ حیّ لایموت   مجتبیٰ ﷺ کا ہی اعلان ہے

(المقاصد السنیه ص۱۲۶)

دلیل نمبر ۹۹:

متہ باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

''میرے عزیز سُنی مسلمان بھائیو! دونوں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرو

(عزضت)(معروضة علیّ)(انّ الله حرّم)(فنبیّ الله حیّ)(یرزق)(بعد الموت) کی تردید (ارمت) کی تردید۔ یہ تمام صیغے و جملے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور پُرنور ﷺ قبرِ اطہر میں زندہ ہیں۔ (المقاصد السنیہ ص۱۳۳)

دلیل نمبر ۱۰۰:

صاحبِ زادالمسیر لکھتے ہیں کہ۔

انہ لما اسری بہ جمع الانبیاء فصلی بھم، ثم قال لہ جبریل سل من ارسلنا من قبلک، الآیة، فقال! لا اسأل، قد اکتفیت، رواہ عطاء عن ابن عباس وھذا قول سعید بن جبیر والزھری وابن زید، قالوا! جمع لہ الرسل لیلة اسری بہ فلقیھم وامر ان یسألھم فما شک ولا سأل۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۷ ص ۳۱۹)

جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ کیلئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپ ﷺ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا! آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے الخ۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفاء کیا (جو مجھے بتلایا گیا)۔۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھے، پس آپ ﷺ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپ ﷺ نے پوچھا۔

دلیل نمبر ۱۰۱:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال عطاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه لما اسری به ﷺ إلی المسجد الاقصی بعث الله له آدم و جمع المرسلین من ولده فأذن جبریل ثم اقام فقال! یا محمد! تقدم فصل بهم، فلما فرغ رسول الله ﷺ من الصلاة فقال له جبرئیل علیه السلام! واسأل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا، الآیة، فقال ﷺ لا اسأل لأنی لست شاکًا فیه (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۱۶)

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا، اور جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب کو جمع کیا، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا! اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا! اے محمد ﷺ اور پوچھئے ان سے جن کو ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے فرمایا! میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔

دلیل نمبر ۱۰۲:

تفسیرِ قرطبی میں ہے کہ۔

لمّا اسری برسول الله ﷺ من المسجد الحرام إلی المسجد

الاقصٰی. وھو مسجد بیت المقدس. بعث الله له آدم ومن وُلد من المرسلین، وجبریل مع النبی ﷺ، فاذن جبریل علیه السلام ثم اقام الصلاة، ثم قال! یا محمد ﷺ تقدم فصل بھم، فلمّا فرغ رسول الله ﷺ قال له جبریل علیه السلام! سل یا محمد ﷺ من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الھة یعبدون. فقال رسول الله ﷺ، لا اسأل قد اکتفیت. قال ابن عباس رضی الله تعالی عنه! وکانوا سبعین نبیًا منھم ابراھیم وموسٰی وعیسٰی علیھم السلام، فلم یسألھم لأنه کان أعلم بالله منھم، فی غیر روایة ابن عباس. فصلوا خلف رسول الله ﷺ سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبیّون أربعة، وکان یلی ظھر رسول الله ﷺ ابراھیم خلیل الله، وعلی یمینه اسماعیل وعلی یساره اسحٰاق ثم موسٰی، ثم سائر المرسلین، فأمھم رکعتین، فلمّا انفتل قام فقال! " ان ربی أوحی إلیّ أن أسألکم ھل أرسل أحد منکم یدعو إلی عبادة غیر الله؟" فقالوا! یا محمد! انا نشھد انا أرسلنا أجمعین بدعوة واحدة أن لا إلٰه إلا الله وأن مایعبدون من دونه باطل، وانک خاتم النبیین وسید المرسلین، قد استبان ذٰلک لنا بامامتک ایانا، وأن لانبیّ بعدک إلی یوم القیامة إلا عیسٰی بن مریم فإنه مأمور أن یتبع أثرک۔ (تفسیر قرطبی)

جب آنحضرت ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی پر لے جایا گیا تو اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو

اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان واقامت کہی اور عرض کیا اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی! آپ سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپ ﷺ سے پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپ ﷺ نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لیے کہ آپ ﷺ ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ، پس آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپ ﷺ کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، بائیں جانب حضرت اسحاق علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ! بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا! اے محمد ﷺ! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت کے لیے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے، اور یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی

عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے۔ اور بے شک آپ ﷺ خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، اور یہ بات اس سے واضح ہوگئی ہے کہ آپ ﷺ نے ہماری امامت فرمائی ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے علاوہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کہ بے شک وہ اس پر مامور ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں۔

دلیل نمبر ۱۰۳:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وأراد بذلک لقائه ﷺ إياه ليلة الاسراء كما ذكر في الصحيحين وغيرهما، وروى نحو ذلک عن قتاده وجماعة من السلف، وكان المراد من قوله تعالىٰ! فلاتكن في مرية من لقائه على هذا وعده تعالى نبيه ﷺ بلقائه موسىٰ عليه السلام وتكون الآية نازلة قبل الاسراء۔ (روح المعانی ج۲۱ص۱۳۸)

اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے، کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا، اس اعتبار سے یہ آیت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

دلیل نمبر ۱۰۴:

تفسیر زاد المسیر میں ہے کہ۔

والثانی من لقائہ موسٰی لیلۃ الاسراء قالہ ابو العالیہ ومجاھد وقتادہ وابن السائب۔ (زاد المسیر ج٦ ص٤٣)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔

دلیل نمبر١٠٥:

تفسیر بحر محیط میں ہے کہ۔

ای من لقائک موسٰی ای فی لیلۃ الاسراء، ای شاھدتہ حقیقۃ وھو النبی الذی اوتی التوراۃ وقد وصفہ الرسول فقال طوال جعدٍ کأنہ من رجال شنوۃ حین راہ ہ لیلۃ الاسراء الخ۔

(تفسیر بحر محیط ج٧ ص٢٠٥)

یعنی آپ ﷺ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپ ﷺ نے واقعتًا ان کو دیکھا ہے، اور وہ وہی نبی تھے جن کو تورات دی گئی تھی اور تحقیق آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے جیسے قبیلۂ شنوۃ کے آدمی ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر١٠٦:

تفسیر جلالین میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

فانعم اللہ تعالٰی علی النبی ﷺ بالاسراء المشتمل علی اجتماعہ بالانبیاء۔(ای بارواحھم واجسادھم معًا علی الصحیح کما قال شیخنا)۔(جلالین وجمل ج٢ ص٦١٠ اسرٰی)

ہمارے شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات

لامکاں پر بلا کر بے پناہ انعامات فرمائے انہی میں سے جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام سے ملاقات بھی شامل ہے اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بوقتِ ملاقات اپنے اجسام اور ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔

دلیل نمبر ۱۰۷:

صاحبِ تفسیر صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریۃ من لقائہ (وقد التقیا لیلۃ الاسراء) جلالین، السجدہ. ای فی الارض عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ وفی السماء السادسۃ. کما ورد بہ الحدیث۔ (تفسیرِ صاوی ج۲ص۶۶)

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب تورات عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پُر نور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔ حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گزر کثیب احمر (لال ٹیلہ) کے پاس سے ہوا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اور جب حضور پُر نور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) (اور جب حضور پُر نور ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے) تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی) جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

دلیل نمبر ۱۰۸:

صاحبِ تفسیرِ خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

عن انس رضی اللہ تعالی عنه قال! قال رسول الله ﷺ لما اسری بی رأیت موسیٰ علیه السلام یصلی فی قبره فی کثیب الاحمر۔

(خازن ج ۵ سجدہ ۱۸۸ ، معالم ج ۵ ص ۱۸۸، صاوی ج ۲ ص ۲۶۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا جب مجھے (معراج کیلئے لے جایا گیا) (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے کثیب احمر (لال ٹیلہ) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

دلیل نمبر ۱۰۹:

صاحبِ تفسیرِ جمل فرماتے ہیں کہ۔

کیفیة الانبیاء الآتی ذکرهم فی السمٰوٰت السبع فاجتمع بهم کذٰلک فی جملة الانبیاء فی بیت المقدس فسبعة هٰؤلآء المذکورین إلی السمٰوٰت صعدوا فوجدهم فیها لحکم ومصالح. (تفسیر جمل ج۲ ص ۶۱۱ ..... قال جبرئیل علیه السلام هٰذا ابوک آدم فسلم علیه فسلمت علیه فرد السلام وقال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔

(بخاری. باب المعراج. ۵۹)

ان انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر (جن کا ذکر میں اپنی تفسیر میں) آگے چل کر کرنے والا ہوں جنکے ساتھ حضور پُر نور ﷺ کی ساتوں آسمانوں پر ملاقاتیں ہوئیں (حالانکہ) یہ انبیاءِ کرام علیہم السلام بیت المقدس میں دیگر

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ موجود تھے پھر ان انبیاءِ کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور علیہ السلام سے پہلے پہنچ جانا اللہ جل جلالہ کی حکمت و مصلحت (سے خالی نہیں) ہے (حضور پُر نور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں پہلے آسمان پر پہنچا) تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں جو آپ کے جدِ امجد (والد) ہیں انہیں سلام فرمائیں سو میں نے سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا نیز یہ بھی کہا۔ خوش آمدید۔ ایسے عظیم المرتبت، غیب جاننے والے، صالح فرزند کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۱۰:

علامہ مفتی امجد علی صاحب لکھتے ہیں کہ۔

قرآن مجید میں شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات " پھر انبیاء تو انبیاء ہیں (علیہم السلام) حدیث میں ہے! ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۳۱۹)

دلیل نمبر ۱۱۱:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "فیوض الحرمین" میں لکھتے ہیں کہ۔

لم یزل علیہ السلام ولا یزال متوجھًا إلی الخلق مقبلًا إلیھم بوجھہٖ۔

(فیوض الحرمین ص ۳۰) بحوالہٗ

(حیات الانبیاء والشھداء والموتیٰ)

سرکار دو عالم علیہ السلام ہمیشہ مخلوق کی جانب چہرہ مبارکہ فرماتے رہیں گے۔ لہٰذا

آپ ﷺ حیاتِ جسمانیہ کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعٰلمین ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا　　　ابداعلی افق العُلی لاتغرب

دلیل نمبر ۱۱۲:

امام بارزی کا فتوی۔

امام بارزی سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ استاذ العلماء ابومنصور البغدادی فقیہ اُصولی شافعیوں کے شیخ نے ''مسائل انجاز مبین'' میں فرمایا کہ علماء متکلمین محققین اہلِ سنت کا ارشاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہ سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ کے دربار میں تمام سرکاری غلاموں کا دُرود پیش ہوتا ہے۔

''وقال ان الانبیاء لایبلون ولاتاکل الارض منھم شیاء''۔

اور یہ بھی فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے اور ان حضرات کے پاک جسموں کا کوئی حصہ زمین نہیں کھا نہیں سکتی۔

(انباء الاذکیاء للسیوطی ص ۹) بحوالہ (حیات الانبیاء والشھداء والموتٰی)

دلیل نمبر ۱۱۳:

مولوی سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

'' آپ کی حیات نہ صرف رُوحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر''۔

(مکتوباتِ شیخ الاسلام مکتوب نمبر ۴۴، ج ۱ ص ۱۲۰)

دلیل نمبر ۱۱۴:

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

''وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسد کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں''۔ (نقشِ حیات ج ۱ص ۱۲۰)

دلیل نمبر ۱۱۵:

شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

من انکر الحیٰوۃ فی القبر وھم المعتزلۃ ومن نحا نحوھم واجاب اھل السنۃ عن ذلک۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ص ۱۰۶)

جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زندگی کا انکار کیا ہے وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، اہلِ سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرینِ حیات، اہلِ سنت میں سے نہیں ہیں۔

''قد تمسک بہ من انکر الحیٰوۃ فی القبر واجیب عن اھل السنۃ.... ان حیٰوتہ ﷺ فی القبر لایعقبھا موت بل یستمر حیًا''۔ (فتح الباری ج ۷ص ۲۲)

منکرینِ حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہلِ سنت

کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپ ﷺ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱۶:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ۔

عن علی رضی اللہ تعالی عنه قال قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام، فرمی بنفسه علی قبر رسول اللہ ﷺ وحثا علی رأسه من ترابه، فقال! قلت یا رسول ﷺ فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ فوعینا عنک وکان فیما انزل اللہ علیک "ولو انهم إذ ظلموا انفسهم" الآیة. وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی، فنودی من القبر انه قد غفر لک۔

(تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۵،۲۶۶)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اس آیتِ کریمہ کے حوالے سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی! "انه قد غفر لک"

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۸،۴۵۹، تسکین الصدور ۳۶۷)

دلیل نمبر ۱۱۷:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "التنویر" میں فرماتے ہیں کہ۔

ان النبیّ ﷺ حیٌّ بجسدہ وروحہ وانه یتصرّف و یسیر فی

اقطار الارض وفی الملکوت وهیئة التی کان قبل وفاته ولم یبدل منه شئ وأذن لهم ای الانبیاء فی الخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلویّ والسفلیّ وان حیات النبی ﷺ فی قبره وحیات سائر الانبیاء معلومة عندنا علمًا قطعیًا لما قام عندنا من الادلة القطُ حجّة فی ذلک وتواترت به الاخبار منها قال رسول الله ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ومنها قال رسول الله ﷺ حرم الله علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء۔ (التنویر للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بے شک نبی کریم ﷺ جسم اور روح کے تعلق کے ساتھ حیات ہیں اور جس طرح کہ حضور ﷺ کو وفات سے پہلے اطراف زمین اور ملکوت میں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل تھی، اسی طرح اب بھی زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور اطرافِ زمین اور عالم ملکوت میں تصرّف فرماتے ہیں۔ ان امور میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اجازت دے رکھی ہے کہ قبروں سے نکل کر سیر فرمائیں اور ملکوتِ علوی اور سفلی میں تصرّف فرمائیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں حیات ہیں۔ اسی طرح سارے انبیاءِ کرام حیات ہیں۔ یہ بات ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے اس لیے کہ اس کے ثبوت میں قطعی دلائل اور حجتیں موجود ہیں اور متواتر حدیثیں وارد ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ اجسادِ انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

دلیل نمبر ۱۱۸:

شیخ الاسلام مولوی سید احمد شاہ شاگردِ خاص مولانا غور غشتوی بابا فرماتے ہیں کہ:

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور چلتے پھرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد کأنّہ کالشمس۔

(تنویر الایمان فی اتباع مذھب النعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۵۱)

دلیل نمبر ۱۱۹:

فتاویٰ فیضِ نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ۔

''حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کی مخالفت کفر ہے''۔(ص ۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے باہر ہے۔(واللہ ورسولہ اعلم)

تاریخ: 21/12/2006 دن: جمعرات

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی مہتمم جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر کالونی کراچی

کلام الموتیٰ

(مُردے بولتے ہیں)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ کیا مردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے یا نہیں اور زندہ مردوں کی بات سُن سکتا ہے یا نہیں اور مردہ قبر میں تلاوتِ قرآن پاک کرسکتا ہے یا نہیں۔

المستفتی: مولانا محمد فیصل سیفی (فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ)

الجواب ومنه الصدق والصواب:

مُردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے اور زندہ مُردوں کی بات سُن سکتا ہے اور مُردہ قبر میں تلاوتِ قرآنِ پاک کرسکتا ہے۔ اور قبر پر آنے والے اپنے زائرین کو بھی پہچانتا ہے۔

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ کی مشیت سے جس طرح مردے زندہ لوگوں کی بات سن سکتے ہیں اسی طرح اللہ کی مشیت سے مُردوں کی بات زندہ بھی سُن سکتے ہیں اور یہ سننا زیادہ تر خواب (نیند) میں ہوتا ہے اور گاہے بیداری کی حالت میں بھی ہو جاتا ہے اور دونوں قسم کے صحیح واقعات مستند کتابوں میں ملتے ہیں''۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا وصال ہوا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب ان کا جنازہ تیار کر کے رکھ دیا گیا اور نماز کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار ہونے لگا تو میں نے ارادہ کیا کہ انتظار کے

اس وقفے میں دو رکعت نماز ہی پڑھ لوں، چنانچہ میں نے ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی دوسرے لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں جنازے سے آواز آئی! ''السلام علیکم انصتوا انصتوا'' (یعنی خاموش ہو کر بات سنو) اس کے بعد مرحوم حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل کلام فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں شہادت دی اور ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائے اور اخیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک پیشین گوئی فرمائی جو بعد میں بالکل حق ثابت ہوئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''بعد الموت تکلم'' کرنے کا واقعہ اور ان کا وہ پورا کلام قریب قریب ان سب کتابوں میں مروی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے احوال میں لکھی گئی ہیں اور آئمہ حدیث وروایت نے اس کو قبول کیا ہے۔ امام بخاری تک نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ''کما فی الاصابة'' بحوالہ تذکرہ شاہ عبدالرحیم وشاہ ابو الرضا دہلوی مرتبہ: نسیم احمد فریدی امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع ضمیمہ ''اہلِ قبور کی زندوں سے ہم کلامی'' (از مولانا محمد منظور نعمانی ص ۱۷۱، ۱۷۲) تہذیب، عمدۃ الاخبار، اکفار الملحدین: بحوالہ: ملفوظاتِ محدث کشمیری مرتب: سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری ص ۱۲۸ بحوالہ فتاوی رحیمیہ: ص ۲۰۴۔

مرتبہ: مفتی صالح محمد صاحب رفیق دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔

شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا دیوبندی ''فضائلِ صدقات میں روض الریاحین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ۔

ایک کفن چور تھا وہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا، وہ قرآن

پڑھ رہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے، اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اسے قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش آیا تو لوگوں نے قصہ پوچھا تو اس نے سارا حال سنایا، بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی اس سے پوچھا کہ قبر بتادے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا، اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔

(روض الریاحین، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۴۷۵)

نیز فضائلِ صدقات میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ ''شیخ ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا، جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ض ۴۷۸ حصہ دوم)

فضائلِ صدقات میں ہی مذکور ہے کہ۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑلیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے، یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے، اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا، شیخ ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے، کسی کو ہمت ان کے نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ ان کے رفیق (دوست) آئے تو انہوں نے غسل دیا۔

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم)

اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ۔

غرض صاحبِ روض نے بہت سے واقعات ان مرمٹوں کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا مذاق کرنا، لطف اُڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے واقعات حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ! اس میں اختلاف نہیں کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہٴ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔

(فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی تصنیف ''شوقِ وطن'' میں ہے۔

عن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اما واللہ الذی لا الہ الا ھو لقد ادخلت ثابتا البنانی فی اللحد ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیہ اللبن سقطت لبنۃ فإذاھو فی قبرہ یصلی وکان یقول فی دعائہ اللھم ان کنت اعطیتہ احدا من خلقت الصلوۃ فی قبرہ فاعطینھا فما کان اللہ لیرد دعائہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ قسم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے۔ جب ہم نے اُن پر کچی اینٹیں چُنیں تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا کیجئے۔ سو خُدا تعالیٰ نے ان کی دُعا رد نہیں فرمائی۔ (بلکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا فرمائی

ہے) (اخرجہ مسلم) اس طرح ان کو عطا ہوئی۔ (شوقِ وطن ص ۲۳،
۳۹، ۴۰ مطبوعہ مکتبۂ اشرفیہ، محمد علی روڈ بمبئی بحوالۂ فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

مولانا سید نورالحسن بخاری دیوبندی ''حیات الاموات'' میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تو شان ہی نرالی اور عظیم ورفیع ہے حقیقت یہ ہے کہ غیر انبیاء کا بھی قبر میں نماز پڑھنا اور قرآن پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ جلیل القدر تابعی حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر میں نماز پڑھنا مشہور ومعروف واقعہ ہے۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات تابعین میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں تھے ان کا فرمان ہے! ''ہر شی کی ایک کنجی ہوتی ہے اور ثابت خیر کی کنجی ہے''۔ دنیا کے سب سے بڑے عابد مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے دن رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

(تابعین۔ مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۶۳) ان سے متعلق روایت ملاحظہ ہو۔

عن ثابت البنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ قال اللھم ان کنت اعطیت احدا الصلوۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری۔

(طبقات ابن سعد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ وابو نعیم، شرح الصدور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ مصر ص ۷۸، حیات الاموات ص ۶۳)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے دعا کی الٰہی! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرمایا تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرما۔ ابو نعیم کی روایت ہے، جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے ''واللہ الذی لا الہ الا لہ!'' میں حمید طویل کے ساتھ بنانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر تھا ''یصلی فی قبرہ '' وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ (شرح الصدور ص ۷۸ ایضًا) ابن جریر نے ''تھذیب الآثار '' میں اور ابو نعیم نے ابراہیم بن الصمہ المہلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے گزرنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے قبر سے قراۃ القرآن کی آواز سُنی ہے۔ (شرح الصدور ص ۷۸) ابن مندہ نے بسند روایت کی ہے کہ ابو حماد الحفار جو ثقہ اور متقی تھے، نے کہا کہ میں نے ایک قبر سے جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قرآن کی قرأت سُنی۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ''شوق وطن '' میں لکھتے ہیں کہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال ان بعض اصحاب النبی ﷺ جلس علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فإذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فاخبرہ فقال رسول اللہ ﷺ ھی المانعۃ وھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر.

(اخرجہ الترمذی، شوق وطن ص ۲۳، ۲۴، ۴۰، فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کوئی صحابہ کسی قبر پر بیٹھ گئے اور (بوجہ نشان نہ ہونے کے) ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ سو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک آدمی ہے جو سورۂ مُلک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو پورا ختم کیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو آکر خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے بچانے والی اور نجات دینے والی ہے کہ مُردے کو عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔

ابو القاسم السعدی نے کتاب ''الروح '' میں لکھا ہے کہ۔

هذا تصدیق من النبی ﷺ بان المیت یقرأ فی قبره فان عبدالله اخبره بذلک وصدقه رسول الله ﷺ۔

یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں قرآت کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

امام کمال الدین ''کتاب العمل المقبول فی زیارة رسول ﷺ'' میں لکھتے ہیں کہ

هذا الحدیث واضح الدلالة علی ان المیت کان یقرأ فی قبره سورة الملک۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ میت اپنی قبر میں تلاوت کرتی ہے۔ اس روایت میں بعض اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اکرام کا ثبوت ہے اور بعض اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ تو بعض کے ساتھ قبر میں نماز کے ساتھ اللہ کے اکرام کا ثبوت ہے۔

فإذا کان من کرامة الله لاولیائه تمکین من الطاعة والعبادة فی القبر فالانبیاء بطریق الاولی۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامة عند الدارمی وقرأة القرآن عند الترمذی الخ۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳، کتاب العلم باب من اجاب الفتیا۔ مطبع مجلس علمی دابھیل)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرآنِ پاک کی تلاوت کا ترمذی کی روایت میں۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اخبار الاخیار'' میں شیخ محمد ترک نارنومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں ایک کو بوجہ بلند زمین بلند شہید اور دوسرے کو بوجہ نشیب زمین نشیب شہید کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں شہداء حافظ کلام اللہ تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے ان کی قبروں سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی ہے جو بطریقِ دَور پڑھتے تھے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

صاحبِ خزینۃ الاصفاء شیخ روزبان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابو طاہر جو شیخ روزبان کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں! کہ میں اور شیخ روزبان ہر روز صبح کو قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو دنیا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہو گئی ایک دن میں نے پچھلی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور شیخ کی قبر کے سرھانے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مگر مجھے اپنی تنہائی اور بے کسی پر رونا آیا اسی حالت میں میں نے شیخ کی قبر سے تلاوت کی آواز سُنی اور جب تک لوگ جمع نہیں ہوئے برابر سُنتا رہا۔ یہی حال ایک عرصہ تک رہا مگر جب میں نے اس کا ذکر ایک دوست سے کر دیا تو اس روز سے آواز کا آنا موقوف ہو گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص ہر روز بوقتِ سحر اپنے شیخ کے ساتھ دس پارے دَور کرتا تھا اس کے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے تو وہ مُرید حسبِ عادت وقتِ سحر شیخ کی قبر پر پہنچا اور پڑھنا شروع کر دیا جب اس نے دس پارے پورے پڑھ لئے تو اس قبر سے آواز آئی کہ شیخ پڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ جب دس پارے پورے ہوئے تو شیخ خاموش ہو گئے۔ دَور کا یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ اس شخص نے یہ راز اپنے بعض ساتھیوں پر ظاہر کر دیا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی نظیر حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ جب ان کا سر اقدس مصر میں دفن کیا گیا تو لوگ ان کی قبر اطہر سے تلاوتِ قرآن کی آواز سنتے تھے۔

(الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۳۸۴)

امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حضرت احمد بن محمد الطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ہر جمعہ کی شب میں تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔ (الکواکب الدریۃ ج ۲ ص ۳۸۴)

حضرت آمنہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبرِ انور سے رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی۔(الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۲۳۰)

امام شعرانی کے جد کریم حضرت علی بن شہاب الدین شعراوی کے متعلق شیخ علی العیاشی جو اہلِ قلب حضرات میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ وہ امام شعراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کے اندر قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے سُنا کہ شیخ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ شیخ نے سورۃ مریم سے تلاوت شروع فرمائی اور سورۃ رحمٰن پر اختتام فرمایا جب فجر طلوع ہوئی تو خاموش ہو گئے۔(الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۴۵۹)

مولانا قاری ظہور احمد فیضی ''انوار العرفان فی اسماء القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ۔

قبر کے اندر تلاوتِ قرآن کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے متعدد کتب میں مرقوم ہے کہ آپ کی قبر شریف سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔

(طبقات الکبریٰ لشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۳۶، الکواکب الدریۃ للمناوی قسم اول ج ۱ ص ۲۴۴، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۶۶)

یہ سعادت بھی اس امت کے خواص د حاصل ہے کہ ان کی قبر پر اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآن کرے اور اسے پڑھتے پڑھتے تشابہ لگ جائے یا غلطی ہو جائے تو وہ قبر کے اندر سے غلطی بتلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی بن عمر انمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر ان کے فرزند حسین بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش پائے گئے ایک شخص نے چند ساتھیوں کے ساتھ ملکر انہیں اُٹھایا اور ان کے گھر پر پہنچا دیا جب وہ ہوش میں آئے تو ان سے مدہوشی کا سبب دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے ابا حضور کی قبرِ انور پر تلاوت کر رہا تھا اچانک مجھے غلطی لگی تو میں نے سُنا کہ میرے والدِ محترم قبر کے اندر سے مجھے لقمہ دے رہے ہیں پس میں اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ (جامع کراماتِ اولیاء ج ٦ ص ۲۸٦،۲۹۰)

حضرت شیخ احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۳۷ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی آزمائش کی گئی یہاں تک کہ وہ بادشاہ واثق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابراہیم بن اسمٰعیل بن خلف کہتے ہیں کہ جب ان کی گردن تن سے جُدا ہو کر زمین پر آرہی تو میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کا سر قرآن پڑھ رہا ہے۔ میں اس طرف گیا تو وہاں کچھ گھوڑوں پر اور کچھ کھڑے کھڑے ان پر پہرا دے رہے تھے جب سب آنکھیں سوگئیں تو اُن کے سر نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا جو کچھ ان سے سُنا گیا اس میں یہ آیت بھی تھی ''الٓمّ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون '' (العنکبوت) الف لام میم کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اس پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

(صفة الصفوة ج۲ ص۲۳۷، البدایه والنهایه لابن کثیر ج۷ ص۳۱۶،
شرح الصدور ص۲۱۰، الکواکب الدریة ص۵۴۰)

یہاں یہ واقعہ بھی کافی مناسبت رکھتا ہے کہ۔حضرت شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاللہ سکندری شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۰۹ھ کے حالات میں ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر مشہور ترین حنفی فقیہ حضرت امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری المعروف باابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۶۱ھ حاضر ہوئے اور سورۃ ھود پڑھنا شروع کی، جب ان الفاظ پر پہنچے ''فمنهم شقی وسعید'' (ھود: ۱۰۵) تو قبر سے آواز آئی: ''یا کمال! لیس فینا شقی، فاوصی ان یدفن هناک '' اے کمال! ہمارے اندر کوئی شقی نہیں ہے، اس پر امام ابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے۔

(الکواب الدریة ج۳ ص۱۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وصیت پوری کرائی اور آپ کو حضرت ابن عطا اللہ سکندری کی قبر کی غربی جانب دفن کیا گیا۔ (شرح حکم ابن عطا اللہ السکندری ص۲۲)

مفتی سید عبدالرحیم دیوبندی سے سوال کیا گیا کہ بزرگانِ دین حینِ حیات یا بعد الوفات حج کیلئے یا دیگر مقامات پر جا سکتے ہیں یا نہیں؟ مفتی عبدالرحیم جواب دیتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفر کر سکتے ہیں، حج کے لیے بھی جا سکتے ہیں، مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ خود ان کو اختیار نہیں ہوتا اور یہ درجہ یادِ الٰہی، سنت کی پیروی اور اتباعِ شریعت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے یہ ان کی کرامت اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوگا۔ حقیقتِ السورت میں ہے کہ سورت کے

ایک بزرگ شیخ محمد فاضل سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی اور ۱۳۰۲ھ میں وفات ہوئی، جس روز آپ کی وفات ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا آپ فرمارہے تھے کہ میں حج کے لیے جارہا ہوں چنانچہ سورت کے کچھ باشندے حج سے فارغ ہوکر واپس لوٹے تو ان کا بیان ہے کہ ہم نے مولانا صاحب کو حج کے دوران عرفات میں دیکھا تھا۔ (حقیقت سورت فارسی ص۹۳، فتاوی رحیمیہ ج ا ص۲۱۳)

اسی طرح فتاوی رحیمیہ میں اور واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''کفایۃ المعتقد'' میں کہا ہے کہ۔

بعض فقہاءِ صالحین سے فقیہ الکبیر ولی الشہیر حضرت احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر میں سورت نور کی قرآت کی سماعت مشہور ہے۔

(شرح الصدور ص۸۷)

اس تحقیق سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ علماءِ اعلام، تابعین عظام کے اقوال سے غیر انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی تقریر وتصدیق سے ثابت ہے کہ غیر انبیاء بھی قبر میں تلاوتِ قرآن مجید کرتے ہیں۔ جب غیر انبیاء کا یہ حال ہے تو حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے قبر مبارکہ میں نماز پڑھنے میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

مولانا محمد شعیب دیوبندی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اپنی کتاب ''معجزے اور دلیلونہ'' ص۲۳۵ میں لکھتے ہیں کہ ''الحق'' رسالے میں ایک طالبِ علم کی شہادت کا واقعہ چھپا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح تھا کہ ایک طالبِ علم مولوی محمد شریف جوزرمل علاقے افغانستان کا رہنے والا تھا، اس نے اپنے والد سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی مگر والد نے اجازت نہیں دی بالآخر والد کی اجازت کے بغیر ہی جہاد پر چلا گیا اور شاہ توری علاقہ ارگون پر پہنچ گیا اور معاون عبدالحمید کے ساتھ حرکتِ انقلاب

اسلامی سے ملکر جہاد میں شریک ہو گیا۔ شدید جنگ شروع ہو گئی اور مختلف مقامات سے مسلمان امداد کے لیے امیر ارسلا خان کی قیادت میں پہنچ گئے۔ یہ طالبِ علم بہت بہادری سے لڑ رہا تھا کہ ایک کلاشنکوف کی گولی اس کے دل پر لگی جس سے وہ شہید ہو گیا۔ سخت سردی اور برف باری کے موسم کی وجہ سے اس کی لاش اپنے مورچہ میں دو دن تک پڑی رہی۔ تیسرے دن اس شہید کو اپنے مرکز میں لا کر وہاں دفن کر دیا۔ اس شہید طالب علم کے گاؤں کا ایک دوست زرمل پہنچا تو اس کو اس کی شہادت کی اطلاع ملی پھر اس نے شہید کے والدین کو خبر دی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ سات دنوں بعد اس شہید کے دوست نے مرکز میں آکر امیر حرکت انقلابِ اسلامی سے عرض کی کہ اس شہید کا بوڑھا باپ بہت اصرار کر رہا ہے کہ اس کے شہید بیٹے کو یہاں سے نکال کر اس کو دیں تاکہ وہ اسے اپنے گاؤں میں دفن کرے۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد امیر نے اجازت دے دی کہ اسے نکال لیا جائے۔ جب اس شہید کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس کا جسم تروتازہ تھا اور نہایت خوبصورت تھا اور اپنا ہاتھ اُس نے اپنے دل پر رکھا ہوا تھا۔ معاون عبدالحمید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے سات مرتبہ اس کے ہاتھ کو سیدھا کیا مگر جیسے ہی میں اس کا ہاتھ سیدھا کرتا وہ فوراً اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیتا۔ آخر کار ہم نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر مجاہدین نے اس کی لاش کو اُٹھا کر اس کے گاؤں پہنچا دی۔ جب اس شہید کی لاش اپنے گاؤں پہنچی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تو اس کا بوڑھا باپ اس کے پاس کھڑا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے باپ نے چیختے ہوئے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا اے میرے جگر گوشے! اگر تم حق عقیدے اور اچھی نیت کے ساتھ شہید ہوئے اور اگر اللہ رب العزت تم سے راضی ہے تو ابھی تم مجھ سے مصافحہ کرو تو میں اپنے تمام حقوق معاف کر دوں گا اور اگر تم نے مصافحہ نہیں کیا تو میں اپنے حقوق معاف نہیں کروں گا کہ تم میری بغیر اجازت کے میرے بڑھاپے میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے جن میں مجاہدین بھی تھے، اُن تمام لوگوں نے دیکھا کہ اس شہید نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر اس کے باپ نے بلند آواز سے اُس کو معاف کیا۔ اس واقعہ کی گواہی تقریباً بیس ہزار لوگ دیتے ہیں۔ (ماہانہ ''الحق'' شمارہ نمبر اج ۱۷ص ۲۲،۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء)

ان مذکورہ تمام واقعات ودلائل سے ثابت ہوا کہ مردہ قبر میں تلاوت کر سکتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے اور زندوں کا کلام سن سکتا ہے اور حج بھی کر سکتا ہے اور گھوم پھر بھی سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ۔

ان اللـه يعطي لارواحهم قوّة الاجساد فيذهبون من الارض والسماء والجنة حيث يشاء ون وينصرون اولياء هم ويدمّرون اعدائهم إن شاء الله تعالىٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا کرتا ہے تو وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

ان شاء الله تعالىٰ۔ (والله ورسولهٗ اعلم)

تاریخ: ۲۲-۱۲-۲۰۰۶ء: دن: جمعة المبارک

المجیب:

سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سکنہ شالپین ضلع سوات حال کراچی

قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ برزخ کا کیا معنی ہے اور قبر کسے کہتے ہیں اور عذاب قبر حق ہے یا نہیں؟ اور عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور عذابِ قبر کے منکر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ومنه الصدق والصواب:

برزخ کے معنی دو چیزیں کے درمیان حدِ فاصل اور روک کے ہیں۔

(مفردات القرآن امام راغب اصفہانی) برزخ دو چیزوں کے درمیان کی حد؛ روک؛ حائل؛ عالم برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے؟

(لغات القرآن ج ۲ ص ۲۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن ورائهم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔

اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ اٹھائے جائیں گے) رہیں گے؛ برزخ بازداشت میان دو چیز یعنی برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے۔وتقال مابین الدنیا والآخرة من وقت الموت الی البعث فمن مات دخل البرزخ۔

برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے اور یہ بولا جاتا ہے (اس زمانے اور مکان پر) جو موت کے وقت سے لیکر حشر تک ہے پس جو شخص مرگیا وہ

برزخ میں داخل ہو گیا: (صراح؛ علامہ ابوالفضل محمد بن عمر القریشی) برزخ ایک غیر محسوس پردہ ہے دنیا اور آخرت کے درمیان حائل ہے اور فعل انسانی کو اس میں کوئی دخل نہیں؛ مولوی سید نور الحسن بخاری لکھتے ہیں: تو برزخ موت کے بعد سے قیامت تک کے درمیانی دور: عہد: زمانہ اور مدت کا نام ہے: اس دور میں دنیاں والوں سے پردہ ہو جاتا ہے؛ اور آخرت بھی پوری طرح سامنے نہیں آتی؛ اس لیے اسے برزخ کہتے ہیں؛ قبر اس عالم برزخ کی پہلی منزل ہے؛ گویا میت کیلئے قبر اور برزخ دونوں؛ ظرف؛ ہیں؛ برزخ ظرف زماں اور قبر ظرف مکاں:

قبر اس مقام کو کہتے ہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے؛ قرآن وحدیث میں عموماً اس مدفن پر قبر کا اطلاق ہوا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا: ولا تقم علیٰ قبرہ: (پ نمبر ۱۰ سورۃ التوبۃ) اور اس کافر منافق کی قبر پر کھڑے نہ ہو: واذا القبور بعثرت (پ ۳۰ س انفطار)

یعنی اور (قیامت کے دن) جب قبریں اکھاڑ جائیں گی؛ حدیث شریف میں ہے کہ:

ان العبد اذا وضع فی قبرہ؛

(متفق علیه) (مشکوٰۃ المصابیح باب عذاب القبر)

بیشک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مرض کے دوران فرمایا جس کے بعد آپ صحت یاب نہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری مع فتح الباری ص ۱۶۵)

ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء اور صلحاء کی انہی قبروں کو سجدہ کرتے تھے جو زمین پر موجود تھیں۔ علیین میں قبروں کو سجدہ کرنے کیلئے جانا بھلا کب ان کے بس کا روگ تھا۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ام المؤمنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور کہا کہ اماں جان مجھے حضور ﷺ کی قبر اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے تین قبریں دکھائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی قبریں دکھائیں جو زمین پر موجود تھیں۔ اگر قبر سے مراد علیین ہے تو کوئی بتائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سائلین کو علیین پر کیونکر لے گئیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فاذا وضع فی قبره وسوی علیه وتفرق عنه اصحابهٗ اتاه منکر ونکیر فیجلسانه فی قبره۔ (شرح الصدور ص ۵۴)

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔

حضرت بشیر اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ۔

انی مررت بقبر وهو یسأل عنی فقال لا ادری فقلت لا دریت۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۴۲، مجمع الزوائد ص ۴۸، شرح الصدور ص ۵۰)

بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا، جس سے میرے بارے میں سوال کیا جارہا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، اس پر میں نے کہا کہ تم نے نہ خود جانا (نہ کسی جاننے والے کی بات مانی)۔

حضور اکرم ﷺ میت (کی قبر پر) تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے تھے اور حضور ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور قبر پر سنگریزے رکھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے تین بار مٹی ڈالی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بیٹی کی تدفین کے وقت ہم موجود تھے۔ حضور ﷺ قبر پر بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اقتراف مع المرأۃ نہ کیا ہو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں۔ فرمایا اس کی قبر میں اُتر جا پھر وہ بنتِ رسول ﷺ کی قبر میں اُترے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

عن عمرو بن حزم قال رانی النبی ﷺ متکئا علی قبرہ فقال لا تؤذصاحب ھٰذا القبر۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۹، ابن عساکر، مسند احمد، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۰۷ حدیث نمبر ۴۲۹۹۰)

عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے قبر پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا قبر والے کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔

ان احادیث مبارکہ کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ میت کو جس قبر میں داخل کرتے ہیں، جس قبر پر دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کا یہ عمل اپنی آنکھوں سے دیکھتے وہ اسی زمین پر ہی ہو سکتی ہے۔

باقی قبر کے معنی لغات قرآن کے امام سے سُن لیجئے۔

القبر کے معنی میت کو دفن کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اقبرہ کے معنی کسی کے لیے قبر مہیا کرنے کے ہیں تاکہ اسے دفن کیا جائے۔ قرآن میں ہے۔ ''ثمّ اماتہ فاقبرہ'' پھر اس کو موت دی۔ پھر اسے قبر میں دفن کرایا۔ (مفردات القرآن للاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲۲۳)

عربی کی مشہور لغت ''منجد'' دیکھئے۔

القبر : آدمی کے دفن کا مقام جمع قبور اقبرہ: کسی کے دفن کرنے کو قبر بنانا، اقبر القوم: قوم کو مقتول کے دفن کی اجازت دینا۔ (المنجد عربی اردو ص ۹۵۷)

لغات القرآن کے امام (راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یا صاحبِ منجد نے قبر کے معنی میں کہیں گڑھا کا لفظ نہیں لکھا۔ قبر کے معنی گڑھا تو کوئی جاہل ہی کرے گا، گڑھا تو ہیں خفرہ کے معنی، قبر کے معنی تو ہیں: میت کو دفن کرنے کی جگہ، آدمی کے دفن کا مقام مقرّ المیت۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ''قبر'' کا لفظ آیا ہے۔ ''قبرہ'' (پارہ ۱۰ ع ۱۷)

چار مقامات پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۱۷ ع ۸، پ ۲۲ ع ۱۵، پ ۲۸ ع ۸، پ ۳۰ ع ۲۵)

ایک مقام پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۷)

ایک مقام پر ''اقبرہ'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۵)

ایک مقام پر ''المقابر'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۲۷)

ان آٹھ مقامات میں سے کسی مقام پر بھی قبر کے معنی نہ گڑھا ہیں اور نہ ہی عالم برزخ بلکہ آٹھوں مقامات پر قبر ہی مراد ہے۔ اور حدیث مین بھی جہاں قبر کا ذکر آیا ہے وہاں یہی محسوس قبر ہے۔

قبر کا عذاب وثواب

قبر کے عذاب وثواب پر جمیع اہلسنت متفق ہیں۔ ان کے نزدیک عذابِ قبر حق ہے۔ یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حق فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا ''نعم عذاب القبر حق'' ہاں: قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہو (الا تعوّذ بالله من عذاب القبر) مگر عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

استعيذوا بالله من عذاب القبر ۔(ترمذی ج۲ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

اللهم انی اعوذ بک من العجز والكسل والجبن والهرم، واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنة المحيا والممات ۔(بخاری شریف ج۲ ص ۹۴۲، مسلم شریف ج۲ ص۳۴۷، ترمذی ج۲ ص۱۸۷، نسائی ج۲ ص ۳۱۳)

اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجز وکسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔

عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ بعض مبتدع فرقوں کا زعم ہے کہ

عذابِ قبر صرف رُوح کو ہوتا ہے اور بعض کا وہم ہے کہ صرف بدن کو۔ لیکن اہلسنت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

بل العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعًا باتفاق اهلِ السنة والجماعة۔ (كتاب الروح ص ٦٢)

عذاب وراحت وآرام روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اس پر تمام اہلِ سنت وجماعت کا اتفاق ہے۔

امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں۔

وقد اجمع اهل السنة والجماعة على اثبات الحيٰوة فی القبور۔

بیشک قبروں میں اثباتِ حیات پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

ان حيٰوة جميع الموتٰى بارواحهم واجسامهم فی قبورهم لاشک فيها۔

بلاشُبہ تمام مُردوں کا قبروں میں اپنے ارواح واجسام دونوں کے ساتھ زندہ ہونا، اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

العذاب على الروح والبدن كما هو مذهب الجمهور وهو الصحيح۔

قبر میں گناہ گار کے بدن وروح دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔

ومحل العذاب الروح والبدن جميعًا باتفاق اهل السنة والجماعة وكذا القول فی التنعيم۔

اہلِ سنت وجماعت اس بات پر متفق ہے کہ قبر میں عذاب وثواب روح اور

جسم دونوں کو دیا جاتا ہے۔

ان براہینِ قاطعہ سے خوب واضح ہوا کہ قبر میں روح وجسد دونوں کو سزا و جزاء دی جاتی ہیں۔ (المقاصد السنیة ص ۱۰۷)

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ومحل التنعيم والعذاب الروح والبدن جميعًا باتفاق اهل السنة والجماعة كما هو مذهب الجمهور وهو الصحيح. وقول العامّة واكثر ارباب الشرع على انهم احياء في الحال بحياة جسدانية (شرح الصدور ص ۲۱۲، المقاصد السنية ص ۱۰۵)

ترجمہ:

عذابِ قبر کے منکر کی اقتداء میں نماز کا حکم:

علامہ طاہر بن احمد حنفی ''خلاصة الفتاوى'' میں لکھتے ہیں۔

ولا يجوز الصلوٰة خلف من ينكر شفاعة النبي ﷺ وينكر كرامًا كاتبين وعذاب القبر كذا من ينكر رؤية لانّه كافر۔

جو شخص آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور کرامًا کاتبین اور عذابِ قبر اور رؤیت باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ وہ کافر ہے۔ (ص ۱۴۹)

رئیس الفقہاء ورأس المحققین حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ولا يجوز الصلوة خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتواتر هذه الامور عن الشارع ﷺ۔ (فتح القدير ج ۱ ص ۲۴۷)

شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذابِ قبر اور کراماً کاتبین کے منکر کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ صلی اللہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

مولانا عبدالعلی بحرالعلوم حنفی لکھتے ہیں۔

منکر الشفاعة لاهل الكبائر والرؤية وعذاب القبر ومنكر الكرام الكاتبين كافر۔ (رسائل بحر العلوم ص ۹۹)

اہلِ کبائر کیلئے شفاعت اور رویتِ باری تعالیٰ اور عذاب قبر اور کراماً کاتبین کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

علامہ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں کہ۔

فاما عذاب القبر للمؤمنين من الجائزات وللكافرين من الواجبات والله تعالىٰ يقول النار يعرضون عليها غدوًا وعشيًا. يعني فرعون وقومه دل انه كان صحيحا في اىّ موضع وعلى اىّ حال ومن انكر هذا يصير كافرًا: "والله تعالىٰ اعلم"۔

(تمهيد ص ۱۲۵)

عذابِ قبر مؤمنوں کیلئے جائز اور کافروں کیلئے واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فرعون اور اس کی قوم صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہے، یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ عذاب صحیح ہے جس جگہ میں ہو اور جس حالت میں ہو جو اس کا منکر ہو سو وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بکر الانصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فاعلموا ايها الاخوان ان عذاب القبر ونعيمه حق كما صرحت

بہ الاحادیث الصحیحة ولکن الله تعالٰی یأخذ بابصار الخلائق واسماعهم من الجن والانس عن رؤیة عذاب القبر ونعیمه لحکمة الٰهیة ومن شک فی ذٰلک فهو ملحد الخ۔

(مختصر تذکرة القرطبی لعبدالوهاب الشعرانی رحمة الله تعالٰی علیهما ص ۳٦)

اے بھائیو تم بخوبی جان لو کہ قبر کا عذاب اور اس کی راحت برحق ہے جیسا کہ صحیح احادیث صراحتًا اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی (مکلّف) مخلوق میں سے جنوں اور انسانوں کی آنکھوں اور کانوں سے قبر کے عذاب وراحت کو اوجھل رکھتا ہے کیونکہ حکمتِ الٰہی کا تقاضہ ہی یہی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے تو وہ ملحد ہے۔

تاریخ: 23/12/2006

المجیب: سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

الحکم الشاق علیٰ عُنُق العاق

(حصہ دوم)

(عاق کا شرعی حکم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ ایک شخص اپنے مرشد اور اُستاذ سے عاق ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ فاسق ہے یا کافر۔ اگر فاسق ہے تو کس قسم کا ہے اور امامت و افتاء کے لائق ہے یا نہیں۔ اگر کافر ہے تو کس وجہ سے اور کس دلیل سے اور اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔

"بیّنوا وتوجروا"

المستفتی: سید سراج الحق شاہ سیفی

الجواب ومنه الصدق والصواب:

مُرشد اور اُستاذ کا عاق فاسق نہیں بلکہ کافر ہے جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

"وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكافرين.

اى صار منهم باستقباحه امر الله اياه بالسجود لآدم عليه السلام اعتقادًا بأنهٔ افضل منه والافضل لا يحسن أن يؤمر بالتخضع للمفضول" (تفسیر بیضاوی، ص ۶۳، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)

وجہِ کفر یہ ہے کہ اُستاذ و مُرشد کی تخفیف کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ جیسے اس

عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ سب فرشتے بمعہ شیطان کے آدم علیہ السلام کے شاگرد تھے سب فرشتوں نے سجدۂ تعظیمی کیا لیکن شیطان نے نہیں کیا بلکہ آدم علیہ السلام کو حقیر جانا جبکہ وہ اُستاذ ہونے کے باعث لائقِ عزت تھے جیسا کہ مصرح موجود ہے۔

''وهو مراعاة للأدب بتفويض العلم كله إليه''

(تفسیر بیضاوی، ص ۶۴)

اور جیسا کہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔

''ابیٰ ای امتنع من السجود لأدم فلم يسجد واستكبر وهٰذا كان من الله خبرا عن ابليس فانه من خلق الله الذين يتكبرون عن الخضوع لامر الله والانقياد لطاعته فيما امرهم وفيما نهى هم عنه والتسليم له فيما اوجب لبعضهم على بعض من الحق فنبه الله إلى الكافرين انه كان حين ابىٰ من السجود فصار من الكافرين حينئذ وقبل فى هٰذا الموضع''۔

(تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۷۵)

تفسیر ابن جریر کی عبارت سے ثابت ہے کہ ایک شخص کا دوسرے شخص پر حق ہوتا ہے اور خُداوندِ کریم فرماتا ہے کہ تو اس کا حق ادا کر اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا بسبب تکبر اور حسد کے تو وہ اس صورت میں کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور طاعت تمام دنیا پر واجب تھی کیونکہ وہ معلم الخیر تھے۔ جس وقت یہودیوں نے تعظیم وتوقیر سے انکار کیا بوجۂ تکبر وحسد کے تو خُداوندِ کریم نے اُن کو کفر میں مبتلا کیا۔ اسی طرح سے استاذ ومرشد معلم الخیر ہیں ان کی تعظیم وتوقیر شاگرد ومرید پر واجب ہے اگر وہ تعظیم وتوقیر نہیں کرتا بلکہ تخفیف کرتا ہے تو اس صورت میں کفر لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

''یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. قال ابن عباس وجابر رضی اللہ تعالٰی عنھما ھم الفقھاء والعلماء الذین یعلمون الناس معالم دینھم وھو قول الحسن والضحاک والمجاھد''۔ (خازن، ج ا،ص ۳۷۲، لبنان بیروت)

خُداوندِ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کُفر ہے۔ اسی طرح اُستاذ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔ کیونکہ حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا ایک ہوتا ہے۔

دوسری دلیل اس آیتِ کریمہ کی دلالت النص سے ہے۔

''لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا''۔ مطلب یہ ہے کہ اصل نصوص میں تعلیل ہے۔ اس نص میں علت یہ ہے کہ آنجناب سرورِ کائنات ﷺ تمام مخلوق کیلئے مُعلم الخیر تھے اس لیے ان کا نام مبارک لیکر پکارنا حرام ہے اور ان کی تخفیف کرنا کفر ہے جیسا کہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔

''وفی ھٰذہ الاٰیۃ بیان توقیر معلم الخیر لان رسول اللہ ﷺ کان معلم الخیر فأمر اللہ بتوقیرہ وتعظیمہ وفی ھٰذہ الاٰیۃ معروفۃ حق الاستاذ لانہ معلم الخیر أیضا وجب علی التلمید توقیرہ''۔ (تفسیر روح البیان، ج ۲،ص ۱۹۷، سورۃ نور)

اس کی تائید یہ آیتِ کریمہ کرتی ہے۔

''قال لہ موسٰی ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا الخ. قال ستجدنی ان شآء اللہ صابرا ولااعصی لک امرا''۔

موسیٰ علیہ السلام باوجود کمالِ علم کے اور عالی منصب ہونے کے اپنے اُستاذ کی تعظیم اور توقیر اور تابعداری کرتے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ

اُستاذ اور مُرشد کی تخفیف اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔

"وفیه دلیل علی انه ینبغی لاحدٍ ان یترک طلب العلم وان کان قد بلغ نهایة وان یتواضع لمن هو اعلم منه" (تفسیر مدارک ص ۲۱۸)

جواب توبہ:

توبہ کا جواب یہ ہے کہ یعنی استاذ ومُرشد کے عاق کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی جیسا کہ نصًا موجود ہے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں

فان تولوا فانّ الله علیم بالمفسدین قال المشائخ رحمهم الله تعالٰی فی تفسیر هٰذه الآیة عقوق الاستاذین لاتوبة منه۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۶ لبنان بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا۔ جس طرح سابی الرسول توبہ سے نہیں بخشا جاتا یہ مذہب مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اعوذ باللہ منہ

تحذیر الاخوان ص ۱۷۰ میں فتح عمیق کے حوالے سے منقول ہے کہ عاق کے کفر کے بہت سی روایات منقول ہیں آخر میں لکھا ہے کہ عاق کا کفر۔ نوادر اور ذخیرہ کی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے رسالے میں لکھا ہے کہ کسی کتاب میں نہ روایت ہے کہ کسی سے سُنا گیا ہے اور نہ کوئی کہتا ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز ہے۔ دُرر الفرائد میں لکھا ہے۔

"حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر و کذا الشیخ بل الشیخ افضل من الاب فادبهٗ اولٰی من ادبه وقال یحیٰی بن معاذ العلماء ارحم بامة محمد ﷺ من ابائهم وامّهاتهم قیل

وکیف ذٰلک قال لان اٰبائهم وامّهاتهم یحفظونهم من نار الدنیا وهم یحفظونهم من نار الآخرة''۔

یعنی استاذ کا حق فرض ہے جس نے اُستاذ کے حق کا انکار کیا وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیرومُرشد) کا حق ہے بلکہ شیخ والد سے افضل ہے تو شیخ کا ادب والد کے ادب سے اولیٰ ومقدم ہے۔ یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماءِ کرام امتِ محمدیہ پر ان کے والدین سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں پوچھا گیا کہ وہ کیسے فرمایا کہ ان کے والدین انہیں دنیاوی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں اور علماءِ کرام ان کو آخرت کی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبداٗ ومعاد ص۴۶ میں لکھا ہے کہ۔

پیرو مرشد کا حق تمام حقداروں (والدین، اساتذہ) کے حقوق سے بڑھ کر ہے۔ تربیت السالکین صفحہ۱۲۴ میں پوری تحقیق ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ باپ تین قسم پر ہے اور ان میں بہتر وہ ہے جو اس کو تعلیم دے الخ۔

جامع الفتاوی فی الهدایة لاهل الخیاریٰ ص ۹۲ پر لکھا ہے۔

''واما حقوق الوالدین فثابت بنص القرآن کما قال الله تعالی (ان اشکر لی ولوالدیک) حیث قرّن اداء شکرهما باداء شکره واما حقوق الاستاذ (معلم العلم الشرعی) فوق ذٰلک فی الرعایة کما قال اسمٰعیل الحقی البروسوی فی تفسیره (روح البیان سورة لقمان ج۷ ص۷۸) حق المعلم فی الشکر فوق حق الوالدین قال الامام الواعظ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر المعروف بامام زاده الحنفی فی کتابه شرعة الاسلام

(ویقدم حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین) وقال العلامة یعقوب بن السید علی فی شرح شرعة الاسلام فی باب فضل العلم وسنة التعلم والتعلیم (روی عنه ﷺ انه قال خیر الامام من علمک وقد اشیر الیه فی قول علی رأیت احق الحق حق المعلم"۔ (شرعة الاسلام ص ۴۴)

وفی الفتاوی الهندیة ای فی الباب الثلثون فی المتفرقات ج ۵ ص ۳۷۸ (وینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذه وادابه لایضن بشیٔ من ماله ولایقتدی به فی سهوه) وقال وحید العصر الشیخ الاجلّ طاهر بن عبدالرشید البخاری فی خلاصة الفتاوی (وفی الشافی لا یجوز لن یتقدم العالم علی ابن استاذه او ابن ابن استاذه اذ کان ذلک الابن او ابن الابن عالمان، اما اذا کان جاهلًا فهو بالخیار زجرًا له) واما حقوق مشائخ الصوفیة (اهل البیعة) اشرف وافضل من حقوقهم فی رعایة الأداب) جامع الفتاوی ج ا ص ۹۳ شرح تعلیم المتعلم، مجالس الابرار، مجمع العجائب وغیره۔

جو شخص اپنے حقیقی باپ کا حکم نہ مانے تو وہ عاق اور نافرمان ہے کیونکہ نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور خاص کر علماء ومشائخ کی نافرمانی۔ مولوی عبدالھادی دیوبندی شاہ منصوری تسهیل المشکوۃ صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ۔

"و عقوق الوالدین الخ والمعلم والشیخ قیاس علیهما وفی الفتاوی بر التلمیذ لاستاذه افضل من بر الولد لوالدیه.لان الاب یحمی ولده من افات الدنیا والاستاذ یحمی تلمیذه من افات

الآخرة انتهى. ويؤيده ما في كتب الفقه وزوج المرضعة اب المرضع انتهى. وتربية العلم افضل من تربية اللبن وقال في الظهرية وغيرها لايجوز الصلوة خلف العاق ولا تقبل توبة انتهى. وفي العاق ثلاثة احرف العين دال على العيب والالف دال على الاهانة والقاف دال على القهر فهٰذه اسباب العقوق اعاذنا الله تعالى منه ولايجوز تعليم العلم ولاطلب المسئلة من العاق''۔

یعنی والدین کی نافرمانی اور اس پر قیاس استاذ اور پیر ومرشد کی نافرمانی ہے۔شاگرد کا اپنے استاذ کی خدمت بیٹے کا اپنے والدین کی خدمت سے افضل ہے۔ کیونکہ باپ اپنے بچے کو دنیاوی مصیبتوں سے بچاتا ہے اور استاذ اپنے شاگرد کو اُخروی آفات سے بچاتا ہے۔اسکی تائید فقہ کے دلائل سے بھی ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ پینے والے بچے کا باپ ہے۔اورعلم کی تربیت دودھ کی تربیت سے افضل ہے۔ظہریۃ میں ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور عاق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ عاق میں تین حروف ہیں۔ عین، عیب پر دلالت کرتا ہے، الف، اہانت پر دلالت کرتا ہے، قاف، قہر پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ تینوں عقوق کے اسباب ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے۔آمین۔عاق کو تعلیم دینا یا اس سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں۔

اور صفحہ ٦ میں لکھتے ہیں کہ۔

ولاتعقن والديك اه وقياس عليهما المعلم والشيخ وزوج المرضعة معها والعجب في هٰذا الزمان ان الاولاد يخالفون عن

الوالدين والتلميذ من الاساتذة وهلم جرا وقال فضل بن عياض لااكلم العالم الذى يخالف عن شيخه ولاانظر إلى وجهه انتهى۔ (تسهيل المشكوة ص ٦)

یعنی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اور اس پر قیاس استاذ اور پیرومرشد ہے اور رضائی باپ بھی۔ اس زمانے میں تعجب کی بات یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین اور شاگرد اپنے اساتذہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ فضل بن عیاض فرماتے ہیں میں اس عالم سے بات نہیں کرتا جو اپنے پیرومرشد کی مخالفت کرتا ہے اور نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوں۔

دُررالفرائد معروف بکچکول الحیدری (مصنف: شیخ ابوعبدالرحمٰن حاجی ملا غلام حیدر الحنفی القادری) میں ہے کہ۔

من تعلم منه حرفا من القرآن او من تفسير او من الفقه او من مسئلة من المسائل الدينية او من كلمة الشهادة او من كلمة الاخرى او من الصلوة او من ذكر الله او نصيحة من الحسنات فهو استاذ فمن انكر من حقه فقد كفر لان حق الاستاذ فرض فمن انكر من حقه فهو كافر قال النبى ﷺ من استخف أستاذه ابتلاه الله بثلاثة بلاء اوله نسى منه العلم والثانى قل رزقه والثالث يخرج من الدنيا كافرا ومن منع كلمة من كلام الاستاذ فهو عاق لايقبل الله تعالى عنه الصلوة والصوم والحج والزكاة وكل عبادة ولايجوز الصلوة خلفه ولايقبل شهادته ولايعتبر قوله ولو كان عالما فقيها ولاذبيحة من يده لانه صار عاقا فذبيحة العاق والكافر سواء كان فى النار من الكافرين الا ان

يـرضى عنه استاذه صار مسلما كما اسلم الكافر من الكفر كذا ذكر في منهاج العابدين۔

یعنی دُررالفرائد میں ہے کہ جس نے کسی سے ایک حرف قرآن یا تفسیر یا فقہ یا دینی مسئلہ یا کلمہ شہادت یا کوئی دوسرا کلمہ یا نماز یا ذکر یا نیکی کی کوئی نصیحت سیکھی تو وہ اس کا استاذ ہے پس جو اپنے استاذ کے حق سے منکر ہوا وہ کافر ہے کیونکہ استاذ کا حق فرض ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اسی طرح جس نے اپنے استاذ کی اہانت کی وہ کافر ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے استاذ کی توہین کی اس کو اللہ تعالی تین مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔

(۱) اس سے علم بھول جائے گا۔(۲) رزق میں کمی ہوگی۔(۳) دنیا سے کافر جائے گا۔

جس نے اپنے استاذ کی کوئی بات منع کی تو وہ عاق ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور کوئی عبادت بھی قبول نہیں فرمائے گا۔ اور عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی شہادت قبول نہیں اور نہ ہی اس کے قول کا اعتبار ہوگا اگرچہ عالم ہو یا فقیہ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں کیونکہ وہ عاق ہے اور عاق اور کافر کا ذبیحہ برابر ہے اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ مگر یہ کہ استاذ اس سے راضی ہو جائے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ آگے لکھتے ہیں کہ۔

لايقبل الله تعالى منه كل طاعة كالكافر ولايجوز الصلوة خلفه قال رسول الله ﷺ المرتد على نوعين احدهما مرتد عن الدين فيلقنه على الفور فان عاد وتاب صار مسلماً فيصح توبته ولايقتل والثانى المرتد عن الاستاذ لايقبل الله تعالى منه كل

طاعة بالاتفاق الاان یرضی استاذہ ذکر فی الظهیرة وکذلک لا تسافر بغیر اذن الاستاذ حتی لاتصیر عاقا۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۲۲ بحوالہ دُرر الفرائد فصل فی الکراهیة ص ۳۳۵، ۳۳۶، بریقه ص ۱۴۸)

یعنی اللہ تعالیٰ عاق کی کوئی عبادت کافر کی طرح قبول نہیں فرماتا اور عاق کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرتد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دین سے مرتد: ایسے مرتد کو فوراً دین کی تلقین کی جائے گی اگر واپس آیا اور توبہ کی تو مسلمان ہو گیا اور اس کی توبہ قبول ہے اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) اپنے استاذ سے مرتد: ایسے مرتد کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس سے استاذ راضی ہو جائے اور استاذ کی اجازت کے بغیر سفر بھی نہیں کرنا چاہیئے تا کہ عاق نہ ہو جائے۔

عاق کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس پر اپنی بیوی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کا ذبیحہ حرام اور گواہی مردود ہے اور اس کی امامت صحیح نہیں یعنی اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادۃ ہے۔ عاق کا کوئی قول وفعل معتبر نہیں اور کوئی بھی مالی وجانی عبادت قبول نہیں ہے اور اگر اسلامی قانون نافذ العمل ہو تو عاق واجب القتل اور لازم الاہانت ہے۔

سب سے پہلے عاق شخص کو توبہ کی ترغیب دی جائے گی اگر توبہ کر کے اپنے حقدار (استاذ، مرشد اور والدین) کو راضی کیا تو پھر اس کو اسلام کی تلقین کی جائے گی اور نکاح کی بھی تجدید کی جائے گی۔ اگر توبہ کرنے سے انکار کیا تو واجب القتل ہے۔ اور اگر قتل کا غلبہ وقدرت نہ ہو تو عاق کے ساتھ قطع تعلق کرنا واجب ہے البتہ استاذ کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے جس نے کسی سے ایک بھی حرف پڑھا اس کی قدر کرے گا اور اس کے سامنے عاجزی کرے گا۔

فتاوی خانیہ میں ہے کہ عاق اور صلہ رحمی قطع کرنے والا جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ مجمعۃ العجائب میں ہے کہ۔

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ والدین کے نافرمان کی مغفرت کی جائے گی مگر استاذ کے نافرمان کی مغفرت نہ ہو گی۔ بحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۲۳، درسہ جا آوردہ۔ ''الاستھزاء بالعلم و العلماء کفر''۔ و نیز بحرالرائق صفحہ ۱۲۴۔ ''ولو صغر الفقیہ قاصدًا لاستخفاف بالدین کفر''۔ در شامی ج ۳ صفحہ ۲۰۳ آوردہ۔ ''لان اھانۃ اھل العلم کفر علی المختار''۔ عالم کی تخفیف اور استہزاء کرنا کفر ہے۔ تو کیا استاذ کی تخفیف و استہزاء کفر نہیں ہو سکتا بلکہ ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حقوق استاذ کے ہیں وہ دلالت النصوص کے ساتھ ثابت ہیں وہ نصوص جو نبی کریم ﷺ کے حقوق میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ دونوں کی علتِ مشترکہ ہے۔ اور وہ علت یہ ہے کہ ہر ایک معلم الخیر ہے۔ اور دلالت النص حکمِ قطعی اور یقینی ثابت کرتی ہے جیسا کہ ظاہر علمِ اصول میں مرقوم ہے۔ اگر کسی صاحب کو علماء سے دوسری علت بغیر اس علت کے جو علماء متقدمین سے منقول ہے، معلوم ہو تو بتلاوے۔ خاکسار تسلیم کرنے کو تیار ہے۔

جوابِ ثانی:

بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اُستاذ و مُرشد کا عاق فاسق ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ فاسق لُغت میں خارج عن حدالایمان کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

''قولہ تعالی الاالفاسقین الذین۔ الفاسق فی اللُغۃ خارج عن حد الایمان''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق بھی کافر ہوتا ہے۔ فاسق کا کفر دلالت النص سے ثابت ہے جیسا کہ مولوی صاحب شرح علی الحسامی نے تشریح کی ہے۔

''فان استدل بمعناه اللغوی فدلالت النص ص ۴۷۔ وفی الشرع الخارج عن امر الله بارتکاب الکبیرة ولهٗ درجات ثلٰث الاولی التغابی وهو ان یرتکبها احیانًا مستقبحًا ایاها والثانیة الانهماک وهو ان یعتاد ارتکابها غیر مبال بها والثالثة الجحود وهو یرتکبها متصوبا ایاها فخلع ربقته الایمان عن عنقه وهو لابس الکفر''۔ (تفسیر بیضاوی ص ۵۴)

عاق استاذ کا اگر فاسق ہے تو اعلیٰ درجے کا فاسق ہے (وهو لابس الکفر) اس سے ثابت ہوا کہ عاق امامت کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتا۔

لان معصومیت الامام عن الکبائر شرط لان الامام هو الذی یؤتمّ به ویقتدی به فلو صدر منه الکبائر لوجب علینا الاقتداء له فی ذٰلک فیلزم ان یجب علینا فعل الکبائر وذٰلک محال لان کونه معصیة عبارت عن کونه ممنوعًا من فعله وکونه واجب عبارت عن کونه ممنوعا عن ترکه والجمع بینهما محال فثبت بدلالة النص بطلان امامة الفاسق وقال علیہ السلام لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق ودل ایضا علی ان الفاسق لایکون حاکما واحکامه لاتنفذ اذا ولی الحکم وکذا لاتقبل شهادتهٗ ولاخبرهٗ اذا اخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولافتیاه اذا افتی ولایقدم لصلوة۔ (تفسیر کبیر ج ا۔ ص ۲۶۹) واما امامة الفاسق فقد علّلوا کراهته تقدمه بانه لایهتم لامر دینه وبان تقدمه للامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا بل مشی فی شرح منیة علی ان کراهة تقدیمه کراهته تحریم لما ذکرنا ولهٰذا لم تجز الصلوٰة

خلفة اصلا عند مالک رحمه الله تعالی وفی روایة عن احمد رحمه الله تعالی۔ (شامی ج ۱ص)

اس طرح کبیری میں موجود ہے (ص ۳۱۸، ۳۱۹) فاسق، علماء، مجتہدین کے درمیان کافر اختلافی ہوگیا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ عاق کافر ہے اور اس کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ فتاوی نور الهدیٰ المشہور فتاویٰ جامع الفوائد میں ہے۔

وینبغی للمتعلم ان یعظم استاذه لان فی تعظیمه برکة ومن لم یعظم او شتم فهو عاق لا تقبل صلاته ولاامامتهٗ ویعذر ویشهر وعلیه الفتویٰ فی زماننا. (مختار الفتاوی) ولایجوز شهادة العاق ولاامامته وتسقط عدالته ولایتعتبر قوله ولایعمل بفتواه لو کان مفتیا. (تحفة الفقهاء) لایحل ذبیحة العاق ولاامامته لان العاق یصیر مرتدا فی الحال ومثواه فی النار. (فتاوی جامع) من امتنع کلمة من الاستاذ فهو عاق لم یدخل الجنة ولانجاة له من النار ویخرج من الدنیا بغیر الایمان ولاتقبل عبادته ان کان الاستاذ ممن تعلم منه حرفا من القرآن او تعلّم مسئلة من مسائل الفقه او الحدیث او النصیحة من الحسنات او الذکر او لقّن کلمة طیبة.

(فتاوی نور الهدیٰ، ص ۴۲۴، ۴۲۵)

یہ مسئلہ میں نے کسی کے ساتھ تعصب یا عداوت کی وجہ سے شائع نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے پیش خدمت ہے۔ کیونکہ آج کل بہت سے شاگرد استاذ کے ساتھ ہتک کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لئے ان کو خُداوندِ کریم کے حکم سے اور استاذ کے حقوق سے آگاہ کرتا ہوں۔ علماءِ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس

مسئلے میں تمام کی رائے ایک ہونی چاہئے۔ واللہ ورسولہ اعلم
تاریخ: ۳-۲-۲۰۰۷

المجیب: تراب اقدام العلماء فقیر سیّد احمد علی شاہ سیفی

''ما قال المجیب فھو فیہ مصیب حرّرہٗ'' خادم الاولیاء والعلماء الحقانی فقیر محمد روشن کوکاروی ضلع سوات صوبۂ سرحد۔

''الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حرّرہٗ'' فقیر محمد سرتاج علی۔

''المجیب مُصیب فی جواب الاول'' کیونکہ درحقیقت حقوق اُستاذ مصرحا قرآن مجید میں مثل حقوق والدین مذکور نہیں ہیں اس لیے بعض کے نزدیک وہ کفر نہیں سمجھا جاتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اُستاذ کے حقوق نبی ﷺ کے حقوق میں داخل ہیں لیکن قرآن شریف میں تشریح نہیں ہے۔ بعض فتاویٰ میں نصًا تصریح موجود ہے اور بعض میں اشارتًا بہر حال کفر میں کلام نہیں جس میں تصریح کفر ہے وہ جوابِ اول میں ذکر کیے گئے ہیں مگر ان کا ذکر نہیں ہوا جس میں اشارتًا کفر مذکور ہے۔ اھانت العلماء من حیث العلم کفرًا لان العلم صفة ان دلته اللہ تعالی(بزازیہ). من ابغض عالمًا من غیر سبب دنیوی او دینوی خیفه علیه الکفر والحق انه یکفر فقه خلاصه حرّرہٗ۔ فقیر سید سراج الحق شاہ ترمذی۔

اقول وباللہ التوفیق ومنه الوصول إلی غائیة التحقیق. استخفاف العلماء واھانتھم من حیث العلم کفر علی ما ھو المختار فی اکثر الکتب الموضوعة للفتوی لانهٗ یستلزم استخفاف الانبیاء لاتصال بینھما مضًا کما فی الحدیث ''علماء امّتی کأنبیاء بنی اسرائیل'' فجعل العلماء من امته ﷺ کالأنبیاء من بنی اسرائیل مشعرًا بان استخفافھم من حیث

العلم الذى هو وجه التشبيه موجب للارتداد كاستخفاف الأنبياء عليهم السلام العياذ بالله وفى فن الثانى من الاشباه. الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر. وفى تعزير جامع الرموز انهٔ لاتعزير بنحو يا حمارًا الا إذا قال لعالم بالعلوم الدينية عن وجه المزاح فانه تعزير فلو قال بطريق الحقارة كفر لان اهانة اهل العلم كفر على المختار (انتهى). فلما كان استخفاف مطلقًا العالم مفضى إلى الكفر فاستخفاف المعلم إذا كان عالمًا بالعلوم الدينية اولى لان احجار قلب الاستعاز بارتكاب ما لايجوز فى حقه حرام لانه اوجب حرمته التافيف فى حق الوالدين بالنص القطعى عبارتًا وهما او ناحقًا ما الاولى ان تجب فى حق المعلم دلالته وهو اعلى حقا ويؤيد لك فيما تقدم ما فى احياء العلوم قال رسول الله ﷺ انما انا لكم مثل الوالد لولده بان نقصد انقاذهم من النار وهو اهم من انقاذ الوالد ولدهما من نار الدنيا فلذالك صار حق المعلم اعظم من حق الوالدين فان الوالد سبب الوجود الحاضر والحياة الغائية والمعلم سبب الحياة الباقية ولو لاالمعلم لانساق ما حصل جهة الاب إلى الهلاك الدائم وانما المعلم هو المفيد للحيوٰة الاخروية الذائمية. (انتهى ج ا ص٣٣) فالحاصل ان استخفاف المعلم بالعلوم الدينية دليل على استحلال ايلامه المجرم القطعى وهو موجب الكفر قال الامام الهمام التفتازانى فى شرح عقائد النسفى. " استحلال المعصية صغيرة او كبيرة

كفر اذاثبت كونها معصية دليل قطعي وجد علم ذالك مماسبق والاستهانة بها كفر" (انتهى) حرّرهٔ فقیر عابد علی سیفی مدرس جامعہ امام ربانی فقیر کالونی کراچی۔

الجواب صحيح بلاريب ومخالفه عنيد فلااعتبار لهٗ حرّره
فقیر ضیاء الحق

فی صحة هذا الجواب اتفاق فليس لاحد فيه شقاق حرره
سیف الحق

عُلماءِ کرام کے ساتھ کینہ بُغض رکھنا اور اُن کی توہین کرنا یا علماء کرام کی شان میں بُرا بھلا کہنا کفر ہے۔ خاص کر عوام جہلاء ایسی باتیں نہیں جانتے اِسلئے علمائے کرام کی توہین کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے علامہ شامی نے لکھا ہے۔

"والاحتياط ان يجدد الجاهل ايمانه كل يوم ويجده نكاح امرأته عند شاهدين فی کُل شهر مرة او مرتين إذا الخطاء وان لم يصدر من الرجل فهو من النّساء كثير"۔ (شامی ص۳۲)

یعنی احتیاط اِس میں ہے کہ جاہل (عامی) شخص روزانہ ایمان کی تجدید کرتا رہے۔ اور ہر مہینے میں دو یا ایک مرتبہ اپنا نکاح پڑھاتا رہے۔ (یعنی نیا کرتا رہے) دوگواہوں کے سامنے کیونکہ اگر چہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ نہ ہو۔ مگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

"حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو ان لايفتح بالكلام قبله ولايجلس مكانه وان غاب ولايرد عليه كلامه ولايتقدم عليه فی مشيه"۔ (فتاوی عالمگیری ج٦ ص ۳۵۱ بر حاشیه فتاوی البزازيه)

عالم کا جاہل پر اور اُستاذ کا شاگرد پر حق ایک جیسا ہے۔ اور وہ حق یہ ہے۔ کہ استاذ یا عالم کے سامنے ان سے پہلے بات شروع نہ کرے۔ ان کی بیٹھنے کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ اگرچہ اُستاذ غائب ہو۔ اور ان کی بات کو رد نہ کرے۔ اور چلنے میں ان سے آگے نہ بڑھے۔

دُررالفرائد میں لکھا ہے کہ۔

''حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر و کذا الشیخ افضل من الاب فادبه اولی من ادبه وقال یحییٰ بن معاذ العلماء ارحم بامة محمد ﷺ من ابائهم و امّهاتهم قیل و کیف ذالک. قال لان ابائهم وامّهاتهم یحفظونهم من النار الدنیا وهم یحفظونهم من النار الآخرة ''۔

استاد کا حق فرض ہے۔ جس نے استاد کے حق سے انکار کیا۔ وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیرومرشد) کا حق ہے۔ بلکہ شیخ والد سے افضل ہے۔ اس لئے ان کا ادب والد کے ادب سے مقدم واولیٰ ہے۔ یحیٰی بن معاذ فرماتے ہیں کہ۔ اُمتِ محمد ﷺ پر علماءِ کرام والدین سے بڑھ کر رحم فرمانیوالے ہیں۔ پوچھا گیا۔ کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ والدین بچوں کو دنیاوی آگ سے بچاتے ہیں۔ اُور علماءِ کرام ان کو اخروی آگ سے بچاتے ہیں۔

بریقه محمودیه فی شرح طریقه محمدیه ص ۲۵۸ پر لکھا ہے۔

وینبغی ان یقدم حق معلمه علی حق أبویه کما روی ان الحلوانی حین خروجه من بخاریٰ زارته تلامذته الاالمزنجری قال منعتنی عن الزیارة خدمة امی قال الشیخ ترزق العمر ولاترزق الدرس وکان کذٰلک قال الشاعر۔

آبـــاء اجســامـنــا الـذين مـضـوا　　قـد أوقـعـونـا فـی مـوقـع التلف
مــن عـــلـم الـعـلـم كـــان خـيـر أب　　وهــو أبـو الـروح لا أبـو الـنـطـف

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر کبیر ج ا صفحہ ۲۶۱ پر تحریر کرتے ہیں۔

''ان الشيخ مقدم من الأب والأم لان الأباء والامهات يحفظونهٗ من نـار الـدنيـا و آفـاتهـا والـمشـائـخ يـحفظونه من نار الآخرة واشتدادها''۔

علامہ ابراہیم عبیدی مالکی اپنی کتاب عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق صفحہ ۳۳۰ پر لکھتے ہیں۔

''الـولد على قسمين: ولد صُلب وولد قلب وعند العارفين ولد الـقـلـب مـقـدم عـلـى ولد الصُلـب ''۔فتدبـر ولاتـكن من المتعصّبين۔ والله ورسوله اعلم۔

شعبۂ للبنات جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معلّمہ حافظہ نازیہ بنت محمّد مسکین (مرحوم)۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ استاد کی تعظیم کے متعلق فرماتے ہیں۔

''انـا عبد من علمنى حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق''۔

(تعليم المتعلم، بريقه محموديه فى شرح طريقه محمّديه)

یعنی میں س شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا۔ اگر وہ چاہے تو مجھے بیچ دے اگر چاہے تو آزاد کر دے اور اگر چاہے غلام بنا لے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

''من تعلم عبدا آية من كتاب الله فهو مولاه لاينبغی له ان يخذله ولايستأثر عليه''۔

یعنی جو کسی کو کتاب اللہ کی ایک آیت سکھا دے وہ اس کا آقا ہے لہٰذا سیکھنے والے طالب علم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی توہین کرے یا اس پر برتری جتائے۔

کسی شاعر نے حقوق الاستاذ کے بارے میں عجیب اشعار لکھے ہیں۔

رأيت احق الحق حق المعلم — واوجبه حفظا علی كل مسلمٌ

لقد حق ان يهدی اليه كرامة — لتعليم حرف واحد الف درهم

میں نے تمام حقوق سے زیادہ استاد کا حق دیکھا ہے۔ میں استاد کے حق کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں پر زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ بے شک حق یہ ہے کہ استاد کے ایک حرف کی تعلیم کے بدلے میں ادب کی بناء پر ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے تو بھی کم ہے۔

(بريقه محموديه فی شرح طريقه محمديه ج ۴ ص ۳)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ استاد اور شیخ کی فرمانبرداری اور ادب لازمی ہے۔ شیخ اور استاد کی نافرمانی اور بے ادبی سے بچنا ضروری ہے کیونکہ نافرمانی اور بے ادبی کرنے سے طالبِ علم اور مُرید عاق ہو جاتا ہے۔ اور عاق کے بارے گذشتہ سطور میں تفصیل گذر چکی ہے۔ والله اعلم بالصواب۔

(ہادیہ بنتِ مفتی عبدالحنان نوّر الله مرقدهٗ سابقہ معلّمہ: شعبہ للبنات جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کاٹلنگ ضلع مردان)۔

قال فی تعليم المتعلم ان طالب العلم لا ينال العلم ولاينتفع به الا بتعظيم العلم واهله وتعظيم الاستاذ وتوقيره قبل ما وصل من وصل الا بمراعاة الحرمة وماسقط من سقط الا بترك

الحرمة وتعظيم العلم خير من الطاعة الا ترى ان الانسان لا يكفر بالمعاصية وانما يكفر بترك الحرمة ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم قال على كرم الله وجهه " انا عبد من علمنى حرفا وان شاء باع وان شاء استرق" ومن علمك حرفا مما تحتاج اليه فى الدين فهو أبوك فى الدين ومن توقير المعلم ان لايمشى أمامه ولايجلس مكانهٔ ولايبدأ الكلام عندهٔ ولايسأل شيئا عند ملالته ويراعى الوقت ولايدق الباب ويطلب رضاه ويجتنب سخطه ويمتثل امره فى غير معصية ومن توقيره توقير أولاده وقرابته وخدامه ثم قال فمن يؤذى أستاذه يحرم بركة العلم ولاينتفع به الا قليلا (انتهى). وفى الفتاوى البزازيه بر حاشيه فتاوى عالمگيرى ج٦ ص ٣٥١ "حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو ان لايفتتح بالكلام قبله ولايجلس مكانه وان غاب ولايرد عليه كلامه ولايتقدم عليه فى مشيه. وفى الفتاوى العالمگيريه "وينبغى للرجل أن يراعى حقوق استاذه وآدابه لايضن بشئ من ماله ولايقتدى به فى سهوه كذا فى الغرائب ويقدم حق معلمه على حق أبويه وسائر المسلمين. (ص٣٧٨). وفى خلاصة الفتاوى التقديم على العلماء معصية كبير كما جاء فى الحديث من تقدم على العلماء فهو ملعون هكذا فى الفتاوى وفى الشافى لايجوز ان يتقدم العالم على ابن استاذه او ابن ابن استاذه اذا كان ذلك الابن وابن الابن عالما اما اذا كان جاهلا

فہو بالخیار زجرا له. (ج۴ ص۳۲۷). وفی الدرر الفرائد فصل فی الکرهیة ص۳۳۶ وکذلک لاتسافر بغیر اذن الاستاذ حتی لا یصیر عاقا. وفی الوسیلة الاحمدیة والذریعة السرمدیة بر حاشیه شرح طریقه محمدیه ص۲۵۶ ولایتقدم علیه فی مشیه فقد صح قولهٗ ﷺ لمن تقدم علی الصدیق فی ذلک أتمشی امام من هو خیر منک الحدیث. کما هو فی المواهب وروی الدیلمی وغیره عن جابر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ المشی بین یدی الکبراء من الکبائر ولایمشی بین یدی الکبراء الا ملعون قالوا ومن الکبراء یا رسول الله قال العلماء والصالحون کما فی التوفیق وقد ورد فی الاخبار من عظم الشیوخ یعطی لهٗ مثل عمرهم وفی تعلیم المتعلم ای الکتاب المسمی به ومن توقیر (بالقاف) المعلم أن لایمشی ای الطالب امامه ای الاستاذ تعظیما له ولایجلس مکانه ولایبتدی الکلام عنده الاباذنه ولایکثر الکلام أی المباح فضلا عن غیره عنده لانه یفضی للخروج عن الادب ولایسأل منه شیئا من العلم عند ملالته لثقل الجواب علیه ویراعی الوقت فیأتی وقت ظهوره ولایدق الباب عند وصوله إلیه لئلا یؤذی الاستاذ فیه بل یصبر حتی یخرج قال الله تعالی. "ولو أنهم صبروا حتی تخرج إلیهم لکان خیرا لهم" فالحاصل فی ذلک انه ای التلمیذ والجاهل یطلب رضاه أی العالم ویجتنب سخطهٗ أی ما یؤذیه. وفی التکملة ج۱ ص۱۴۵. ومن طعن علی علماء الامة فلایلوا

من الا امۃ کما فی الکرمانی. وفی بحر الرائق ومن ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر ولو صغر الفقیہ او العلوی قاصدا الاستخفاف بالدین کفر (ج ۱ ص ۱۲۴). وفی عالمکیری. وفی النصاب من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر ج۲ ص ۸۸۹ وایضا فی عالمکیری ویخاف علیہ الکفر إذا شتم عالما او فقیھا من غیر سبب ج۲ ص ۸۹۰ وایضًا شامی. قال فی الاشباہ الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر وعن مجموع النوازل اھانۃ علماء الدین کفر وعن المحیط ان شتم عالما فقد کفر فتطلق امرأتہ. الاستخفاف بالعلماء کفر لکونہ استخفافًا بالعلم والعلم صفۃ اللہ تعالٰی (بزازیہ ص ۱۷۸). قال فی الاشباہ الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر وعن منیۃ المفتی تخفیف العلم والعلماء کفر وعن الخزانۃ من اذی العلماء ینفی من البلد وعن مجموع النوازل اھانۃ علماء الدین کفر. (بریزہ ج۴ ص ۴) حررہٗ۔

فقیر سیّد عبدالحق شاہ ترمذی حنفی سیفی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

اللّٰھم اغفر لمصنفہ ولوالدیہ ولاحبابہ ولاولادہ ولعشیرتہ ولازواجہ ولاخوانہ ولذرّیاتہ النسبی والروحانی ولمن سعٰی فیہ. آمین یارب العٰلمین برحمتک یاارحم الراحمین. تمت بالخیر۔

تاریخ: ۱۳۔۲۔۲۰۰۷ وقت: ۱۰:۰۰ صبح

والدین کی نافرمانی اوران کی گستاخی کرنا شریعت میں بدترین جُرم اوردنیاوی واُخروی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔اوراُن کی خوشنودی اورتابعداری جنت میں داخلے کاذریعہ وسبب ہے۔ بلکہ حضورسید دوعالمﷺ نے جنت کو تحت اقدام الامهات قرار دیا ہے۔ اوراللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی باپ کی خوشنودی سے جوڑ رکھی ہے۔تو والدین کا نافرمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً بہت بڑا مجرم ہے۔اور ایسا شخص سزا کے قابل ہے البتہ دنیا میں زجر وسزا رائے الامام کے حوالے ہے وہ جتنا اورجیسا مناسب سمجھے وہی بہتر ہوگا۔

"لما قال الله تعالیٰ ولاتقل لهما اُف ولاتنهر هما وقل لهما قولا كريما "۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۱، فتاوٰی حقانیه ج۲ ص ۴۴۹)وقال عبدالله بن عمر الكبائر سبع الاشراک بالله وعقوق الوالدين...الخ. وسئل ابن عباس عن الكبائر اسبع هی قال هن إلى السبعين أقرب وعد منهن عقوق الوالدين...الخ (جوهرة النيّرة شرح قدوری ج ۲ كتاب الشهادات ص۲۹۵). وعن عبدالله بن عمرو قال قال رسول اللهﷺ الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. روی البخاری وفی رواية انس رضی الله تعالى عنه وشهادة الزور بدل اليمين الغموس. (متفق عليه، مشكوٰة المصابيح ج ۱ ص۱۷ باب الكبائر وعلامات النفاق الفصل الاول، فتاوٰی فريديه ج۲ ص ۴۲۴). عن عبدالله ابن عمر رضی الله تعالى عنهما قال قال رسول اللهﷺ رضی الرب فی رضی الوالدين سخط الله فی سخط الوالد. كذا فی

الجامع الصغیر لانهٗ تعالی امر ان یطاع الاب ویکرم ومن اطاعه فقد اطاع الله تعالی ومن اغضبهٗ فقد اغضب الله تعالیٰ وهٰذا وعید شدید یفید ان العقوق کبیرة وعلم منه بالاولی ان الام کذٰلک کذا فی التیسیر لان حقّها اکثر فعلی العاقل ان یحترز ان یکون عاقا لوالدیه. (بحواله دُرّة الناصحین ج ۲ ص)۔

یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ استاذ و مرشد کا حق والدین کے حق سے زیادہ اور فوق ہے۔ لہٰذا ان کی نافرمانی بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور گناہ چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ اسے حلال جاننا یہ کفر ہے۔ لہٰذا ایسا شخص کافر ہے۔

در فاتحۃ العلم گفتہ کہ عقوق والدین را توبہ محو کند و عقوق استاذ را نکند

(فتاویٰ برہنہ ج ۱ ص ۱۰۵)۔ نمبر ٦۰ (من المحرمات)

و مشی پیش از کبری ای علماء و صلحاء وفی الحدیث المشی بین یدی الکبیریاء کبیرة ولا یتقدم الا ملعون این در کنز گفتہ۔ (ج ۱ ص ۱۱۲ برہنہ)

در جامع گفتہ باہانت علم وعلماء کافر میشود براصح۔ (برہنہ ج ۱ ص ۱۲۷)

یا تشبیہ کند بمذکران یا معلمان بطریق استہزاء در خلاصہ گفتہ وہمچنین جماعتی کہ بادی بخندد۔ یا استہزاء کند شریعت را اھ (فتاویٰ برہنہ ج ۱ ص ۱۲۷)

الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر

(حموی شرح اشباه والنظائر ص ۱۷۸)

قال الملا علی قاری من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر قلت الظاهر انه یکفر لانه اذا ابغض العالم من غیر سبب دنیوی او اخروی فیکون بغضهٗ لعلم الشریعة ولاشک فی کفر من انکره فضلًا عمن ابغضهٗ. (شرح فقه الاکبر لملا

علیٰ قاری ص ۱۷۳ فصل فی العلم والعلماء) بحواله: (فتاوی فریدیه ج۲ ص ۴۲۳)۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے استاد کا عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا جب تک کہ استاد کو راضی نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں والدین، استاد اور شیخ کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین۔ (عبدالاکبر نقشبندی سیفی)

قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اور مفتیانِ کرام اس مسئلے میں کہ کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کرنا اور اس کے ارد گرد گھومنا کیسا ہے۔

بیّنوا توجروا۔ فقط والسلام

المستفتی: سید سراج الحق سیفی

الجواب ومنہ الصدق والصواب:

طواف کرنا بہ نیت تقرب وتعبد کے یہ خاصہ ہے بیت اللہ شریف کا۔ مذکورہ نیت کے بغیر کسی اور چیز کا طواف کرنا یا اس کے ارد گرد گھومنا جائز ہے۔ اگر نیت تقرب اور تعبد (یعنی عبادت کرنے) کی نہ ہو بلکہ معائنہ کرنا مقصود ہو یا اس سے برکت حاصل کرنا یا اس میں برکت ڈالنا مقصود ہو تو پھر جائز ہے اور شرع میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ حدیث شریف ہے۔

"انما الاعمال بالنیات"۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۰۱)

ایک اور حدیث شریف میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"طاف حول اعظمها بيدرًا ثلث مرات"۔ (مشکوۃ، ص ۵۳۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے۔ اسی روایت کو بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۳۹۰ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

''فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له اه ''۔(بخاری ج ۱ ص ۵۰۱) فجعل یطوف بالجمل اه (بخاری ج ۱ ص ۴۰۱) فطاف بالنخل ودعا بثمرها اه (بخاری ج ۱ ص ۳۲۲، ایضا بخاری ج ۱ ص ۳۵۴) حدیث (طاف حول اعظمها...الخ) طیبی شرح مشکوٰۃ شریف ج ۱۱ ص ۱۳۶ باب فی المعجزات اورمظاہر حق ج ۵ ص ۲۴ اوراشعة اللمعات ج ۴ ص ۸۷ پر بھی ہے۔ یدور بیدرا بیدرا اه نسائی للمجتبیٰ ج ۲ ص ۱۳۰۔

واللہ اعلم ورسوله

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

سیف الرّحمٰن علیٰ مُنکرِ قیّومِ الزّمان

(بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنت و جماعت اس مسئلے میں کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ اس کو کفر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نا جائز ہے۔ اس کا حکم کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ الّذی جذّب قلوب المؤمنین الی جنابه وحرّق وجود العاشقین بنار ذاته وبیّض وجوہ المقرّبین بشمع جماله والصلٰوۃ والسلام علی رسول الّذی ارسل الی عبادہ واورد اسمه فی توراته محمّد رسول اللہ ﷺ وخیر العاقبة لعبادہ الّذین لاخوف علیهم ولاهم یحزنون.

الجواب بعون الملک الغفار وبحرمة سیّد الابرار ﷺ.

کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں فرمایا:

(مکتوب نمبر ۴ ۷ حصہ ۷ دفتر ۳ ص ۷۵)

ان کی عبارت آگے بیان کی جائے گی۔ ولایت کے مقامات و مراتب میں

سے صوفیاءِ کرام کا ایک مقام ہے جسے ''مقامِ قیومیت'' کہتے ہیں۔ بلکہ اس کے اُوپر ایک مقام ''مقامِ صدیقیت'' ہے اور اس سے بھی اُوپر ایک مقام ''مقامِ رضا وعبدیت'' ہے۔ پھر اس مقام یعنی (عبدیت) میں مراتب کی ترقی ہوتی ہے۔ بعض دوسرے سے اُوپر ہوتے ہیں اپنے مراتب کے اعتبار سے۔ مصنف عمدۃ المقامات محمد الملقب بفضل اللہ سرہندی اپنے پیرو شیخ کے بارے میں صفحہ ۷۵٦ پر اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

''چونکہ از صحبت کثیر البرکت حضرت قیوم جہاں قطب دائرۂ زمین وزمان'' یعنی چونکہ ان کی صحبت کثیر البرکت ہے اور (وہ اپنے شیخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ) وہ قیوم جہاں ہیں اور زمین وزمان کے قطب ہیں۔ یہاں پر انہوں نے اپنے شیخ کو قیومِ جہاں اور قطبِ زمین وزماں کہا ہے۔ کیونکہ وہ ان مراتبِ عالیہ پر فائز تھے۔ اگر یہ کفر وشرک ہوتا تو پھر صاحبِ عمدۃ المقامات اس طرح کیوں کہتے۔ پھر یہ ابیات تحریر فرماتے ہیں:

خلعت قطبیت وغوثیت وقیومی — از کمالِ کرم ایزد نمود انعامش
منکر او شود از درگہ یزداں محروم — ہمچو ابلیس کہ شد از سبب ہم نامش

خلعتِ قطبیت وغوثیت وقیومیت کا اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں انعام عطا فرمایا اور ان کا منکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے محروم ہوگا جیسے کہ ابلیس تکبر اور حضرتِ آدم علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے محروم ومردود ہوا۔

پھر صاحبِ عمدۃ المقامات صفحہ ۵ پر اپنے شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

میرے مُرشد قیوم جہاں وقیوم زمان ہے (قُدس سرہٗ)

یہاں بھی قیومیت کا اطلاق اپنے شیخ ومرشد پر کیا ہے۔ اور مزید صفحہ ۲۵۰ پر لکھتے ہیں کہ۔

''در ذکرِ احوالِ حضرت عروۃ الوثقیٰ محبوبِ سبحان قیوم عالمیان حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

یہاں پر بھی حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محبوبیت وقیومیت وامامت کا اطلاق ہوا ہے۔ آگے صفحہ ۳۲۴ پر لکھا ہے کہ۔

''در ذکرِ قطب دوران قیومِ زمان حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ''۔

یہاں پر بھی حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قطبِ دوران اور قیوم زمان کہا ہے۔ اسی طرح صاحبِ عمدۃ المقامات صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷ میں بار بار مختلف اولیاءِ کرام پر لفظِ قیوم کا اطلاق کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۵۱ پر لکھا ہے کہ۔

''در ذکرِ فضائل وخصوصیات وتصرف وخرق عادات جناب حضرت قیوم زمان شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

یہاں پر بھی قیومِ زمان کا اطلاق شیخ محمد صادق پر کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے کہ۔

''در احوالِ حضرت قطب الاقطاب غوث الاغواث سرمست بادہ حضرت شیخ حاجی غلام محمد معصوم وقدوۃ الاولیاء ملاذ الاتقیاء مستغرق انوار سرمد حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

پھر صفحہ ۳۹۷ پر یہ ابیات تحریر کیے ہیں:

ای مستِ شرابِ قیوم　　شد بر تو مزین اسم معصوم
ای بلبل آشیان جبروت　　منظور تو بوستانِ لاہوت
ای آہوی مرغزار قدسی　　صحرای تو صحنِ عرش و کرسی

اور صفحہ ۴۰۲ پر لکھتے ہیں:

نگاہِ جذباتِ لایزالی　　بردش بحریم بی زوالی
زد سکۂ قطبیت نامش　　ہم کرد قیوم خاص وعامش

ہم غوث و امام وقت خود شد　　ہم فردِ ہمام وقت خود شد
شد ملک و ملک مسخر او　　کونین چو حلقہ بر درِ او

پھر صفحہ ۴۰۹ پر مزید لکھتے ہیں کہ:

شد دین امام قیوم　　قطب دو جہان ۔ امام معصوم
آن زنگ خطر چون بود در دل　　شد رفع ز فضل پیرِ کامل

پھر صفحہ ۴۴۵ پر لکھا ہے کہ:

در احوالِ مجدد مائۃ ثالث عشر　　غوث الجن والبشر قطب زمان قیومِ جہان

زبدۃ اہل اللہ حضرت حاجی محمد صفی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

پھر صفحہ ۴۵۹ پر اس مبارک ہستی کو "قیومِ جہاں" کہا گیا ہے۔

پھر صفحہ ۴۶۵ پر "قیومِ جہاں محبوب رحمان" کہا ہے۔

پھر ۴۷۶، ۴۸۷ پر بھی "قیوم جہاں" کہا گیا ہے۔

اور صفحہ ۴۸۹ پر لکھا ہے۔

"الشیخ الاجل قطب الاکمل غوث الاغواث قیوم البشر مجدد مائة ثالث عشر مولانا ومرشدنا الحضرت حاجی صفی الله رحمة الله تعالی علیه"۔

مرثیہ:

ھو قطب الاقطاب العلیٰ　　فاسترجعوا اهل البلاء
محی الدین قد علیٰ　　قیوم وقت معتلی
ھو فرد عصر مجتبر　　ھو غوث الاغواث البشر

ھــو قــطــب الارشــاد الامــم	قــطــب الــمــدار الــمــحتشــم
هــادی الــطــريــق الــمــعتــصــم	فــاسـتـرجـعـوا اهـل الـبـلاء

اس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اولیاء ومشائخ واسلاف اپنے شیوخ کو قطب، قیوم اور محبوب کے القاب سے یاد فرماتے تھے اور اس کو شرک یا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

اور ''حضرات القدس'' (جو تصنیف ہے حضرت شیخ بدر الدین سرہندی کی) صفحہ ۲۶۹ اور صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے کہ۔

''مقامِ قیومیت کی نسبت چند لوگوں پر ہوئی ہے۔ جن میں سے حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد بن عبد الاحد السرہندی الفاروقی النقشبندی المتوفی ۱۰۳۴ فرماتے ہیں کہ: آیت کریمہ فمنهم ظالم لنفسه کی تاویل اور آیت کریمہ انا عرضنا الامانة کے بیان اور انسان کامل کی خلافت کے بیان میں کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور وہ ظالم لنفسہ ہے۔ اور مقتصد کو ندیم اور خلیل سے تعبیر کیا ہے۔ اور سابق بالخیرات کو محب ومحبوب کے ساتھ جن کا سرحلقہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس آیۃ کریمہ ''انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلومًا جهولًا''۔

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے لکھتے ہیں کہ۔ محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے

حوالہ بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسانِ کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق تمام ظاہری و باطنی کمالات کا اضافہ اور بقا اس کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ ۲۰۶ م نمبر ۷۳) پھر مکتوب نمبر ۹۵ دفتر سوم حصہ نو میں لکھتے ہیں: ''ایں کرم در حق ما امروز نیست مشت خاک مارا از خاک برداشتہ خلیفۂ خود ساخت و بہ نیابت خود اشیاء گردانید''۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان و قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔

''وقال فی تفسیر روح البیان تحت ھذہ الآیۃ ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' ای فی تفسیر القیوم ومدخل العبد فی ھذا الوصف بقدر استغنائہ عما سوی اللہ تعالیٰ''۔

یعنی بندہ (بھی) اس صفت سے اس وقت متصف ہوتا ہے جب وہ ماسوی اللہ سے (کامل طور پر) مستغنی ہو۔

پیر کو قیوم زمان اس لیے بھی کہتے ہیں کہ مُرید بیعت سے پہلے شریعت کا پابند نہیں تھا پھر وہ بیعت کرنے کے بعد شریعت پر قائم ہو گیا۔ ذکر اللہ پر قائم ہوا، حضور مع اللہ پر قائم ہو گیا، اوامر اللہ پر قائم ہو گیا، حب فی اللہ پر قائم ہو گیا بغض فی اللہ پر قائم ہو گیا، جہادِ اکبر (یعنی نفس کے ساتھ جہاد) پر قائم ہو گیا۔ عقیدہ اہلِ سنت و جماعت اور اولیاء اللہ کو ماننے پر قائم ہو گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا (یعنی بیعت نہ کرتا) تو پھر وہابی، نیچری وغیرہ فرق ضالہ میں سے ہوتا۔ اس لیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں فرمایا کہ ولایت کے مراتب اور صوفیاءِ کرام میں ایک مقام ہے جسے ''مقامِ قیومیت'' کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''تفکروا فی صفات اللہ تعالی ولاتتفکروا فی ذاتہ... او کما قال علیہ السلام''۔ اللہ کی صفات میں غور وفکر کرو لیکن اس کی ذات میں تفکر مت کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تین اقسام ہیں:

(۱) صفات ذاتی حقیقی: جو کہ آٹھ ہیں: حیات، علم، کلام، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، تکوین۔

(۲) صفاتِ سلبیہ: جیسا کہ لیس کمثلہ شئ، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد، لا یاکل ولایشرب، ولایموت ولاینام۔

(۳) صفاتِ فعلیہ: جنہیں صفاتِ اضافی بھی کہا جاتا ہے۔ خالق، رازق، محی، ممیت، رؤف، رحمٰن، رحیم، کریم، منان۔

اب اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ غیر اللہ کو حیات، عالم، متکلم، قادر، سمع والا، بصارت والا یا ارادہ والا کہا تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہوا اگر ایسا ہو تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہے گا حالانکہ ہمارے محاوروں میں کہا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا عالم ہے، یہ حیات ہے، یہ فلاں کا کلام ہے اور یہ اس کا ارادہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر اور باطن بھی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔

''ھو الاول والآخر والظاھر والباطن''۔ اور اعلیٰ، اکبر، عظیم بھی ہیں۔ عام لوگوں کے محاورے میں یہ استعمال ہوتا ہے کہ یہ ظاہر ہے، یہ باطن ہے، یہ اول ہے، یہ آخر ہے، یہ اعلیٰ ہے۔ عرب کہتے ہیں ھذا اکبر، ھذا اخی اکبر۔ پاکستانی کہتے ہیں یہ وزیرِ اعلی ہے، یہ وزیرِ اعظم ہے، یہ عظیم الشان ہے۔ یہ تمام باتیں ہم بھی کہتے ہیں اور تمام لوگ بھی کہتے ہیں تو کیا (نعوذ باللہ من ذلک) ہم تمام مشرکین ہیں۔ تو لہٰذا ہمیں شرکِ اسمی وحقیقی کے درمیان فرق کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے علم سے خود ہی کافر ہو جائیں جیسے کہ فارسی دان کہتے ہیں۔ ''کم علم زود خود را کافر میکند''۔

چونکہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے اس لیے اس میں طوالت مناسب نہیں ہے جو حضرات اسماء وصفات کے بارے میں مزید تفصیل چاہیں وہ علم الکلام کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ''رب'' ہے جو کہ اسم مشترک ہے۔ جیسا کہ فقہاءِ کرام فرماتے ہیں:

''وإذا اختلط الخياط ورب الثوب فقال رب الثوب امرتک ان تعمله قباء وقال الخياط قميصًا.

(هدايه. كتاب الاجارات ج ۳، صفحہ ۲۶۱)

رب العبد. (هدايه ج ۳ صفحہ ۶۵ باب الحقوق)''

''رب'' اسم مشترک ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ معلم صاحب نے میری تربیت کی ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر لفظ ''رب'' کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں ہے۔

''وقال الذى ظنّ انه ناج منهما اذكرنى عبد ربک فانسه الشيطٰن ذكر ربه... الخ. امّا احد كما فيسقى ربه خمرا... الخ. قال ارجع إلى ربک... الخ. قال معاذ الله انه ربى احسن مثواى... الخ وقل رب ارحمهما كما ربّيٰنى صغيرا''۔ وغیرہ۔

اب اگر یہاں ان اسماء مشترک میں فرق نہیں کیا اور اللہ اور بندے کی صفات میں فرق نہیں سمجھا تو خود بھی مشرک وکافر ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں ایک طویل حدیث منقول ہے۔

''قال اخبرنى عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وفى رواية ربّها على التذكير وفى الاُخرىٰ بعلها والبعل هٰهنا وهو الرب

والسیّد"۔ (فتح الملهم ص ۱٦٩ شرح صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم "اللہ" ہے جو اس کا علَم ہے یعنی ذاتی نام ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر نہیں بولا جاتا باقی دوسرے اسماء کا غیر اللہ پر اطلاق ہوسکتا ہے۔

جیسا کہ فتاوی سراجیہ وابوالمنتہیٰ صفحہ ۱۷ پر ہے:

"اعلم ان هٰذا الاسم اعظم الاسماء (یعنی الله) لانه دال علی الذات الجامعة لصفات الالٰهیة ولانه اخصّ الاسماء اذ لا یطلقهٗ احد علی غیر الله لاحقیقة ولامجازًا وسائر الاسماء قد سمی بها غیر الله کالقادر، والعالم، والرحیم، وغیرها"۔

اور اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

"لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم"۔

اس آیت کریمہ میں رؤف ورحیم دو صفات استعمال ہوئی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ہیں اور رسولِ اکرم ﷺ کی صفات بھی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حضور ﷺ کی شان میں فرمایا۔

"انه لقول رسول کریم"۔

کریم اللہ کی صفت ہے اور اس آیت میں حضور ﷺ کو بھی کریم فرمایا گیا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم علیهم السلام"۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۷۹)

حضور اکرم ﷺ نے قبط کے بادشاہ کو ایک خط لکھا:

"من محمد بن عبدالله ورسوله إلى المقوقس عظيم القبط سلام على من اتبع الهدى... الخ"۔

اب علماءِ کرام خود فیصلہ یہ فرمائیں کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو تین صفات رؤف، رحیم اور کریم سے یاد فرمایا اور حضور علیہ السلام نے چار انبیاءِ کرام کو جو کریم کہا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے بادشاہ مقوقس کو خط میں عظیم لکھا، یہ تمام اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ اور اس کا رسول ان کا اطلاق غیر اللہ پر کیسے کرتے۔ لیکن یہ شرک نہیں ہے بلکہ یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں۔ یعنی یہ اسماء اللہ پر اور غیر اللہ دونوں پر بولے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک اسم "حق" ہے۔ اور لفظ "حق" بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ۔ "یہ بات حق ہے"۔ یہ آدمی حق پر ہے"۔ میرا اس پر یہ "حق" ہے۔ "اتنا حق ہے"۔ "حق کہنا، حق چھپانا" "یہ استاد کا حق ہے کسی اور کا نہیں"۔ "ماں باپ کا حق اتنا ہے" "زوج کا حق اتنا ہے"۔ زوجہ کا حق اتنا ہے، پڑوسی کا حق اتنا ہے، مہمان کا حق اتنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

"للمؤمن على المؤمن ستة حقوق"۔ یعنی "حق" بھی اسماء مشترکہ میں سے ہے۔

"يراد في حق العباد غير ما يراد في حق اللّٰه"۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایک اسم "جامع" ہے۔ حالانکہ ہمارے محاوروں میں استعمال ہوتا ہے کہ "یہ بہت بڑا جامع عالم ہے"۔ اور اسی طرح ایک اسم "ہادی" ہے۔ سورۃ الرعد میں ہے "ولكل قوم هاد"۔ اسی طرح ایک اسم "قوی" ہے۔ جبکہ یہ صفت نبی اکرم ﷺ نے مؤمن کیلئے استعمال فرمائی ہے

''المؤمن القوی خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف. او

کما قال ﷺ''۔

یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں اور اللہ کی صفات کا اس کی شان کے مطابق اطلاق کیا جاتا ہے اور بندہ کیلئے اس کے اعتبار سے اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ قدیم ہے۔ جیسا کہ اللہ کی صفت حیات ہے اور یہ اس کی ذاتی صفت ہے۔ یہ قدیم ہے، بے چون ہے، ازلی ہے، لامکانی ہے غیر متناہی ہے۔ اور غیر اللہ کی حیات حادث ہے، عارضی ہے، چوئی ہے، مکانی ہے متناہی ہے، چندروزی ہے۔

اب ہم چند آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اسماءِ مشترکہ کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوا ہے۔

ولهم عذاب عظيم. (البقرۃ:۷)

اوران کے لیے سخت عذاب ہے۔

وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم. (البقرۃ:۴۹)

اوراس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (کڑی) آزمائش تھی۔

ولهم فی الآخرة عذاب عظيم. (البقرۃ:۱۱۴)

اوران کے کیلئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔

واخراج اهله منه اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتل.

(البقرۃ:۲۱۷)

اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑا گناہ ہے، اور یہ فتنہ انگیزی قتل وخون سے بھی بڑھ کر ہے۔

قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما...الخ. (البقرۃ:۲۱۹)

فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ (دنیوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

ولعبد مؤمن خیر من مشرک. (البقرۃ:۲۲۱)

اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے۔

وما تخفی صدورھم اکبر. (آل عمران:۱۱۸)

اور جو (عداوت) ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) بڑھ کر ہے۔

وأن تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم. (آل عمران:۱۷۹)

اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

انہ کان حوبا کبیرا. (ای عظیمًا جلالین) (النساء:۲)

یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

ولاتؤتوا السفھآء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیامًا. (النساء:۵)

اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔

ان تمیلوا میلا عظیما. (النساء:۲۷)

کہ تم راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑو۔

وندخلکم مدخلا کریما. (النساء:۳۱)

اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل فرما دیں گے۔

الرجال قوّامون علی النساء. (النساء:۳۴)

مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں۔

اجرا عظیما. (النساء:۴۰)

بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

اتینا ھم ملکا عظیما. (النساء:۵۴)

ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی۔

فافوز فوزا عظیما. (النساء:۷۳)

تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا۔

وکان فضل اللہ علیک عظیما. (النساء:۱۱۳)

اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

فسوف نؤتیہ اجرا عظیما. (النساء:۱۱۴)

تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔

وانزلنا الیکم نورا مبینا. (النساء:۱۷۴)

اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نور (بھی) اُتار دیا ہے۔

واعدّ لہٗ عذابا عظیما. (النساء:۹۳)

اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

واجر عظیم. (المائدۃ:۹)

اور بڑا اجر ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور (ھو النبی ﷺ) وکتاب مبین (ای القرآن) (المائدۃ:۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)۔

انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء (المائدۃ:۹۱)

شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے۔

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک. (المائدة: ١١٦)

تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔

عذاب یوم عظیم. (الانعام: ١٥)

بڑے عذاب کے دن سے

وقل لهما قولا کریم. (بنی اسرائیل: ٢٣)

اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر. (ھود: ٣)

تو بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے۔

ثمّ یردّون الی عذاب عظیم. (التوبة: ١٠١)

پھر وہ (قیامت میں) بڑے عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے۔

الا الذین صبروا وعملوا الصّٰلحٰت ، اولئک لهم مغفرةٌ وّ اجر کبیر. (ھود: ١١)

مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور عمل کیے نیک یہی لوگ ہیں جن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ان کیدکنّ عظیم. (یوسف: ٢٨)

یقیناً تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے۔

قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم. (یوسف: ٥٥)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا

ہے تو) مجھے سرزمین (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو، بے شک میں (انکی) خوب حفاظت کرنے والا اور (اقتصادی امور کا) کا خوب جاننے والا ہوں۔

ولاجر الآخرة اکبر. (النحل:۴۱)

اور آخرت کا اجر یقیناً بہت بڑا ہے۔

انکم لتقولون قولا عظیما. (الاسراء:۴۰)

بے شک تم (اپنے ہی گھڑے ہوئے خیالات کے پیمانے پر) بڑی سخت بات کہتے ہو۔

یٰیحییٰ خذ الکتب بقوۃ ، واتینه الحکم صبیًا. (مریم:۱۲)

اے یحییٰ علیہ السلام: ہماری کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے بچپن سے ہی حکمت وبصیرت (نبوت) عطا فرمادی تھی۔

وحنانا من لدنا وزکوٰۃ ، وکان تقیًا. (مریم:۱۳)

اور اپنے لطف خاص سے (انہیں) درد وگداز اور پاکیزگی وطہارت (سے بھی نوازا تھا) اور وہ بڑے پرہیز گار تھے۔

وجعلنٰھم ائمّة یھدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں) کو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

فنجّینهُ واھلهُ من الکرب العظیم. (الانبیاء:۷٦)

پس ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑے شدید غم واندوہ سے نجات بخشی۔

ورزق کریم. (الحج:۵۰) اور (مزید) بزرگی والی عطا ہے۔

ان زلزلة الساعة شئ عظیم. (الحج:۱)

بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم. (المؤمنون:۱۱۶)

اس کے سوا کوئی معبود نہیں بزرگی اور عزت والے عرش (اقتدار) کا (وہی) مالک ہے۔

لہٗ عذاب عظیم. (النور:۱۱)

اس کے لیے زبردست عذاب ہے۔

بھتان عظیم. (النور:۱۶)

بہت بڑا بہتان ہے۔

عذاب عظیم. (النور:۲۳)

ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔

وتحسبونہٗ ھیّنا وھو عند اللہ عظیم. (النور:۱۵)

اور اس (چرچے) کو معمولی بات خیال کر رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی (جسارت ہو رہی) تھی۔

فاخذھم عذاب یوم الظّلة ان کان عذاب یوم عظیم.

(الشعراء:۱۸۹)

پس انہیں سائبان کے دن کے عذاب نے آ پکڑا بے شک وہ زبردست دن کا عذاب تھا۔

عذابا کبیرا. (الفرقان:۱۹) بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

فاخرجنھم من جنّت وعیون و کنوز وّمقام کریم.

(الشعراء:۵۷۔۵۸)

پس ہم نے ان (فرعونیوں) کو باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا اور
خزانوں اور نفیس قیام گاہوں سے بھی (نکال دیا)

قالت یا ایّھا الملوء انی القی الیّ کتب کریم. (النمل: ۲۹)

(ملکہ نے) کہا: اے سردارو! میری طرف ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے۔

وانزلنا من السمآء مآء فانبتنا فیھا من کلّ زوج کریم.
(لقمان: ۱۰)

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے اس میں ہر قسم کی عمدہ ومفید
نباتات اُگا دیں۔

واعتدنا لھا رزقا کریما. (الاحزاب: ۳۱)

اور ہم نے ان کے لیے (جنت میں) باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

واعدّ لھم اجرا کریما. (الاحزاب: ۴۴)

اور اس نے ان کے لیے بڑی عظمت والا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ورزق کریم. (سبا: ۴)

اور بزرگی والا (اُخروی) رزق ہے۔

اجرا عظیما. (الاحزاب: ۲۹)

بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان ھذا لھو الفوز العظیم. (الصٰفٰت: ٦٠)

بے شک یہی تو عظیم کامیابی ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم. (لقمان: ۱۳)

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ونجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم. (الصٰفٰت: ٧٦)

اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت تکلیف سے بچالیا۔

فبشّرناه بغلام حليم. (الصّٰفّٰت:۱۰۱)

پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔

وفدينٰه بذبح عظيم. (الصّٰفّٰت:۱۰۷)

اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس کا فدیہ کر دیا۔

ونجينٰهما وقومهما من الكرب العظيم. (الصّٰفّٰت:۱۱۵)

اور ہم نے خود ان دونوں کو اور دونوں کی قوم کو سخت تکلیف سے نجات بخشی۔

قل هو نبؤا عظيم. (صٓ:٦٧)

فرما دیجئے: وہ (قیامت) بہت بڑی خبر ہے۔

قل انی اخاف ان عصيت ربی عذاب يوم عظيم. (الزمر:۱۳)

فرما دیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں زبردست دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وقالوا لو لانزل هٰذا القرآن على رجل من القريتين عظيم.

(الزخرف:۳۱)

اور کہنے لگے: یہ قرآن (مکہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی (یعنی وڈیرے، سردار اور مالدار) پر کیوں نہیں اتارا گیا؟

و كانوا يصرّون على الحنث العظيم. (الواقعہ:۴۶)

اور وہ گناہِ عظیم (یعنی کفر و شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔

وانه لقسم لو تعلمون عظيم. (الواقعہ:۷٦)

اور اگر تم سمجھو تو بے شک یہ بہت بڑی قسم ہے۔

ولعذاب الآخرة اکبر. (الزمر: ۲٦)

اور یقیناً آخرت کا عذاب کہیں بڑا ہے۔

وجاء ھم رسول کریم. (الدخان: ۱۷)

اور اُن کے پاس بزرگی والے رسول (موسیٰ علیہ السلام) آئے تھے۔

کما ترکوا من جنّت وعیون وزروع ومقام کریم.

(الدخان: ۲۵، ۲٦)

وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے اور زراعتیں اور عالیشان عمارتیں۔

انه لقرآن کریم. (الدخان: ۷۷)

بے شک یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے۔ (جو بڑی عظمت والے رسول ﷺ پر اُتر رہا ہے)

انا انزلنٰه فی لیلة مبٰرکة. (الدخان: ۳)

بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اُتارا ہے۔

فیها یفرق کل امر حکیم. (الدخان: ۴)

اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

انه هو البر الرحیم. (الطور: ۲۸)

بے شک وہ احسان فرمانے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

ونزلنا من السماء ماء مبٰرکا. (ق: ۹)

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا۔

اولئک اعظم درجة. (الحدید: ۱۰)

وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں۔

لهم اجر کبیر. (الحدید:۷)

اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

ولها عرش عظیم. (النمل:۲۳)

اوراس کے پاس بہت بڑا تخت ہے۔

الله لا اله الا هو ربّ العرش العظیم. (النمل:۲۶)

اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں (وہی) عظیم تختِ اقتدار کا مالک ہے۔

ویجعلکم خلفآء الارض. (النمل:۶۲)

اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث اور جانشین بناتا ہے۔

انه لذو حظّ عظیم. (القصص:۷۹)

بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم. (القلم:۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں)

عمّ یتسآءلون عن النبا العظیم. (النبا:۱،۲)

یہ لوگ آپس میں کس (چیز) سے متعلق سوال کرتے ہیں؟ (کیا) اس عظیم خبر سے متعلق (پوچھ گچھ کر رہے ہیں)؟

انهم مبعوثون لیوم عظیم. (المطففین:۴،۵)

وہ (مرنے کے بعد دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن کیلئے۔

واعظم اجرا. (المزمل:۲۰)

اور اجر میں بزرگ تر۔

ولہ اجر کریم. (الحدید:۱۱)

اوراس کے لیے بڑی عظمت والا اجر ہے۔

ولھم اجر کریم. (الحدید:۱۸)

اوراُن کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا۔

انہ لقول رسول کریم. (الحاقۃ:۴۰)

بے شک یہ (قرآن) بزرگی وعظمت والے رسولﷺ کا (منزّل من اللہ) فرمان ہے (جسے وہ رسالۃ اور نیابۃ بیان فرماتے ہیں)۔

انہ لقول رسول کریم. (التکویر:۱۹)

بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔

ان انتم الا فی ضلٰل کبیر. (الملک:۹)

تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

لھم مغفرۃ واجر کبیر. (الملک:۱۲)

ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

ولعذاب الآخرۃ اکبر. لو کانوا یعلمون. (القلم:۳۳)

اور واقعی آخرت کا عذاب (اس سے) کہیں بڑھ کر ہے، کاش! وہ لوگ جانتے ہوتے۔

وکنا نحن الوارثین. (القصص:۵۸)

اور (آخرکار) ہم ہی وارث و مالک ہیں۔

وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں کو) ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

عذابًا کبیرًا. (الفرقان:۱۹)

بڑے عذاب کا۔

مولانا قاری محمد اویس معصومی نے اپنے مُرشد گرامی کے حوالے سے ایک کتاب بنام ''قیومِ زماں'' لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے مُرشدِ گرامی (آستانہ عالیہ موہری شریف) کو ''امیر شریعت، شہبازِ طریقت، جگر گوشۂ زرین بخت، قیومِ زماں، مجدّد دوراں، تاجدارِ تصوف، داعی ذکر بالجہر، عالمی مبلّغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس کتاب پر علامہ سید شاہ حسین گردیزی، ممتاز عالمِ دین مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا نور احمد شاہتاز، مولانا صحبت خان کوہاٹی، علامہ عبدالوحید ربانی، علامہ سید حمزہ علی قادری، علامہ راشد محمود صاحب وغیرہم علماءِ کرام کے تائیدی تاثرات موجود ہیں۔ اگر قیومِ زماں کہنا شرک ہو تو پھر یہ تمام علماء حضرات بھی مشرک ہونگے جبکہ یہ بات بعید از قیاس ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب ''قیومِ زماں'' میں مقتدر اصحاب مثلاً علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (قائدِ ملت اسلامیہ)، السید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت) حضرت پیر سید محمد یعقوب صاحب، علامہ سید نصیر الدین صاحب (سجادہ نشین گولڑہ شریف)، مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی (چیئرمین گلزارِ حبیب ٹرسٹ)، علامہ مفتی محمد عارف سعیدی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت سندھ) اور حضرت علامہ سید احمد شاہ صاحب وغیرہم کے تاثرات تحریر ہیں۔ شائقین حضرات کتاب ''قیومِ زماں'' صفحہ ۳۱۲ تا ص ۳۱۷ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ تلاش حق فاؤنڈیشن جامع مسجد باب الاسلام 15.A/1 بفرزون کراچی سے دستیاب ہے۔

منصب قیومیت، نبوت و رسالت کا پرتو ہے۔ ہر پیغمبر اپنے دَور کا قیوم بھی ہوتا ہے۔ جس کی ذات سے کائنات کا قیام وابستہ ہوتا ہے۔ اس کی توجہ بدل جانے سے

کائنات کا سارا نظام بدل جاتا ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ میں سے جسے سب سے پہلے اس منصب سے نوازا گیا وہ امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جنہیں اس منصب پر فائز کرنے کیلئے سرورِ کشور رسالت ﷺ ملائکہ، اولیاء و صالحین اُمت کے جُھرمٹ میں خود تشریف لائے اور آپ کو نہ صرف خلعت تجدید عطا کی بلکہ دیوانِ اقدس میں آپ کا نام خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رقم فرمایا۔ ایک دوسرے موقع پر دورانِ مراقبہ آپ کو منصب قیومیت کی خلعتِ زیبا سے نوازا گیا اور الہام ہوا یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ اولوالعزم نبیوں کو عطا کرتا ہے اور آپ کو اتباعِ رسول ﷺ کی بدولت عطا کی گئی ہے گویا مخلوقات کا قیام اب آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد قیومت کی خِلعتِ زیبا کے حقدار آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سرہند ٹھہرے۔ پھر ان کے فرزند خواجہ نقشبند اور پھر خواجہ محمد زبیر کو اس منصبِ جلیلہ پر جائز کیا گیا۔ (قیومِ زماں ص ۱۳۱)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی کہتے ہیں کہ۔ جب کہ اس بات پر ہر دو حضرات بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ یہ فرد کامل مظہر ہے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کا تو پھر ایسے فرد کامل کا انصاف اللہ تعالیٰ کے مبارک نام قیوم سے مناسب تر ہے تعجب ہے کہ بعض افراد کے نزدیک قیوم کے خطاب اور لقب میں سُوئے ادب کا پہلو ظاہر ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آدابِ شریعت وطریقت سے پوری طرح مجلّٰی تھے۔ آپ کا تجویز کردہ نام نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر واولیٰ ہے۔

چون بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطا است   سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا این جا است

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اسماعیل اپنی کتاب ''عبقات'' کے مقدمہ کے بیسویں عبقہ میں لکھتے ہیں:

''اہلِ کشف ووجدان اورارباب شہودوعرفان جوکہ براہین عقلیہ اوراشارات نقلیہ سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ ''ان القیوم لکثرات الکونیۃ واحد شخصی ''یعنی کثراتِ کونیہ کا قیوم یعنی قائم اور باقی رکھنے والا شخص واحد ہے۔۔۔الخ۔

یعنی یہ بات صرف حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ حضراتِ مشائخ عظام وعلماءِ کرام کا متفقہ قول ہے کیا یہ سب حضرات سوءِ ادب کا ارتکاب کررہے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسماء وصفاتِ الٰہیہ کو حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئینۂ عدمیہ کو جس پر اسماء وصفات واجبی کا پرتو پڑا ہے حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں حضرات متفق ہیں کہ ایک فردِ اکمل از انسان کامل کثرات کونیہ کے بقاء کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسماعیل ''عبقات'' کے مقدمہ کے اکیسویں عبقہ میں ایک شبہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:

''امام ربانی کے کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ حقائق امکانیہ کا تعین عدم ہے اس قول سے اتحاد کی اساس تو جڑ سے نکل جاتی ہے لیکن ہم جیسے قائدین کشف وشہود کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے اور اس کی تہ تک پہنچنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے کہ۔

''ان یکون الشیٔ المعدوم فضلا عن العدم قیوما لشیٔ موجودا اصلیًا کان او ظلیًا ''یعنی جو شیٔ نہ یہ کہ عدم ہو بلکہ معدوم ہو کس طرح اس شیٔ کا قیوم ہوسکتا ہے موجود ہو چاہے اس کا موجود ہونا بالاصالت ہو یا بالظلّیت ہو۔ الخ۔ کہ یہ ایراد اس صورت میں واقع ہوگا اگر حضرت مجدد حقائق امکانیہ کا صرف آئین ہائے عدمیہ قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ۔ حقائق امکانیہ کا عدمات ہیں مع ان ظلال اسماء

وصفات جو ان پر پڑی ہیں اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ عدمات بمنزلۂ اصول اور مواد کے ہیں اور جو ظلال ان پر پڑے ہیں وہ بمنزلۂ صورت حالہ کے ہیں گویا کہ عدمات بمنزلۂ جسم کے ظلال بمنزلۂ روح کے۔

نیا وردم از خانہ چیزے نخست　　　تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

اس طرح ''ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سيئة فمن نفسک'' کا ظہور ہوا ہے جو بھلائی اور خوبی ہے وہ تجلیات اسماء وصفات واجبی کے آثار سے ہے اور جو خرابی اور فساد ہے وہ اصل عدمی کا اثر ہے جو کہ ماوائے شر وفساد ہے وہ فرد اکمل جو قیومِ جہاں بنایا جاتا ہے فنائے اکمل اور بقائے تام سے مشرف ہو کر ذاتِ اقدس کا انموذج ہو جاتا ہے اور اس ذات موہوب پر خود اس کا اپنا اور عالم کے تمام اعراض مجتمعہ کا قیام ہے یہ ذات موہوب حضرت واہب العطایا کی دین ہے۔

''لا غير ذالک تقدير العزيز العليم. هذا ما ظهر لابی الحسن زيد والله سبحانه وتعالىٰ اعلم''۔

(رسالة وحدة الوجود، حاشيه بر وحدت الشهود ص ۶۴۔۷۰)

خطباتِ عالیہ غفاریہ کے ٹائٹیل پر حضرت محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ مبارک بنایا گیا ہے۔ وہاں یہ الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ (روضہ مبارک حضرت خواجہ قیومِ زمان محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ، سندھ) اور عبدالرحمٰن قریشی نقشبندی مجددی فضلی رحمانی اپنی تصنیف انوارِ سلوک میں شجرۂ مشائخ لکھا ہے۔ جس میں ایک نام یوں لکھا گیا ہے۔ الٰہی بحرمۃ قیومِ زمان محبوبِ الرحمٰن حضرت خواجہ ابوعبدالوہاب عبدالرحمٰن جان المن وجودی رضی اللہ عنہ۔ اسی کتاب میں قیومِ زمان تین جگہ لکھا ہوا ہے۔ (صفحہ نمبر ۶۸، ۷۴، ۸۳)۔

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سُنے تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید بن گئے لیکن جو لوگ عقلِ معاد سے بے بہرہ تھے وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے اور کہا اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ثانی ہیں تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے تھے جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سُنیں تو فرمایا! کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کر لو اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آ کر طہارت کر کے بارگاہِ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دُعائے غضب کرتے چونکہ نبی اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تھا تو ان لوگوں پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکھٹے ہو کر دُعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے سُنا کہ آپ مباہلہ کیلئے تیار ہیں تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غالب گمان ہے کہ اس مردِ خُدا اور اس کے فرزندوں کی دُعا حق تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین

سے درخواست کی کہ اگر غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں اور آپ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم آپ کی تجدید الف وقیومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا کہ جس بات کو وہ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے آسان کر دے گا۔(روضۃ القیومیۃ ج ا ص ۲۵۴۔۲۵۶)

ایک درویش نے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرا (جان محمد کا) حال پوچھا غوث زماں شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اس درویش نے کہا اس کا باپ میرا آشنا تھا اسے آپ نے کس سلسلہ میں مُرید کیا ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں، اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات کرائیں یہ بات منکروں کے لیے دلیل ہو جائے گی اتنے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلاء جا کر وہاں سے فارغ ہوئے اور تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا کہ جان محمد کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو کیا یہی ہے (اور قطب تارے کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا اور فی الفور ایک لحمہ میں ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت بجا لاؤ اور سلام پیش کرو یہی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ میں (جان محمد) حسب ارشاد حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جُھک گیا اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی کے ستر مخالفین بھی موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے اور یہ

واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران ہو گئے بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآوازِ بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو کیونکہ دین ودنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاءِ امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان چھن جانے کا موجب ہے جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کو دل سے قبول کر لے۔ تمام اہلِ مجلس نے حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سُنا اور اُن کی نصیحت کو اپنے کانوں سے سُنا اور جمالِ مبارک کا آنکھوں سے نظارہ کیا یہ نصیحت فرما کر حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رُخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصل حالت پر آ گیا۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بذاتِ خود اس مجلس میں تشریف فرما تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے سب نے توبہ کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہو گئے۔ (روضۃ القیومیہ ج ا ص ۲۵۸، ۲۵۹)

ایک مرتبہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ ظہر کے بعد مراقبے میں بیٹھے تھے اور ایک حافظ آپ کے حضور قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ مراقبہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولو العزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا۔ بعد ازاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے دستِ اقدس سے حضرت قیوم اول غوثِ دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

سرِ مبارک پر اپنی دستار باندہی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا صرف حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا ہوا جو اس اُمت کے قیوم ہیں۔

(روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۱۷۱)

قیوم اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بے چونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ تمام جہاں اس کے مقابلے میں بمنزلہ عرض ہے اس لیے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ جوہر بغیر عرض کے نہیں اور عرض بغیر جوہر کے نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہلِ جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اولوا العزم مبعوث ہوتے آئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پُر نور ﷺ کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مُرتد ہوگئی تھی انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ (روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۱۷۳)

حضرت علامہ مولانا شیخ القرآن والتفسیر ضیاء اللہ صاحب اپنی تصنیف سیف المؤمنین علیٰ اعناق المنکرین میں لکھتے ہیں کہ۔

''قطب اور غوث سے فوق مقام امام کا ہے۔ اور امام سے فوق مقام قیومیت

کا ہے۔ اور قیومیت سے فوق مقام صدیقیت کا ہے۔ اور صدیقیت سے فوق مقام عبدیّت کا ہے اور عبدیت اقصیٰ ولایت کے مراتب سے ہے۔ ج س ح۔

حضرت شیخ المشائخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مخالفوں کے کہنے سُننے سے تجدید اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے ایک رات آپ (حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں دیکھا تمام اولیائے اُمت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید اور قیومیت کا منکر ہو گا مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ حضرت شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک وشبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ (روضۃ القیومیہ ج ا ص ۲۴۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ بوراثت وتبعیت خاتم الرسل رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد ﷺ کے عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور مبارک باد منصبِ قیومیت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نمازِ عشاء میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کی طرح ایسا چمکتا ہے کہ آنکھ سامنے نہیں کی جاتی اسی اثناء میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اس واسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینتِ حضرت خاتم النبیین ﷺ تھا بطور الوش ایک فردِ اُمت کو پہنچا ہے اور اس سے کچھ بچ کر اُس کے ایک منتسب کو ملا ہے۔ منتسب سے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثالث مراد ہیں حضرت کا تمام بدن بقیہ طینتِ مصطفوی ﷺ کا بنا تھا مگر پیر مبارک نہ تھے۔ حضرت (قیومِ اول ردیف کمالاتِ سبع مثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کرتے

تھے کہ میرا حال مثل طاؤس کے ہے کہ اپنے بدن کی زیبائی ورعنائی دیکھ دیکھ خوش ہوتا ہے اور ناچتا (وجد کرتا) ہے لیکن جب پیروں پر نظر پڑتی ہے تو پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب اپنا (حضرت عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بدن دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منقبض ہو جاتا ہوں۔

(مقاماتِ امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۲۷)

علامہ فیض احمد اویسی ''قیومیت'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تمام کارناموں علمی اور عملی اور اسلامی خدمات کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص محبوب بندہ بنا لیا اور شروع سے قاعدہ چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے جیسے حضرت سلطان العارفین غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناز اور محبوبانہ انداز مشہور ہیں اسی انداز میں حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ناز اور انداز فرمائے من جملہ ان میں ایک خاص دعوائے قیومیت بھی ہے۔ فقیر (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) اس کے اثبات کیلئے دلائل قائم کرتا ہے۔ (شان قیومیت ص ۴۰) بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۶۸)

حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی امروہوی علیہ الرحمۃ حضرت امام ربانی کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں۔

'' آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعثِ قلیم عالم وعالمیان ہے''۔

(جواہر مجددیہ ص ۶۴)

افغانستان کے مشہور زمانہ عالم دین خلیفہ عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں۔

''قیوم الزمان هو فی الحقیقة والمعرفة وحید حضرت شاه ابو سعید رضی الله تعالی عنه'' (آداب المخلصین ص ۴۳)

"عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد"

(رواه ترمذی وابن ماجه. مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۴)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا رسول خدا ﷺ نے ایک فقیہ سخت تر ہے اُوپر شیطان کے ہزار عابدوں سے۔

"عن سفیان رضی الله تعالی عنه انّ عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال لکعبٍ من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع"

(رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واسطے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کون ہے صاحبِ علم یعنی تمہارے نزدیک کہا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ کہ عمل کریں موافق اس چیز کے کہ جانیں کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس کیا چیز نکالتی ہے علم کو دلوں عالموں کے سے یعنی برکت وہیبت اور نورِ علم کو کون سی چیز علماء باعمل کے دلوں سے نکال دیتی ہے کہا کہ طمع۔

"عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ إذا صلّی احدکم للناس فلیخفّف فان فیهم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسه فلیطوّل ما شآء"

(متفق علیه، مشکوٰة کتاب الصلوٰة باب ما علی الامام ص ۱۰۱)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ

ﷺ نے جس وقت کہ نماز پڑھائے ایک تمہارا لوگوں کو پس چاہیے کہ ہلکی کرے نماز اس لیے کہ ان میں بیمار بھی ہوتا ہے اور ضعیف بھی یعنی اصل خلقت میں اور بوڑھا اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمہارا واسطے اپنے یعنی اکیلا پس چاہیے کہ دراز کرے جس قدر چاہے۔ (مظاہر حق ص ۳۷۵)

یہاں اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''کبیر'' بندے کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ (فتدبّر ولاتکن من المتعصّبین)

''عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه قال ان من اشر الناس عند الله منزلة یوم القیامة عالم لاینتفع بعلمه''

(رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! تحقیق بدترین لوگوں کا نزدیک اللہ کے مرتبہ میں دن قیامت کے وہ عالم ہے کہ نہ نفع لیا اُن نے ساتھ علم اپنے کے۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

یہاں پر لفظ ''عالم'' بندہ کیلئے بطورِ صفت استعمال ہوا ہے۔

''عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی ﷺ قال لایزال قلب الکبیر شابا فی اثنین فی حب الدنیا وطول الامل''

(متفق علیه، مشکوٰة باب الامل والحرص ص ۴۵۰)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نقل کیا نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا ہمیشہ ہر دل بوڑھے کا اور آرزو اس کی جوان یعنی قوی دو چیزوں میں محبتِ دنیا میں اور درازی آرزو میں۔

(مظاہر حق ص ۲۴۶)

یہاں پر لفظ ''کبیر'' کا اطلاق بندے پر ہوا ہے۔

جب رسولِ کریم ﷺ نے روم اور بحرین کے بادشاہوں کو خطوط لکھے تو اُن میں اُن کافر بادشاہوں کو "عظیم" کے لقب سے مخاطب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مِن محمّد عبداللہ ورسولہ إلی هرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدٰی اما بعد...الخ"

اور دوسری روایت میں ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ بعث بکتابہ إلی کسرٰی مع عبداللہ بن حُذافہ السهمی فامرهٗ ان یدفعہ إلی عظیم البحرین فدفعهٗ عظیم البحرین إلی کسرٰی...الخ"

پس ان دونوں روایتوں میں لفظ "عظیم" جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ دو بادشاہوں (جو کافر تھے) کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

"یا بلال قم فاذن لایدخل الجنّة الامؤمن و ان اللہ لیؤید هٰذا الدین بالرجل الفاجر" (بخاری، مشکوٰۃ ص ۵۳۴)

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مؤمن ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید وحمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

"عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لایرحم اللہ منْ لایرحم الناس"

(متفق علیہ، مشکوٰۃ باب الشفقة والرحمة علی الخلق ص ۴۲۱)

روایت ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں رحمت کرتا یعنی رحمتِ خاص وکامل اللہ اُس شخص پر کہ نہیں رحم کرتا لوگوں پر۔ (مظاہر حق ص ۱۳۰)

"عن زیاد بن حُدیر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال لی عمر رضی اللہ تعالی عنہ ھل تعرف ما یھدم الاسلام قال قلت لا قال یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین" (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا واسطے میرے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جانتا ہے تو کیا چیز گرا دیتی ہے بنائے اسلام کو کہا میں نے نہیں جانتا میں فرمایا گرا دیتا ہے بنائے اسلام کو پھسلنا عالم کا یعنی خطا کسی مسئلے میں کرنا اور گناہ کرنا اس کا اور جھگڑنا منافق کے ساتھ کتاب اللہ کے اور حکم کرنا سرداروں گمراہوں کا۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

"عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ واکرام السلطان المقسط"

(رواہ ابو داؤد والبیھقی فی شعب الایمان ومشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تحقیق جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہی تعظیم کرنی بوڑھے مسلمان کی اور تعظیم کرنی اٹھانے والے قرآن کی یعنی پڑھنے والے قرآن کی اور حافظ کی اور مفسر کی کہ نہ ہو غلو کرنے والا اس میں اور نہ ہو وہ دُور ہونے والا اس سے اور جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہے تعظیم کرنی بادشاہ عادل کی۔

(مظاہر حق ص ۱۳۷)

"عن حارثۃ بن وھب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ

ﷺ الا اخبرکم باھل الجنّۃ کل ضعیف متضعّف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باھل النار کل عتلّ جوّاظ مستکبر ''
(متفق علیہ) وفی روایۃ لمسلم کل جوّاظ زنیم متکبر ۔
(مشکوٰۃ ص ۴۳۳ باب الغضب والکبر)

روایت ہے حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ خبر دوں میں تمہیں جنتیوں یعنی کہوں کہ بہشتی کون ہیں؟ وہ ہر ضعیف کے ضعیف وحقیر جانیں اس کو لوگ اور جبر وتکبر کریں اس پر لوگ بسبب فقر اور شکستہ حالی اس کی کہ اگر قسم کھائے اللہ پر البتہ سچا کرتا ہے اس کو یا اس کی قسم کو۔ کیا نہ خبر دوں میں تم کو دوزخیوں کی ہر سخت گو جھگڑالو باطل پر جمع کرنے والا مال کا بخیل تکبر کرنے والا۔

(مظاہر حق ص ۱۷۸)

اس حدیث میں لفظ ''متکبر'' صفت مشترکہ ہے۔

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولایزکیھم وفی روایۃ ولاینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر ''(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الغضب والکبر ص ۴۳۳)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ تین شخص ہوں گے کہ نہیں کلام کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے یعنی کلام رضا کا یا مطلق اور نہ ثناء کرے گا ان پر، اور ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہے اور نہ دیکھے گا طرف ان کے یعنی نظرِ رحمت وعنایت سے اور ہوگا واسطے ان کے عذاب درد دینے والا ایک تو بوڑھا زنا

کا ر دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس تکبر کرنے والا۔ (مظاہر حق ص ۱۷۹)

یہاں لفظ ''ملک'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن سلمة بن الاکوع رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لایزال الرجل یذهب بنفسه حتی یکتب فی الجبّارین فیصیبهُ ما اصابهم''

(رواه الترمذی، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۳)

روایت ہے حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ ہمیشہ رہتا ہے ایک شخص کھینچتا ہے اپنے نفس کو یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے یعنی نام اس کا سرکشوں میں یعنی ظالموں اور متکبروں کے دیوان میں پس پہنچتی ہے اس کو وہ چیز کہ پہنچی ان کو یعنی آفات وبلیات دنیا اور آخرت میں۔ (مظاہر حق ص ۱۸۱)

یہاں لفظ ''جبّارین'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن عمر رضی الله تعالی عنه وهو علی المنبر یا ایها الناس تواضعوا فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من تواضع لله رفعه الله فهو فی نفسه صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله وهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر''

(رواه البیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۴)

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا اس حال میں کہ منبر پر تھے، اے لوگو! تواضع اور فروتنی کرو اس لیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا

ﷺ کو فرماتے ہوئے جو شخص کہ تواضع کرے ساتھ لوگوں کے واسطے خُدا کے یعنی واسطے طلب رضا اس کی کہ بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرتبہ اس کا پس وہ اپنے نفس اور نظر میں حقیر ہے یعنی بسبب دیکھنے کے اپنے کو نظر کمی سے اور لوگوں کی آنکھ میں بزرگ ہے یعنی بسبب بلند کرنے حق تعالیٰ کے اس کے مرتبے کو بسبب اس خصلتِ نیک کے اور جو کوئی تکبر کرے پست کرتا ہے خدائے تعالیٰ قدر اس کی پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہے اور اپنے نفس ونظر میں بزرگ ہے یہاں تک کہ البتہ وہ خوار تر اور ذلیل تر ہے لوگوں کے نزدیک کتے یا سُور سے۔ (مظاہر حق ص۱۸۳)

''عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ الراحمون یرحمهم الرحمٰن ارحموا من الارض یرحمکم من فی السمآء''

(رواه ابو داؤد والترمذی، مشکوٰة باب الشفقة والرحمة علی الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خُدا ﷺ نے شفقت کرنے والے خلق پر رحمت کرتا ہے ان پر رحمٰن۔ رحم کروان پر کہ زمین میں ہیں تا رحمت کرے تم پر جو آسمان میں ہے۔

(مظاہر حق ص۱۳۶)

''عن سعد رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ انّ الله یحب العبد التقیّ الغنی الخفیّ''

(رواه مسلم، مشکوٰة باب استحباب المال والعمر للطاعة ص۴۵۰)

روایت ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندۂ متقی، غنی، گوشہ نشین کو۔

(مظاہر حق ص ۴۵۰)

''عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ المؤمن القویّ خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف فی کل خیر احرص علی ما ینفعک واستعن بالله ولا تعجز وان اصابک شئ فلا تقل لو انی فعلت کان کذا کذا ولکن قل قدر الله وما شاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطٰن''

(رواه مسلم، مشکوٰة باب التوکل والصبر ص ۴۵۲)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خُدا ﷺ نے کہ مسلمان قوی یعنی بیچ ایمان اور اعتقاد کے ساتھ خُدا کے اور توکل اور اعتماد کے اس پر قصد کرنے کے اُمورِ خیر پر اور جہاد کرنے کے راہِ خُدا میں یا قوی ہے صبر کرنے میں لوگوں کی ہمنشینی پر اور تحمل کرنے میں ان کی ایذاء پر اور نصیحت اور تعلیم خیر کرنے میں بہتر ہے مسلمانِ ضعیف سے یعنی ان صفات میں اور ہر مسلمان میں یعنی قوی ہو یا ضعیف، نیکی ہے اور کوئی مسلمان صفاتِ نیک سے خالی نہیں اور اصل ایمان کامل ترین صفتوں خیر کی ہے حرص کر تو اس چیز پر کہ نفع دے تجھ کو یعنی امر دین سے اور مدد اور توفیق طلب کر خُدا سے یعنی عمل نیک کرنے پر اور عاجز نہ ہو یعنی طلب واستعانت سے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ دے تجھ کو قوت اپنی اطاعت کی جبکہ مستقیم ہو تو اس کی استعانت پر اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ عاجز ہو تو کرنے اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے تجھے اس کا اور نہ چھوڑ تو اس کو اور اگر پہنچے تجھ کو کچھ یعنی مصیبت دین یا دنیا

کی تو نہ کہہ کہ بات کہ اگر میں کرتا ایسا تو ہوتا ایسا لیکن کہہ یعنی زبانِ قال سے یا زبانِ حال کہ مقدر کیا اللہ نے یعنی ایسا اور ایسا یعنی واقع ہوا یہ موافق قضا وقدر اس کی کہ جو کچھ چاہتا ہے خُدا تعالیٰ کرتا ہے اس لیے کہ لفظ لو کہ بسببِ پشیمانی کھانے کے کسی چیز پر اور بسبب معارضہ تقدیرِ الٰہی کے اور بنسبتِ حولِ قوت نفس کے کہتے ہیں کھولتا ہے کارِ شیطان کو اور لاتا ہے دل میں وسوسہ ان کا ساتھ ندامت یا معارضہ قدر کے۔ (مظاہر حق ص ۲۶۱)

''عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ المؤمن کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ''

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص۴۲۲)

روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! فرمایا رسول خُدا ﷺ نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہیں یعنی مانند اعضاء ایک شخص کے ہیں اس لیے کہ وہ ایک دین پر ہیں اگر دُکھتی ہے آنکھ اس کی دُکھتا ہے یعنی بے چین ہوتا ہے سارا بدن اس کا اور اگر دُکھتا ہے سر اس کا دُکھتا ہے سارا بدن اس کا۔ (مظاہر حق ص ۱۳۱)

مذکورہ بالا تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو ''قیومِ زماں'' کہنا جائز ہے۔ اور اسے ناجائز کہنا اور کفر کہنا یہ تمام علماءِ کرام پر کفر کا فتوی لگانا ہے۔ ایسا شخص جاہل ہے اور جاہل کو مسجد سے نکالنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جاہل واعظ سے فرمایا کہ تم قرآن میں ناسخ ومنسوخ جانتے ہو تو واعظ نے کہا نہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ہلاک کیا۔

(بستان العارفین ص۱۴، معارف القرآن ج۱ص ۲۸۰)

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے کہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''ھلکت واھلکت مع زیادۃ '' اور فرمایا کہ میری مسجد سے نکلو اور آئندہ نہ آنا۔ حضرت عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت میں اپنے بیٹے محمد کو نصیحت کرتے ہیں۔

''یا بنی احذر الجاھل وان کان لک ناصحًا کما تحذر العاقل اذا کان عدوًا''۔ (العقد الفرید ج۲ ص ۹۹)

وفی العقد الفرید لاتصاحب الجاھل فانه یرید ان ینفعک ویضرّک وقال ارد شیر حسبکم دلالةً علی عیب الجاھل ان کل الناس تنفر منه وتغضب من انتصب إلیه۔

جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تمہیں ضرر پہنچائے گا۔ اردشیر کا قول ہے کہ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے۔

جُہال کے حق میں صاحبِ تفسیر روح البیان ج۲ص ۹۱۵ نے کیا خوب فرمایا:

''سقام الحرث لیس له شفاء وداء الجھل لیس له طبیب. وفی الجھل قبل الموت موت لاھله. واجسامھم قبل القبور قبور وان امرءٌ لم یحی بالعلم میة لیس له النشور نشور''

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی رضویہ ج۱۰ صفحہ ۲۱۵ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریگا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اور اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنا حرام ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ جاہل کی تبلیغ زنا سے بدتر ہے۔

"وانما حق العوام ان یؤمنوا ویسلموا ویشتغلوا بعبادتھم ومعایشھم ویترکوا العلم للعلماء فالعامی لو یزنی او یسرق کان خیرا لہ من ان یتکلّم فی العلم فانّہ من تکلّم فی اللہ او فی دینہ بغیر اتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لُجّة البحر وھو لایعرف السباحة" (احیاء العلوم ج۳ ص۳۹)

اور یقیناً عوام کا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام لانے کے بعد اپنی عبادات اور اپنی معاشِ دنیا میں مصروفِ عمل رہے اور علم کو علماء کے ذمہ رہنے دے۔ پس اگر کوئی عامی زنا اور چوری کرے یہ اس کے لیے تکلّم فی العلم (مبنی بر جہالت) سے بہتر ہے (اگرچہ گناہِ کبیرہ ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں اتقان فی العلم کے بغیر تکلّم کرنے والا کفر میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس امر کا پتہ نہیں چلتا (من حیث لایدری) جیسے کہ کوئی دریا کی لہر میں کود پڑے درآں حالانکہ اسے تیرنا نہیں آتا ہو۔

علامہ شیخ محمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"فلایامر الجاھل ولاینھی،لانہ ربما امر بمنکر او نھی عن معروف لعدم علمہٖ بذالک" (تفسیر صاوی ج۱ ص۱۶۱)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔

"الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لایلزم کل الامّة ولایلیق لکل احد کالجاھل"۔ (ص۵۷)

علامہ شامی نے ایسے جُہال کے بارے میں لکھا ہے۔

"والاحتیاط ان یجدد الجاھل ایمانہ کل یوم ویجدد نکاح امرأتہ عند الشاھدین فی کل شھر مرة او مرتین، اذ الخطاء

وان لم یصدر من الرجال فھو من النساء کثیر ''(شامی ج۱ص۳۲)
یعنی احتیاط اس میں ہے کہ جاہل شخص روزانہ تجدید ایمان کرتا رہے اور ہر مہینے میں ایک یا دو مرتبہ دو گواہوں کی موجودگی میں تجدیدِ نکاح کرتا رہے۔ کیونکہ اگر چہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو مگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جیپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''معیار السلوک ودافع الاوھام والشکوک'' کی فصل ساتویں: ''دائرہ سیف قاطع ودائرہ منصب قیومیت'' میں فرماتے ہیں کہ ''دائرہ سیف قاطع'' داخلِ سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ سیف قاطع ''ولایتِ کبریٰ'' کے محاذی (مقابل) ہے اور دائرہ منصب قیومیت کا بھی داخلِ سلوک نہیں جیسے دائرہ سیف قاطع محاذی ولایت کبریٰ ہے، اسی طرح ''دائرہ منصب قیومیت دائرہ کمالات اولوالعزم'' سے نکلتا ہے۔ اس مرتبہ منصب قیومیت سے خاص انبیاء علیہم السلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوتے ہیں، اس بندۂ خاص پر اسم یاحی یاقیوم کا فیضان نازل ہوتا ہے اور اس کی ذات سے تمام زمین وآسمان کا قیام رہتا ہے۔ (صفحہ:۱۴۸)

کوکب نورانی اوکاڑوی اورادِ مشائخ میں تحریر فرماتا ہے حضرت ابو عثمان مغربی فرماتے ہیں کہ ابدال (قیوم) چالیس ہیں۔ امنا۔ (ابرار) سات ہیں۔ خلفاء (نقباء) تین ہیں قطب عالم (قطب مدار) ایک ہے اور اس کو ان تین خلفاء کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ ص ۲۱۱

حضرت بیہقی الوقت علم الھدیٰ مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: ''ومن طلب زیادۃ شرح ھذا المقام فلیرجع الی مکاتیب سیدی وامامی القیوم الربانی المجدد للالف الثانی ''(مظہری: المائدہ: ص۹۲)

ترجمہ: اور جو اس مقام کی مزید شرح طلب کرنا چاہے تو اسے میرے سردار و امام حضرت القیوم الربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مقدس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ اگر ''قیوم'' کسی کو کہنا شرک و کفر ہوتا ہو تو حضرت بیہقی الوقت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیوں ذکر کرتے۔ فتدبر ولاتکن من المتعصبین۔

مولانا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان اپنی کتاب ''ضرب شمشیر بر فتنہ پنج پیر'' جو وہابیوں اور خوارج کے رد میں لکھی ہے) میں لکھتے ہیں کہ ''راقم الحروف اپنی اس تصنیف کو حضرت قیوم زمانِ اول امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جن کی عمومیت تجدید، دین کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور آج تک ان کی مبارک تحقیقات و معارف علماء کرام اور مشائخ عظام کیلئے مشعلِ راہ ہیں اور ہمیشہ کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ رہیں گی۔ آپ کی شانِ عالی یہ ہے کہ آپ کے شیخ مکرم و معظم خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں: ''دریں امت دو سہ کس مثل ایشاں می دانم'' (مناقب احمدیہ: صفحہ: ۱۰) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت امام ارہاص ایں دورہ اند۔ و شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است'' (کلمات طیبات: صفحہ: ۱۶۳)

اور حقیقت یہ ہے کہ اس عاجز کی کیا طاقت کہ اس بارگاہ عالیہ میں کچھ نذر پیش کرنے کی جرأت کرسکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حقیر ہدیہ درحقیقت انہی حضرت الامام قدس سرہ کے عنایات و برکات کا ایک ذرہ ہے جو ان کی بارگاہِ عالیہ میں بطورِ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

اهدی لمجلسه الکریم و انّما اهدی لہ ما حزت من نعمائه

کالبحر یمطره السماع و ماله فضل علیه فانه من مائه

اس سے معلوم ہوا کہ ''قیوم زمان'' کہنا جائز ہے اور اس کے منکرین حضرت قیوم اول شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کے دشمن ہیں۔

استاذ العلماء، بقیۃ السلف مناظرِ اہلِ سنت والجماعت شیخ التفسیر والحدیث جناب مولانا امین اللہ الحنفی الماتریدی الباجوری اپنی تصنیف ''احقاق المعالی'' میں اپنے مرشد گرامی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جناب مرشدنا قطب دوران ومجدد ملت، جامع طرق اربعہ، مناظرِ ملت، ولی اکمل، قیوم زمان حضرت سیدنا پیرِ طریقت رھبرِ شریعت پیر صاحب مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' اور اس کے علاوہ کئی مقامات پر مختلف القابات اور خصوصاً ''قیوم زمان'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

جو شخص مزید تفصیل جاننا چاہے تو وہ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء، قدوۃ العارفین، غوث الزمان وقیوم الزمان، قطب الارشاد، مشرف بمقام العبدیت والصدیقت والامامت والاحسان پیرِ پیران خواجۂ خواجگان علامہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ''جواباتِ سیفیہ'' کا مطالعہ کرے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''صوفیاء کی اصطلاح میں قیومیت ولایت کا ایک درجہ ہے، کہ اس پر پہنچ کر بندہ قیوم کہلاتا ہے یعنی باعث قیام عالم اسی لئے مجددیہ خاندان کے بزرگوں کی کتب میں بعض اولیاء کو قیوم اول قیوم ثانی کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ''بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' (رسائل نعیمیہ: صفحہ: ۲۳۵، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں: صفحہ: ۱۳، ۱۴)

حرّرہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی۔

برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنت و جماعت اس مسئلے میں کہ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں کہ یہ مسلمان ہے یا کافر۔ اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرًا۔

المستفتی: حافظ محمد اشفاق حسین بنہور سیفی (پھلجی اسٹیشن دادو سندھ)

الجواب بعون الملک الغفار و بحرمۃ سید الابرار ﷺ:

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام کا فیصلہ

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے۔ کیونکہ وہ حدیث نبوی ﷺ کا صاف انکار کرتا ہے اور امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و دیگر سلف صالحین کو کافر کہتا ہے۔ بحوالہ اشتہار (اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان) اہلحدیث کے مندرجہ بالا فتویٰ کی تصدیق و تائید علمائے دیوبند کی کتب میں مدلل طور پر موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔ کہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث دین اور حجت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا اس سے انکار کرنے والا بلاشک وشبہ کافر ہے۔ بحوالہ کتاب (ضروری مسائل صفحہ نمبر ۱۱۴ مصنفہ حافظ رشید احمد حقانی استاد دار العلوم اکوڑہ خٹک ضلع پشاور) نیز اسی کتاب کے صفحہ

نمبر ۱۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہل علم (علماء کرام) کی بے عزتی اور توہین کرنا کفر ہے۔
لـمافی البریقة المحمودیة شرح الطریقة المحمدیة قال فی الاشباہ الاستھزاء بـالـعلم والـعلـمآء کفروعن مجموع النوازل اھانة علمآء الدین کفروعن الـمحیط ان شتم عالماً فقد کفر فتطلق امرأته۔ علمائے دیوبند نے محکم دلائل کتب معتبرہ سے واضح طور یہ ثابت کردیا کہ سلف صالحین، علمائے محققین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی، تخفیف کرنے والا اور ان کو نسبت کفروشرک کرنے والا خود مطلق کافر ہے اور اس کی منکوحہ کو طلاق ہوجاتی ہے۔ اسی طرح تین ۳۶۰ سو ساٹھ مفتیان اکابر علمائے دیوبند فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے (بحوالہ کتاب اشدالعذاب صفحہ نمبر ۱۴ مصنفہ محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی چاندپوری مجتبائی دہلوی ۴ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ) مذکورہ بالا فتووں سے ثابت ہوا کہ کیماڑی کا ڈاکٹر مسعود عثمانی بلاشک وشبہ کافر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو کافر کہہ دیا کریں۔ اور جو لوگ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے عقیدہ پر ہیں ان کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ اور کتاب الفجر الصادق مطبوعہ استنبول صفحہ ۲۰ پر علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی از حد تعظیم کرتے تھے۔ (وہابی مذہب صفحہ ۱۶۶ حافظ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے ضروری مسائل صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کیا ہے مفتی حرمین شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان مکی نے لکھا ہے۔

وکان ارکان الدین خمسة عند الله وعند رسوله وعند جمیع الامة وجعل النجدی السادس عنده وھو من لم یتبعه فھو لیس بمسلم:

خلاصۃ: مطلب یہ کہ اس نے دین کا یہ چھٹا رکن بنا ڈالا تھا۔ کہ جو بھی اس عبدالوہاب

نجدی کا مخالف ہو وہ اسلام سے خارج ہوگا۔مفتیان شرع نے ابن عبدالوہاب نجدی کے اعتقاد واقوال وافعال سے یہ خوب ثابت کر دیا ہے۔کہ ابن عبدالوہاب نجدی نبوت کا دعویدار تھا اور حال یہ ہے کہ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کتاب ضروری مسائل کے صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری جو کہ دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث تھے وہ امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مقدمہ فیض الباری شرح صحیح بخاری میں جلد نمبر ا صفحہ ۱۷۱ پر رقمطراز ہیں: فانہ کان رجلا بلید اقلیل العلم فکان یسارع الی الحکم بالکفر ۔وہ کم فہم اور کم علم آدمی تھا پس اسی وجہ سے وہ فورا کفر کا فتویٰ لگا دیتا تھا۔ (مقدمہ فیض الباری، وہابی مذہب صفحہ ۲۸۹)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے دست راست اور شاگرد بھی تھے اپنی کتاب التلبیسات میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین (وہابیوں) کو خارجی قرار دیکر لکھتے ہیں کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں۔اور اہل سنت وعلمائے اہل سنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ (التلبیسات صفحہ ۱۳ مطبوعہ دیوبند المہند صفحہ ۱۹۔۱۸ مولوی حسین احمد دیوبندی جو کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک نہایت ہی مقتدر شخصیت ہیں رقمطراز ہیں کہ: صاحبو! ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اورعقائد فاسدہ رکھتا تھا۔اس لئے اس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا اوران کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا تھا اوران کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔اہل حرمین کو خصوصاً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اوراتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے باکی کے الفاظ استعمال کئے۔بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔اور ہزاروں آدمی اس کے اوراس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم و باغی وخونخوار فاسق شخص تھا (الشہاب الثاقب ص۴۲ مطبوعہ دیوبند، وہابی مذہب ص۲۸۹) ابن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں۔ اور ان سے قتل وقتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۱، وہابی مذہب ص۲۸۹، تا ۲۹۰) مولوی محمد تھانوی دیوبندی۔ دیوبندی اکابرین میں سے مولوی محمد تھانوی غیر مقلد وہابیوں کے متعلق نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: بیشک وہ لوگ جو ابن عبدالوہاب نجدی کے دین پر ہیں اصول اور فروع میں اُس کے طریقے پر چلتے ہیں ان کو ہمارے علاقوں میں وہابیوں اور غیر مقلدین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اربعہ علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے جو ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں اور ہم اہلسنّت وجماعت کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کر لینا ان عقائد کے علاوہ ان کے دیگر بُرے عقائد جو ہم تک ثقہ لوگوں کے ذریعے پہنچے ہیں اور بعض عقائد ان سے ہم نے خود سنے ہیں وہ ایک خارجی فرقہ ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

(حاشیہ نسائی شریف ص۳۶۰ جلد ا مطبوعہ مجتبائی دہلی، وہابی مذہب ص۲۹۰ تا ص۲۹۱)

علمائے صوبہ سرحد اہلِ دیوبند کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی با تفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی اور خارجی ہیں مزید تفصیلات کے لئے انگریزی جاسوس ہمفرے کی کتاب ملاحظہ فرمائیں (بحوالہ اشتہار مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک تحصیل صوابی ضلع پشاور) اور مولوی حمد اللہ دیوبندی ڈاگئی والا نے اپنی تصنیف البصائر کے صفحہ ۱۵۴ پر مولوی قطب الدین غورغشتوی کا فتویٰ تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اتباع ابن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ اور ابن

قیم کے جن کے عقائد یہ ہیں۔

نمبر۱: کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو صنم اکبر (بڑا بت) کہتے ہیں۔

نمبر۲: اور اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں۔

نمبر۳: اور اپنے مخالف کو مشرک بتلاتے ہیں۔

نمبر۴: اور یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے۔

نمبر۵: زیارت قبور بعیدہ ناجائز ہے۔

نمبر۶: اور اولیاء اللہ کی ارواح پر ایصال ثواب حرام ہے۔

نمبر۷: اور کرامت بعد الموت نہیں۔

نمبر۸: اور توسل حرام ہے وغیرہ وغیرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور اس فتویٰ پر ص ۱۴۸ علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی حمد اللہ دیوبندی نے کتاب کے اسی صفحہ پر بخاری شریف کی حدیث نقل کی ہے۔ لکھا ہے۔

''قال النووی فیه دلالة علی فقه الصحابة رضی الله تعالی عنهم وتحریر الالفاظ وفیه اشارة من ابی سعید الی تکفیر الخوارج او انهم غیر هذه الامة عینی البخاری ص ۲۴۲ جلد ۱۱ قال العینی هؤلاء القوم خرجوا من نجد موضع التمیمین عینی ص ۲۴۵ جلد ۱۱ ثم ظهور الخوارج فی ارض نجد والعراق وماورآئها من المشرق عینی ص ۲۵۳ واشار بقوله علیه السلام هناک یطلع قرن الشیطان الی نجد ونجد من المشرق''۔

اور مفتی محمد شفیع دیوبندی معارف القرآن جلد دوم ص ۱۴۵ سورۃ آل عمران آیۃ نمبر ۱۰۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ فاما الذین اسودّت وجوههم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون''۔

جس دن کہ سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہونگے بعض منہ، سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے چہرے ان کے۔ ان سے کہا جائیگا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت کے چہرے سفید ہونگے اور اہل بدعت کے سیاہ ہونگے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد خوارج ہیں یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہونگے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہونگے جن کو وہ قتل کریں گے۔

''فقال ابو امامة کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السمآء وخیر قتلی من قتلوہ ثم قرأ یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ ص ۱۴۷''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''الخوارج کلاب النار''۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔

(طبرانی شریف ص ۱۱۷ جلد دوم مطبوعہ مصر۔ حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۶۰)

علامہ عارف باللہ احمد الصاوی رضی اللہ عنہ اس آیۃ شریف۔

''اُولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن هم الخاسرون آیۃ نمبر ۱۹ سورۃ المجادلۃ''۔

وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے۔

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''ھٰذہ الآیۃ نزلت فی الخوارج الوھابیۃ. اُولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخاسرون. ان الشیطٰن لکم عدوا فاتخذوہ عدوا''۔

یہ آیت شریف خوارج وہابیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے (خبردار) بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (تفسیر صاوی جلد ۲ حصہ ا ص ۲۵۵)

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہابیہ خوارج شیطانی گروہ ہے یہ شیطان کا لشکر ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے خبردار ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ دشمنی کرنے میں چوکنے رہیں۔ ان سب مذکورہ دلائل سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ وہابیہ خبیثہ کے سب فرقے خوارج ہیں اور ان لوگوں کو مبتدعین یعنی اہل بدعت، غیر مقلدین، خوارج، ضال مُضل، مرتدین، خارج از اسلام، حزب الشیطان کلاب النار کہتے ہیں۔

لہٰذا ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث اور ۲۶ مفتیان شرع متین علمائے دیوبند وغیرہ کا فتویٰ حق بجانب ہے کہ واقعی ڈاکٹر عثمانی کافر، ملحد، زندیق، مرتد، لعنتی، خارجی، حزب الشیطان، کلاب النار اور واجب القتل ہے۔ اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے لئے بھی یہی حکم شرعی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں موجود ہے۔ کہ وہابیہ خوارج ہیں اور خوارج کیلئے نبی کریم ﷺ کا یہی حکم مبارک ہے۔ چنانچہ حدیث شریف بخاری ج ا صفحہ ۷۵۶ اور کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۳ اور صدر مدرسین جانشین شیخ الہند سید حسین احمد مدنی دار العلوم دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۶۵ پر خوارج وہابیہ کیلئے یہی حکم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی چڑھتی جوانی والی، بے وقوف، حدیث مصطفےٰ علیہ السلام سے بات کرینگے قرآن بھی پڑھیں گے۔ان کے حلق سے قرآن نیچے اثر نہ کرے گا دین سے بھی ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ جب ان سے تمہاری ملاقات ہوان کو قتل کردو اس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں خداوند کریم کے نزدیک اتنا ثواب ہے جیسا کہ اس نے قیامت تک کافر کو قتل کیا۔اور کنزالعمال صفحہ ٢٢٣ ج ٦۔ پر ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مصطفےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی چڑھتی جوانی والے بے عقل ہوں گے بات کریں گے تو کہیں گے کہ محمد رسول اللہ علیہ السلام کا فرمان ہے۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ان کا ایمان گلے سے اوپر رہے گا نیچے یعنی دل میں ایمان کا ذرہ نہ ہوگا۔جہاں تم ان کو ملوان کو قتل کر دو کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اتنا ثواب ہے جیسا کہ کسی نے قیامت تک کفار کو قتل کر دیا۔ اور مشکوٰۃ شریف، اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ وغیرہم کی حدیث شریف ہے کہ پیارے مصطفےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کی کہ،، اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ اور نجد میں۔ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے۔اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔تیسری مرتبہ فرمایا وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہیں شیطان کا سینگ نکلے گا اور صحیح بخاری شریف صفحہ ١٠٥٦ ج ٢۔ پر موجود ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم علیہ السلام سے سنا۔ کہ آپ فرما رہے تھے تم میں سے ایک نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو ہیچ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزوں کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں تم اپنے عملوں کو ہیچ سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے اوران کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل

جاتا ہے تیر کے سرکو دیکھا جائے تو شکار کا نشان تک نہ ہوگا۔ تیر کا زخم دیکھا جائے گا تو کوئی نشان نہ ملے گا زخم کا داغ بھی نہ ہوگا دین کے اوپر سے گزر جائے گا:

صحیح بخاری شریف ص ۱۰۲۴ ج ۲، و ذکر العلامة العینی فی ص ۲۴۰ ج ۱۱ باب قتال الخوارج والملحدین وکان ابن عمر رضی الله عنه یراهم اے الخوارج شرار خلق الله تعالیٰ وقال انهم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوها علی الموٴمنین اور علامہ عینی نے ص ۲۴۰ ج ۱۱ باب قتال الخوارج والملحدین میں ذکر کیا ہے (کہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خارجیوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آیات جو بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں یہ لوگ اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں۔ لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع الدجال فاذا لقیتموهم هم شر الخلق والخلیقة۔ یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں بدترین ہیں۔ اور صدر المدرسین شیخ الہند مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے ص ۴۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ۔ وہابیہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں گھڑا کرتے ہیں۔ اور قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔ شان نبوت وحضرت رسالت مآب علیہ کی شان میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں۔ کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذاللہ ثم

معاذاللہ۔نقل کفر کفر نباشد۔کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو دفع بھی کر سکتے ہیں۔اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)اور مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندی کی تصنیف لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲ میں دربارہ استعمال لفظ جب یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی لیتا ہے مگر تاہم ابہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ،اور جناب رسول اکرم ﷺ سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا اس بحث کو نہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔اور جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذاء جناب رسالتمآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو شدید منع کرنا چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے۔کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ،اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔انتہیٰ کلام الشریف صدر مدرسین حسین احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ اہلسنّت و جماعت عرب کے لوگ وہابیوں کو یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور اس بات کی تصدیق اس طرح کی ہے اور لکھا ہے کہ وہابیوں کے ساتھ قوم یہود و نصاریٰ و مجوس اور ہنود سے بھی زیادہ عداوت ضرور رکھنی چاہئے۔چنانچہ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ پر تحریر خاص یہ ہے: اہل عرب کو خصوصا اس کے ابن عبدالوہاب نجدی کے اور اس کے اتباع (معتقدین) سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔غرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدور کی وجہ سے ان کو (اہل عرب کو) ابن کے (ابن عبدالوہاب

نجدی) کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب (اس ابن عبدالوہاب نجدی) نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہئے (یعنی عداوت ضرور رکھنی چاہئے) وہ لوگ (اہل عرب) یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ (ص ۴۲) ڈاکٹر مسعود عثمانی، اہل حدیث اور تمام فرقہ ہائے وہابیہ خوارج حیات انبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں۔ حالانکہ سلف صالحین متقدمین و متاخرین تمام اہلسنت علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے۔ اور اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے اور منکر اجماع امت کافر ہے۔ (بحوالہ مقام حیات ص ۲۶۶ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی) چنانچہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں، نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانے تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (المہند عقائد دیوبند و مقام حیات صفحہ ۲۵۱ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵) جملہ اہل سنت والجماعت چاروں مذاہب کے علماء اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اصحاب طاعات کو لذت و سرور نصیب ہوتا ہے اور کفار منافقین اور گناہ گاروں کو عذاب و تکلیف حاصل ہوتی ہے (اس لئے کہ وہ زندہ ہیں) اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع امت کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ذمہ دار گروہ انتہائی تحقیق و احتیاط کے بعد عذاب قبر کے منکر کو کافر کہتا ہے۔ یعنی منکرین عذاب قبر ضرور بضرور کافر ہیں۔ (علمائے دیوبند کی فیصلہ کن کتاب تسکین الصدور صفحہ ۴۷ مصنفہ سرفراز خان نصرت العلوم گوجرانوالہ) تو یہ خوب واضح ہوا کہ ڈاکٹر عثمانی توحیدی گروپ والے معہ اپنے امام کے بلاشک و شبہ علماء کرام کے متفقہ فتویٰ

پر کافر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حیات انبیاء علیہم السلام وشہداء صلحاء مومنین وثواب قبر وعذاب قبر سے منکر ہیں اور یہ شیطانی گروہ شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ اور منکرین شفاعت بہ اتفاق جمہور علماء کافر ہیں۔ جیسا کہ علامہ طاہر بن احمد الحنفی المتوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور کرام الکاتبین اور عذاب قبر اور رؤیۃ باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۴۹ ج ۱ تسکین الصدور سرفراز خان دیوبندی)۔

محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام محمد بن عبدالواحد الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں کہ شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذاب قبر اور کرام الکاتبین کے انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

(فتح القدیر ص ۲۴۷ ج ۱ طبع مصر۔ وتسکین الصدور ص ۷۵)

اہل کبائر کے لئے شفاعت، رویئت باری تعالیٰ، عذاب قبر اور کرام الکاتبین کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے (رسائل بحر العلوم ص ۹۹ مصنف مولانا عبدالعلی بحر العلوم الحنفی المتوفی ۱۲۳۵ھ تسکین الصدور ص ۷۶) قرآن کریم سے دلیل شفاعت:۔

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ. سورۃ بقرہ۔

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے مگر اس کے حکم سے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہوگی یعنی دھوکہ یا زور سے بغیر اذن نہ ہوگی بلکہ اذن خداوندی سے ہوگی۔ لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے یعنی کافر ہے۔

لا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ آیۃ (۲۳) سورۃ السبا۔

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔
اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الٰہی ضروری ہے
لہٰذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور مومنین کی کریں گے۔ خیال رہے
کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔

ابنیاء اولیاء وعلماء ومشائخ، حجر اسود، قرآن مجید کعبہ، ماہ رمضان اور مسلمانوں کے نابالغ بچے شفاعت کریں گے۔ شفاعت تین طرح ہوگی۔ میدان حشر سے نجات کیلئے گناہوں کی معافی کیلئے، بلندی درجات کیلئے۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گناہ گار مسلمان تیسری سے نیکوکار اسی طرح بہت دلائل آیات واحادیث کے موجود ہیں۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں وہ جمع نہیں ہو سکتے۔ صرف ایک آیت پیش کرتا ہوں۔

بِال فرعون سوٓء العذاب (۴۵) النار یعرضون علیھاغدوا وعشیا(۴۵) سورۃ المومن۔

اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح وشام پیش کیے جاتے یعنی جو لوگ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے۔ مگر آگ کی پیشی صبح وشام ہوتی رہی گی۔

فتویٰ متفقہ:

بہ مدرسہ مصر ۷۰۵ھ میں ابن تیمیہ ظاہری وخارجی خدا کو مجسم کہتا تھا۔ سفر زیارت رسول اللہ ﷺ کو حرام کہتا تھا۔ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہو اس کا خون اور مال حلال ہے (حاشیہ نبراس، جواہر الایقان، اثبات

الاغراض ص ۳۴۲، ۳۴۳، کتاب انوار محمدی ۱۳۵۵ھ باہتمام محمد شفیع ابن جناب حاجی محمد سعید صاحب دیوبندی بماہ مئی ۱۹۳۶ء در مطبع مجید کانپوری ص ۳۵ پر تحریر موجود ہے۔

ایک شخص عبد العباس بن تیمی جفائلی کہ نام اس کا تقی الدین تھا۔ چنانچہ تاج الدین ابو الحسن سبکی نے اپنی مسند میں اس کا حال خوب لکھا ہے۔ کہ اس نے کتاب التوحید تصنیف کی جس میں رد ہے مذاہب اربعہ کا۔ اور شیخ ابو یعلی موصلی نے اس کا رد لکھا ہے اور بادشاہ مصر نے بموجب فتویٰ شیخ مذکور سب علماء کو جمع کیا۔ اور شیخ برہان الدین اور تقی الدین جو قاضی تھے۔ اس زمانے میں مصر کے ان سے فتویٰ پوچھا کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے شیخ تقی الدین نے کہا روبرو سب علماء کے اس کو منبر پر حکم دو کہ اپنا عقیدہ بیان کرے چنانچہ ابن تیمیہ نے اپنا عقیدہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ جو روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو جائے کافر ہے تب قاضی برہان الدین نے پوچھا اس سے کہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میری قبر کی زیارت وحفاظت ستر (۷۰۰۰۰) ہزار فرشتے قیامت تک کریں گے اور وہ فرشتے روز نئے نئے آتے ہیں۔

(جواہر البحار ج ۲ ص ۱۷۱۔ انوار محمدی من المواہب الدینہ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی ص ۵۴۶ وجلاء الافہام ابن قیم ص ۶۸)

تو قاضی برہان الدین نے پوچھا کہ ان فرشتوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔ ابن تیمیہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک وہ فرشتے بھی کافر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو قاضی برہان الدین نے اسے منبر پر سے ہاتھ پکڑ کے اتار دیا اور آپ منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد وصلوٰۃ اور بیان عقائد اہل سنت وجماعت کے حکم دیا کہ اس کا قتل واجب ہے اور جو اس کے مطیع ہوں ان کا قتل بھی واجب ہے۔ اور ان کی عورتیں لینا جائز ہے۔ القصہ ابن تمیہ مارا گیا اور لاش اس کی گھوڑے پر ڈال دی اور کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چنانچہ وہ کتاب قوم اسیر میں اب تک رائج ہے پھر بعد اس کے ایک شخص ابن

عبدالوہاب نجدی نے بھی اس کتاب التوحید سے انتخاب کر کے ایک نیا مذہب تراش کر مکہ اور مدینہ اور تمام طائف کے اہل اسلام میں تفرقہ ڈالا تھا۔ بایں ارادہ کہ جیسے چار مذاہب امام اعظم، امام شافعی، امام حنبلی، امام مالکی کے رائج ہیں اوران کے نام سے ان کے گروہ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح میرے نام سے بھی مذہب جاری ہو بلکہ سب پر سبقت لے جاؤں اس واسطے اس نے بھی اسی طرح آیات اورا حادیث انتخاب کر کے کچھ گھٹابڑھا کر اپنے مطلب کے موافق کے کے ایسی باتیں نکالیں کہ کل مسلمانوں ایمانداروں اگلے پچھلوں کو کافر اور مشرک بنایا اور جو اس کے کہنے میں نہ آیا تو بہت غصہ میں آ کر قتل عام شروع کیا۔ اور کل مکانات متبر کہ واجب التعظیم، مساجد عظیم اور قبریں بزرگان قدیم کی منہدم کرنا شروع کیا۔ اولٓئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ھم الخاسرون۔ چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان میں بھی اسی طور پر ہے اور جو عقیدہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے مذہب والے رکھتے تھے وہ سب اس کتاب سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (ص ۳۵ ص ۳۶)

علامہ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی ؒ۔

تفسیر صاوی جلد اول حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ، جو لوگ سید العالمین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفع دینے لینے سے منکر ہیں وہ ضال، مضل، گمراہ، کافر ہیں (ج ۱۰ ص ۱۶۱) کتاب المواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں امام العارف الربانی سیدی عبدالوہاب الشعرانی تمام اکابرامت کا عقیدہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہر حال قطب واحد محمد ﷺ ہیں جو تمام انبیاء رسل اور اقطاب کے ابتدائے آفرینش انسانیت سے لے کر یوم قیامت تک کے لئے مددگار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

(ج ۲ ص ۸۰)۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرانور کو بت اور زیارت مصطفیٰ ﷺ کے لئے

جانے والوں کو مشرکین کہنا خواہ انبیاء علیہم السلام ہوں خواہ ملائک علیہم والسلام ہوں ان سب کو اور سب صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنین کو کافر و مشرک کہنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذات اقدس مبارک سے اپنے عصاء کو زیادہ نفع دینے والا کہنا انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام شہداء کرام۔ اولیاء اللہ اور مومنین کی قبریں منہدم کرنا کتنی بڑی انتہائی حد تک گستاخی بے ادبی اور ظلم عظیم بلکہ کفر اشد ہے۔ جس میں ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے سب معتقدین خوارج وہابیہ مبتلا ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ جب بھی ہمارے ہاتھ میں طاقت آجائے تو ہم ایسا ایسا کریں گے جو ابن عبدالواہاب نجدی نے کیا تھا مسلمان بھائیو! خوب غور کرو قبر انور کو بت / صنم کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں ضرور ہے زیارت مصطفےٰ علیہ السلام کو شرک کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے زیارت مصطفےٰ والوں کو جس میں خود نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں کہ آپ ﷺ نے خود جنت البقیع اور شہدائے احد اور ماں باپ کی زیارتیں کی ہیں اور سب ملائکہ اور صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنین کو کافر و مشرک کہنا تخفیف، گستاخی، بے ادبی بلکہ کفر اور شرک ہے یا نہیں ضرور ہے اور ان سب کو برے عیب کی نظر سے دیکھنا ہے یا نہیں ضرور ہے۔ اب پہلے خود ان جنبیوں کا فتویٰ خود ان پر چسپاں کرنا پھر قرآن کریم کا حکم دیکھو امام الخوارج وہابیہ ابن تمیمیہ خود اپنے اور اپنے معتقدین پر فتویٰ لگاتا ہے۔ اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں لکھا ہے کہ حضور کی مدح اور تعظیم کرنا دین کو قائم کرنا ہے صفحہ ۲۱۱ حضور کی تنقیص شان کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ حضور کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (صفحہ ۴۰) جس نے نبی کریم ﷺ کی چادر کو میلا کہا اس کو قتل کرنا چاہیے صفحہ ۱۵۲۶ کی کیونکہ اس خبیث نے چادر مبارک کو عیب کی نظر سے دیکھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی چیز کو عیب کی نظر سے دیکھنے یا کہنے والا مبتدع، زندیق کافر، ملعون،

واجب القتل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان واجب القتل ہے (صفحہ ۵۲۶)

کقولہ تعالیٰ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنة سقطوا ط و ان جھنم لمحیطة بالکفرین.

(۴۹ آیت، ۴ آیة ۵۲، سورة توبہ)

اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے۔ اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

(شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جدابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ انکی حسین عورتوں کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے اور فتنہ میں واقع نہ فرمایئے تب یہ آیت اتری کیونکہ جہاد میں نہ جانا حضور علیہ السلام کا حکم نہ ماننا مذاق اڑانا بڑا بھاری فتنہ ہے (صفحہ ۳۴۵) امام الخوارج وہابیہ ابن تیمیہ نے خود یہ ثابت کر دیا کہ کسی معقول عذر سے جہاد کو فتنہ کہنے والے عیب لگانے والے گستاخ منافقین مرتدین خوارج کافر واجب القتل اہل النار ہیں اسی طرح منافقین کے حق میں یہ قول خداوندی ہے۔

قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال (آیۃ ۷۷ سورۃ النساء)

منافقین نے بولا اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا

اسی طرح مرزا قادیانی حکم جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ جیسا کہ خوارج وہابیہ اہلحدیث تبلیغی فرقہ وغیرہ حکم جہاد کو نہیں مانتے بلکہ جہاد کے متعلق جتنی آیتیں اور احادیث ہیں سب کے سب اپنی ربی خودساختہ تبلیغ کے لئے دلیل خصوصا پکڑتے ہیں۔ الحاصل صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت جس کو خوارج وہابیہ بریلوی کہتے ہیں اس کے علاوہ سب کے سب

فرقے عقائد ہیں ایک ہی ہیں صرف ان فرقوں کے نام جدا جدا ہیں کیونکہ سب ابن تمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے معتقدین ہیں اور وہ تو ہے منافقین خوارج وہابیہ کا امام لیکن بعض ان منافقین خوارج وہابیہ ہیں بہت تیز ہیں جیسا نمبر ا حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں نمبر ۲ اہل حدیث نمبر ۳ جماعت المسلمین نمبر ۴ جماعت اسلامی نمبر ۵ تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ۔ مولوی حمد اللہ دیوبندی نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ابن تیمیہ کے حق میں تحریر کیا ہے کہ جس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔

ان من سمی ابن تیمیہ شیخ الاسلام فھو کافر (البصائر-۱۵۳)

پھر ابن تیمیہ کے معتقدین کے حق میں یہ فتویٰ دیا کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اس کا مال اور قتل حلال ہے۔ من کان علیٰ عقیدۃ ابن تیمیۃ حل مالہ ودمہ البصائر ۱۴۸) معتقدین ابن تیمیہ: ابن عبدالوہاب نجدی ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علمائے کرام مومنین کی تنقیص شان کرتے ہیں اور ان سب کو کفر و شرک کی نسبت کرتے ہیں کفار مشرکین کو کسی قسم کی بری نسبت نہیں کرتے ان کے ساتھ جہاد کرنا بھی نہیں مانتے ان کی برائی بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کفار کے وظیفہ خوار ہیں اس لیے کفار مشرکین کے بجائے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ مومنین کو کافر و مشرک کہتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی بے ادبی کرتے ہیں جو آیتیں اور حدیثیں کفار و مشرکین اور ان کے بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ سب انبیاء اولیاء اللہ مومنین پر چسپاں کرتے ہیں اور ان مقربان خداوندی کی تخفیف کرتے ہیں خصوصاً فرقہ حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں وہی لوگ علی الاعلان بر ملا گستاخیاں بے ادبی اور تخفیف کرتے ہیں اور اپنے فرقہ کے سوا عام و خاص کو کفر و شرک کی نسبت کرتے ہیں ان ایمان فروش منافقین محبان کفار و مشرکین اور دشمن السلام اور دشمن اہل اسلام گروہ شیطانی کے لئے قرآنی فتویٰ یہ ہے:

ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین۔

جوتم میں ان سے دوستی کرے گا (یعنی کفار سے) وہ ان ہی میں سے ہے

بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

ثابت ہوا کہ یہ فرقہ ضرور بضرور کفار میں سے ہے لیکن جولوگ اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں کا حکم بھی وہی ہے۔اور ان گستاخان پیغمبر علیہ السلام کے لئے دوسرا حکم یہ ہے۔

والذین یوءذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔

وہ بیشک جولوگ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

پھر ان گستاخ، بے حیا اور بے ادب لوگوں کے لئے تیسرا حکم یہ ہے۔

ان الذین یوءذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاباً مھیناً۔

بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ایذاء سے پاک ہے۔اسے کون ایذاء دے سکتا ہے مگر حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ایذاء فرمایا ہے وہی لوگ ظالم ہیں گمراہ ہیں کافر ہیں، وہ لوگ لعنت کے مستحق ہیں آخرت میں خوار وذلیل ہوں گے۔ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔اس گروہ شیطانی کے لئے چوتھا حکم یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ ورسول وآیتوں اور دین اسلام سے ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے کوئی عذر بہانہ نہیں،قولہ تعالیٰ۔

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد الحدیث

کلاب اھل النار قد کان ھٰؤلآء مسلمین فصار وا کفاراً۔

(ابن ماجہ ۱۶)

یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے۔

دوزخ کے کتے کون ہیں وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے جن کو خوارج وہابیہ خبیثیہ کہتے ہیں۔(الخوارج کلاب النارص ۱۶)۔خوارج دوزخ کے کتے ہیں ابھی ان حزب الشیطان لوگوں کے لئے علمائے امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے: بانی حزب اللہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی (توحیدی گروپ) کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء نے فتویٰ دیتے ہوئے تحریر کیا:

یہ لوگ گمراہ، ملحد، زندیق، اور مرتد ہیں مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کر کے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس گمراہ کن ٹولہ کی سرگرمیوں پر فوری پابندی عائد کرے اور سرغنہ کو گرفتار کر کے سزا دے۔

نام نہاد حزب اللہ کے قریب میں آئے ہوئے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ فوراً اس گمراہ کن ٹولہ کا ساتھ چھوڑ کر اللہ کے حضور توبہ کریں۔ملک میں موجودہ مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ دارالعلوم جہاں سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس گمراہ کن ٹولہ کے خلاف فتاوٰی صادر کئے گئے ہیں ان علماء کی فہرست درج ذیل ہے۔

مفتیان شرع متین علماء اہلسنت بریلوی مکتبہ فکر

۱۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی۔ ۲۔ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کراچی۔ ۳۔ دارالعلوم نعیمہ کراچی۔ ۴۔ دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد۔ ۵۔ دارالعلوم قوت الاسلام حیدرآباد۔ ۶۔ دارالعلوم جامعہ نظامیہ لاہور۔ ۷۔ دارالعلوم نعیمیہ لاہور۔

۸۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۹۔ دارالعلوم سراج الاسلام گوجرانوالہ۔ ۱۰۔ مدرسہ فیض نقشبندیہ سیفیہ کراچی۔

مفتیان شرع متین علماء دیوبندی مکتبہ فکر

۱۔ دارالعلوم جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ ۲۔ دارالعلوم اشرفیہ لاہور۔ ۳۔ دارالعلوم کراچی، کراچی۔ ۴۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۵۔ دارالعلوم سرحد پشاور۔ ۶۔ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ۔ ۷۔ دارالعلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔
۸۔ دارالعلوم تعلیم القرآن آزاد کشمیر مرکزی انجمن اشاعۃ الاسلام پاکستان۔

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے۔ کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وھابیہ خوارج میں سے ہیں کہ اس بنا پر یہ لوگ خبیث وخبیثہ ہیں۔

جواب: فتویٰ علماء سرحد ابن عبدالوھاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وھابی خارجی ہیں۔

(عقائد علماء دیوبند ۲۲۸ وسنن نسائی شریف ۳۶۰ برحاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اول البصائر ۱۵۷ مولوی حمد اللہ صاحب فاضل مظاہر علوم سہارنپور)

مزید تفصیلات کیلئے انگریز جاسوس ھمفر کے کتاب ملاحظہ ہو شائع کردہ مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک علماء دیوبند تحصیل صوابی ۱۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

واللہ ورسولہ اعلم وماعلینا الا البلاغ

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین (سوات)

"ترجمہ"

امیر عبدالرحمٰن خان کے دور حکومت میں ان کے زمانہ کے علماء کا فتویٰ ظہور میں آیا۔ علماء کرام نے وہابیہ کے بارے میں کفر اور الحاد کا فتویٰ دیا۔ بطریقہ اجماع اس مسئلہ پر اتفاق ہو گیا اسی طرح کتاب تقویم الدین پر اسی طرح تصریح کیا (برصفحہ ۱۹۹) یعنی امیر عبدالرحمان خان کے زمانہ میں جھگڑا واقع ہوا اہل سنت و جماعت اور وہابیہ کے درمیان پس امیر عبدالرحمان خان نے کابل کے مشہور علماء کرام کو جمع کیا اور ان سے وہابیہ کے بارے میں فتویٰ طلب کیا۔ پس کابل کے مشہور علماء نے حکم دیا اور فتویٰ دیا ان وہابیہ کے بارے میں کفر کا پس کابل کے ان علماء کرام کے نام مشہور ہیں (برصفحہ کتاب) تقویم الدین ایک کتاب ہے جس کو ہم علماء کرام کابل نے تصنیف کیا۔ اور ان کے بعد ہم نے اس کتاب کو عبارۃ مسئلہ امیر عبدالرحمٰن خان کے سامنے پڑھا۔ پس یہ مذکورہ کتاب بہت مقبول ہوئی ان کو پس امیر عبدالرحمٰن خان نے اس کتاب پر دستخط کیا اور در کتب خانہ کابل داخل کرایا۔ اس سے تین ہزار نسخے چھاپے اور افغانستان کے اطراف میں پھیلا دیے پس مصنف کشف الاسرار کہتا ہے جب یہ کتاب تقویم الدین میرے ہاتھ لگی پس یہ کتاب میں نے قندہار کے علماء کے سامنے پیش کر دی اور یہ علماء کرام اس پر بہت خوش ہوئے اور فتویٰ کے بعد کہنے لگے کہ یہ اجماع ہمارے لئے سند ہے اور یہ دلیل ہمارے لئے کافی ہے۔ دستخط ملا احقر الناس کریم اللہ۔ کتاب تقویم الدین میں، میں نے حکم دیکھ کر پڑھ لیا صحیح ہے دستخط ملا عبیداللہ مدرس خلیل ملا علم " اے اللہ جل جلالہ ہمیں حق، کو حق دکھا اور حق کی اتباع ہمیں عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے ہمیں دور رکھ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مصنف کشف الاسرار کہتا ہے کہ اگر کوئی تقویم الدین کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ کابل میں موضع نامی ایک جگہ موجود ہے۔

اِستمدادِ اولیاء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال: کیا شہداء اور اولیاء اللہ زندوں کے ساتھ بعد الوفات کچھ امداد کر سکتے ہیں؟ اور زندوں کیلئے مردوں سے کوئی امداد طلب کرنا حق وصحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں کر سکتے ہیں اور یہ حق وصحیح ہے۔

کقولہ تعالی لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ ط (آیۃ ۸۱ سورۃ آل عمران نمبر ۳)

تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد کیا گیا حالانکہ ربّ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی۔ اس طرح کہ شبِ معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ، شہداء، مؤمنین، صالحین سے بعد وفات امداد طلب کرنا بھی حکم خداوندی ہے کہ اس پر عقیدہ اور عمل رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنا ہے اس لئے منکر کیلئے سخت حکم ہے۔

تفسیر الصاوی جلد اول میں ہے۔

''فمن زعم ان النبی ﷺ کآحاد الناس لایملک شیئا أصلا

ولا نفع به لاظاهر او لاباطنا فهو کافر خاسر الدنیا والآخرۃ واستدلاله بهٰذه الآية ضلال مبین"۔ (ص ۱۵۸ طبع لائلپور)

جس کا یہ گمان ہو کہ نبی اکرم ﷺ عام مسلمانوں کی مانند اور بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کی ذات سے کوئی ظاہری باطنی نفع ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ واستدلاله بهٰذه الآية ضلال مبین.

(ج ۱۰ ص ۱۵۸، ج ۱ ص ۱۶۱ حصہ اول۔ تحفۃ المومنین ص ۱)

سوال: اس میں تو صرف نبی علیہ السلام کے امداد اور نفع پہنچانے کی دلیل ہے اور صرف آپ ﷺ کی مدد اور نفع پہنچانے سے انکار کرنے والوں کیلئے وعید ثابت ہے نہ کہ اوروں کے متعلق۔

جواب: جس طرح نبی ﷺ سے یا اور کسی نبی علیہ السلام سے مدد طلب کرنا شرک وبدعت نہیں بلکہ عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین سے مدد طلب کرنا بھی عین ایمان ہے کیونکہ اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین کی پیروی تابعداری عین نبی ﷺ کی اطاعت، تابعداری اور پیروی ہے جس طرح نبی کی اطاعت اطاعتِ خداوندی ہے اسی طرح صالحین کی تابعداری رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

کقوله تعالىٰ: من يطع الرسول فقد اطاع الله ، او كما قال الله تعالىٰ: ومن يطع الله والرسول فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبيّين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئک رفيقا ، (۱۶ النساء نمبر ۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر

اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم مانے۔ تو وہ صدیقین، شہداء، صالحین میں سے ہوگا (دوسرا یہ کہ) جو چیز انبیاء کے لئے معجزہ ہے وہی اولیاء اللہ کیلئے کرامت ہے۔ معجزہ اصل ہے اور کرامت فرع ہے اور اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت بعد الوفات قطع نہیں ہوتی بلکہ باقی ہے اس لئے جس طرح نبی سے بعد وفات مدد طلب کرنا اور نفع لینا عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ صدیقین، مؤمنین اور صالحین سے بھی بعد وفات مدد طلب کرنا عین ایمان ہے اور اس عقیدہ کو بدعت، کفر اور شرک کہنے والا خود خارجی معتزلی، زندیق، منافق، وہابی جبری کافر ہے اگر ایسا عقیدہ بدعت، کفر، شرک اور حرام ہو تو دلیل پیش کرنا چاہئے جیسا قولِ خداوندی ہے:

''قل هلم شهداء كم الذين يشهدون ان الله حرم هٰذا ج''۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیت یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں۔ نہ کہ خود ان کی بکواس جیسا کہ وہابیہ کرتے ہیں۔ اس لئے اکابرین اہلسنت اولیاء اللہ کی وفات کے بعد امداد طلب کرنے پر اظہار عقیدت پیش کرتے ہیں جیسا حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قال امام غزالی من یستمد به فی حیٰوته بمستمدبه بعد مماته (ص ۴۲ البصائر مصنفه حمد الله دیوبندی) وقال امام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد به فی حیٰوته یستمد به بعد وفاته

کـذا نـقـل الشیخ عبدالحق الدهلوی فی شرح المشکوٰۃ وقال الامـام الشافعی ان قبر الامام موسیٰ الکاظم علیه الرحمة تریاق مـجـرب لاجابة الـدعوات ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ مـعـروف الـکرخی والشیخ الغوث الاعظم سیدنا الشیخ محی الـدیـن عبـدالـقادر الجیلانی قدس سرهما تصرفهما فی القبور کتـصـرفهـمـا فی الحیٰوۃ نفعنا اللہ تعالی ببرکاتهم واوصلنا الی مثـل مـالاتهـم امیـن. کتـاب نـور الایـمـان بزیارت آثار حبیب الـرحمٰن مصنفه مولوی احمد اللہ صاحب بدخشانی دیوبندی باهتمام محمد گل رحیم الاسماری فاضل دیوبند"۔

واللہ ورسوله اعلم.

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

الکواکب فی حلق الشوارب

(مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلِ سنت و جماعت (احناف) اس مسئلے میں کہ مونچھیں کاٹنا (حلق کرنا) جائز ہے یا ناجائز۔ بیّن ھذہ المسئلۃ بالادلۃ الشرعیۃ

المستفتی: (صوفی عبدالحلیم)

الجواب ومنہ الصدق والصواب

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف باب السواک (جلد:۱:صفحہ:۲۰۱:طبع بیروت) میں مونچھوں کے بارے میں تین اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔۱:ایک قول مکروہ۔۲:دوسرا قول حرام۔ ۳:تیسرا قول سنت کا ہے۔حرام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مُثلہ پایا جاتا ہے اور مُثلہ حرام ہے۔لیکن شرح سفر سعادت صفحہ:۴۹۴:میں اور نووی شرح مسلم صفحہ:۱۲۹:جلد:۱:میں ہے کہ مُثلہ اور حرام کہنا یہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں ہے۔اور ہدایۃ الابرار میں ہے کہ یہ کراہت اور بدعت کا قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور یہ قول مرجوح ہے۔اور یہ دلیل صرف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے لئے ہے۔ہم (احناف) کیلئے نہیں ہے کیونکہ ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔اور فتح القدیر جلد:۲:صفحہ:۴۶۴:پر ہے کہ مونچھوں کے قصر کرنے (یعنی قینچی سے تراشنے) کا مذہب بعض متاخرین احناف کا مذہب ہے۔علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

مفتیٰ بہ قول ذکر کیا ہے۔''وذکر الطحاوی رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه ان الحلق سنة ونسب ذٰلک الی علماء الثلٰثة (ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم اجمعین ''یعنی حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کا مونڈھوانا (حلق کرنا) سنت ہے اور یہ قول انہوں نے علماء ثلاثہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابی یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف منسوب کیا ہے۔

مولوی عبدالحیٔ لکھنوی فوائد بهیه فی تراجم الحنفیه: صفحہ:۳۲: پر تحریر کرتے ہیں کہ امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجتہد تھے۔ چونکہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مجتہد ہیں اور ان کا موچھیں مونڈھنے کو سنت کہنا ایک قوی دلیل ہے۔ صاحب کشف المبهم: نے صفحہ:۱۱: پر یہ ذکر کیا ہے کہ ''واما المقلد فعنده قول مجتهده... الخ ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا۔ شرح طریقہ محمدیہ: جلد:۲: صفحہ:۶۵: کے مؤلف لکھتے ہیں۔''ولذا کان دلیل المقلد هو قول المجتهد... الخ ''یعنی مقلد کے لئے دلیل مجتہد کا قول ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میزان شعرانی میں ذکر کیا ہے کہ ''ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامه... الخ ''صفحہ:۱۳: یعنی مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔ اسی بات کو امام شعرانی میزان الکبریٰ میں بیان کیا ہے۔''فیجب علی کل مقلد ان لا یعترض علی قول مجتهد الی ان قال وکذٰلک یجب علیه الاعتقاد الجازم بان ذٰلک الامام علی هدی من ربه فی ذٰلک ''جلد:۱: صفحہ:۵۹: آگے مزید لکھا ہے۔''فاعتقادک یا اخی الصحة فی کلام ائمة الهدی واجب علیک... الخ ''جلد:۱: صفحہ:۶۲: مسلم الثبوت کے شروع میں اجمالی طور پر ذکر کیا ہے کہ ''اما المقلد فمستنده قول

المجتہد ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا نہ کہ اپنی رائے سے۔ اور صاحب تلویح نے ذکر کیا ہے کہ مقلد یہ عقیدہ رکھے گا ''هٰذا حق لانه ادى اليه رأى ابى حنيفة وكل ماادى اليه رأى ابى حنيفة فهو حق فهٰذا حق ''یعنی یہ مسئلہ حق ہے کیونکہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے سے ثابت ہے اور فقہ کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ ''نعمل بقول المجتهد وان لم نعلم من أين قال'' (بحرالرائق: جلد:۵: صفحہ:۲۶۹) یعنی عمل مجتہد کے قول پر ہوگا اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حکم کہاں سے نکالا۔

اور فتح القدیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ''اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عليه العمل به ''یعنی مجتہد کا قول جب ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور تفسیر احمدی میں صاحب کتاب لکھتے ہیں ''وليس للمقلد ان ينازع المجتهد فى حكمه'' (تفسیراتِ احمدیہ: صفحہ:۲۰۹)

اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مجتہد کے قول میں جھگڑے۔ اور کسی کو یہ زیبا نہیں کہ مجتہد کو خطاوار ٹھہرائے اور اس کے کلام میں طعن کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم ماننا لازم کیا ہے (کہ وہ اولوالامر میں داخل ہیں) پس جس نے کسی مجتہد کی طرف خطا کی نسبت کی تو گویا اس نے شارع کی طرف خطا کی نسبت کی۔ اور اسی بات کو صاحبِ میزانِ شعرانی اپنی کتاب میزان الکبریٰ میں یوں لکھا ہے کہ ''ان لاينبغى لاحد قط ان ينحطئ مجتهدا او يطعن فى كلامه لان الشرع الذى هو حكم اللّٰه تعالىٰ قد قرر حكم المجتهد فصار شرع اللّٰه تعالى بتقرير اللّٰه تعالى اياه فكل من خطا مجتهدا بعينه فكانه خطأ الشارع فيما قرره حكمًا'' (میزان الکبریٰ: صفحہ:۲۶) کسی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی مجتہد کو مخطی سمجھے یا اس کے کلام میں طعن

کرے کیونکہ وہ شرع اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو مجتہد کا قول قرار پایا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے شرع اللہ تعالیٰ کا ہوا خاص اس کے لئے تو مجتہد کو بعینہ خطاوار سمجھا تو گویا اس نے شارع کو خطاوار سمجھا۔ اس نے اس کے حکم کو مقرر کیا ہے۔

لہٰذا ان تمام دلائل سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجتہد ہونا اور مجتہد کے قول کا دلیل قوی ہونا ثابت ہوا اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مونچھیں مونڈھنے (حلق کرنے) کے بارے قوی دلیل ہے۔ یعنی مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔

پس مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ''والحلق سنة وهو احسن من القص وهذا قول ابی حنيفة وصاحبيه رحمهما تعالى كذا فى محيط السرخسى'' اور حلق کرنا (مونڈھوانا) سنت ہے اور یہ تراشنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ قول امام اعظم اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے۔ اسی طرح محیط سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی ہے۔ (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: جلد:۵: صفحہ:۳۵۸) فتاویٰ عالمگیری چار سو علماء (احناف) نے آٹھ سال میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت اس پر دولاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

اور اسی طرح علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح کنز: جلد:۲: صفحہ:۵۵: میں اور محدث شہیر شارح بخاری شریف علامہ بدرالدین عینی حنفی رمزالحقائق: جلد:۱: صفحہ:۱۰۲: میں فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں مونچھوں کو مونڈھوانا سنت ہے۔

لہٰذا حلق کرنا اور قصر کرنا (یعنی مونڈھنا اور کاٹنا) دونوں درست ہیں اس میں کسی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے لیکن تراشنے کے مقابلے میں مونڈھنا زیادہ بہتر اور افضل اور احسن ہے۔ جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ باب حلق الشوارب کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ''وفیہ

من اصابة الخير ما ليس فی القص ''اور مونچھوں کے مونڈھوانے میں جو خیر (ثواب) ہے وہ تراشنے میں نہیں ہے۔ اور ہدایۃ الابرار: صفحہ: ۲٦: میں ہے ''الحلق بالموسٰی ایسر منه بالمقصّة'' یعنی اُسترے سے کاٹنا قینچی سے کاٹنے سے زیادہ آسان ہے۔

رحمتِ بیان شرح رشید البیان مصنف الحاج القاری القادری الحنفی المولوی رحمت اللہ ابن ملا موسیٰ مندو خیل: جلد: ا: صفحہ: ۳۵۱: میں لکھا ہے کہ امام اعظم اور صاحبین اور امام احمد بن حنبل اور اہلِ کوفہ اور صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حلق پسند ہے اور اسے اچھا سمجھتے تھے اور فرمایا کہ یہ سنت ہے اور احسن ہے۔ اس کی تین دلیلیں ذکر کی ہیں۔

(ا) قال رسول اللّٰہ ﷺ احفوا الشوارب۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ انهکوا الشوارب ۔قال رسول اللّٰہ ﷺ جزّوا الشوارب ۔قال رسول اللّٰہ ﷺ طرّوا الشوارب۔

صاحبِ کنز العمال فی سُنن الاقوال والافعال (عن. خ. ن) (جلد: ٦: صفحہ: ٦۵۳: فرماتے ہیں۔ الفطرة خمس الختتان وحلق العانة ونتف الابط وتقليم الاظفار وحلق الشوارب۔ یعنی دین میں پانچ چیزیں سنت ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں مونڈھنا۔

احادیث کے تمام الفاظ مونچھیں مونڈھوانے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) حضرت ابنِ عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت واثلة بن الاسقع، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو سعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، حضرت سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تمام حضرات مونچھیں مونڈھواتے تھے اور ایک بال بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

سنن ابوداؤد کے حاشیہ میں ہے۔ کہ جو کوئی سنت طریقہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا تو وہ اخفاء اور حلق پر عمل کریں ہے اور یا قص پر۔ لیکن کا ثنا زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد: صفحہ:۸: حاشیہ: نمبر ۳)

اس مسئلے میں مفتی اعظم سرحد جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری صاحب نوّر اللّٰہ مرقدہ نے ایک رسالہ بنام "حلق الشوارب من السنن الرواتب "تحریر فرمایا ہے جس میں انہوں نے بہت سے دلائل ذکر کیے ہیں۔ ہدایۃ الابرار میں ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال النبی ﷺ حلقوا الشوارب واعفوا اللُحی "(صفحہ:۲۷) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ موچھیں کٹواؤ (منڈھواؤ) اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

اور افغانستان، بخارا، تاشقند، سمرقند اور پاکستان کے صوبۂ سرحد کے کثیر اولیائے کرام کا معمول موچھیں مونڈھوانا ہے اور ان کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور اس کے علاوہ عظیم عالمِ دین، قائدِ اہل سنت، امام انقلاب ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الشاہ احمد النورانی نوّر اللّٰہ مرقدہ کا عمل بھی موچھیں مونڈھوانا ہی تھا۔

(۳) موچھوں کو حاجی کے سر کے بالوں پر قیاس کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح حاجی کے لئے سر کے بال تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و بہتر ہے اسی طرح موچھیں تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و احسن و بہتر ہیں۔ (طحاوی، الدعامۃ، محیط، ہندیہ، عینی) (بحوالہ: رحمت بیان: جلد:۱: صفحہ:۳۵۲)

حتیٰ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موچھوں کی سفید جلد واضح نظر آتی تھی۔ لہٰذا ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ حلق کرنا سنت اور احسن ہے۔ لہٰذا ان تمام دلائل سے ثابت

ہوا کہ مونچھیں تراشنا اور مونڈھوانا دونوں جائز ہیں اور مونڈھوانا افضل ہے۔ بعض لوگ مونڈھوانے کو خوارج کی علامت بتاتے ہیں۔ اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہو تو پھر امام اعظم اور صاحبین اور کثیر احناف علماء اور صوفیاء اور صوبہ سرحد کے علماء و صلحاء اور عالم اسلام کے مقتدر علماء و صوفیاء اور حضرت قائدِ ملتِ اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام حضرات پر خوارج ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری کے چار سو جید علماء پر خوارج ہونے کا الزام لگایا ہے جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ بالا تمام علماءِ کرام اور صوفیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح العقیدہ حنفی سُنی مسلمان تھے۔

اور مطلوب شرعی کو کسی مشابہت کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مثلاً گمراہ فرقے عمامہ باندھنے، نماز پڑھنے، عصا پکڑنے، دعا کرنا، شلوار قمیص پہننا، ڈاڑھی رکھنا، اذکار و اوراد وغیرہ یہ تمام گمراہ فرقے بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کام اسلام کے ہیں اور جو بھی مدعی اسلام ہو وہ یہ کام اختیار کر سکتا ہے۔ اصل اختلاف عقیدے کا اختلاف ہے۔ کہ ان کے یعنی خوارج وہابی دیوبندی رائیونڈی وغیرہ۔ کفریہ عقائد ہیں اور اہلِ سنت و جماعت کے مخالف ہیں۔ اور ہم الحمد للہ اہلِ سنت و جماعت کے صحیح اور مضبوط عقائد پر ہیں۔ اور اگر وہ لوگ مونچھیں مونڈھواتے اور عمامہ باندھتے ہیں تو صرف مؤمنین کو دھوکہ دینے کے لئے لیکن ہم ان کی وجہ سے یہ اچھے اعمال ترک نہیں کر سکتے۔ اور ان کا عمل ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم

حرّرہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی صاحب

تاریخ: ۵ جولائی ۲۰۰۷ء

نعت رسول مقبول ﷺ

کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز

تصنیف لطیف

محسود الزمان، علامہ دوران، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مفتی علامہ پیر سید احمد علی شاہ

سیفی نقشبندی چشتی قادری سہروردی مجددی حنفی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

جامعہ امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فقیر کالونی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہلِ سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیا نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب و منه الصدق و الصواب:

الحمد لله الذی رفع اهل الحق ووضع اهل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰة والسلام علی نبینا و سیدنا و سندنا ووسیلتنا فی الدارین محمد النبی المکمل الاکمل وعلی آله واصحابه الذین جاهدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل و علی التابعین الذین ناظروا لاظهار الحق واخفاء الباطل و علی تبعهم الذین لا یخافون لومة لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل. اللهم انا نسئلک الفتح والغلبة فی المناظرات مع اهل الباطل بجاه الرسول الاکمل امابعد:

نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے اور خصوصاً وہ اشعار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعثِ ثواب وفلاح ہیں شعر کی تعریف یہ ہے الشعر بمنزلة الکلام فحسنه کحسن الکلام و قبیحه کقبیح الکلام و روی البخاری فی الادب المفرد والطبرانی عن ابن عمر و ابو یعلیٰ عن عائشة رضی الله عنها قال الهیثمی اسناده حسن یعنی شعر کی دو قسمیں

ہیں ایک شعر حسن اور دوسرا شعر قبیح۔ "الشعر کلام فمنه حسن و منه قبیح فخذ الحسن و دع القبیح"۔ اچھا شعر کہنے یا لکھنے والا "الشعراء من تلامیذ الرحمٰن" کے زمرے میں ہے، اور برا شعر کہنے والا الشعراء کلاب جھنم کے زمرے میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام سے نعتیہ اشعار بنانا اور کہنا ثابت ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ / 160 اور عورتوں میں بارہ / 12 تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی نعتیہ اشعار ثابت ہیں۔ جو کوئی بھی اسے بدعت، شرک یا ناجائز کہتا ہے وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اور یہ تو صحابہ کرام پر اعتراض ہے اور صحابہ کرام پر اعتراض کرنا ماسوائے زندیقیت کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ لوگ اس آیتِ کریمہ کا مصداق بن رہے ہیں۔ یریدون ان یفرقوا بین الله ورسله. الایة (نساء۔ ۱۵۰) اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کر دیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

یا عین فابکی ولا تسأمی

وحق البکاء علی السید

تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں

قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی

علی خیر خندف عند البلا

وامسی بغیب فی الملحد

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم والم کے ہجوم میں

سرِ شام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا

فصلی الملیك ولی العبا

دورب العباد علی احمد

مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی

اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب

وزین المعاشر فی المشہد

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا

اور وہ نہ رہا جو زینت وہ ایک عالم تھا

فلیت الممات لنا کلنا

فکنا جمیعا مع المھتدی

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

(کشف العرفان ص ۳۸)

امین مصطفیٰ بالخیر یدعوا

کضوء البدر زائلۃ الظلام

حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں

آپ ﷺ کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔

(دلائل النبوۃ ج اص ۲۲۵، جواہر البحار ج ۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الم تر ان اللہ اظہر دینہ

علی کل دین قبل ذالک حائد

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کردیا

ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھر ہوا

واسلبہ من اہل مکۃ بعد ما

تداعوا الی امر من الغی فاسد

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کردیا حضور سے جب

ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غداۃ اجال الخیل فی عرصاتہا

مسومۃ بین الزبیر و خالد

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے

جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان

فامسیٰ رسول اللہ قد عز نصرہ

وامسیٰ عداہ من قتیل وشارد

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

وحق البکاء علی السید

فیا عینی ابکی ولا تسامی

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

امن بعد تکفین النبی ودفنه

باثوابه اسی علی هالك ثوی

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد، میں غمگین ہوں

اس مرنے والے کے غم میں جو خاک میں جا بسا

رزانا رسول الله فینا فلن نری

بذاك عدیلا ما حیینا من الروی

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

جب تک ہم جو جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں

وکان لنا کالحصن من دون اهله

له معقل حرز حریز من الروی

رسول ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے

پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وکنا بمراٰہ نری النور والھدیٰ

صباحا مساء راح فینا او اغتدیٰ

ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے

صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لقد غشیتنا ظلمۃ بعد موتہ

نہارا فقد زادت علی ظلمۃ الدجیٰ

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہوگیا

فیا خیر من ضم الجوانح والحشا

ویا خیر میت ضمت الترب والثریٰ

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں

ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں

میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

کان امور الناس بعدك ضمنت

سفینۃ موج حین فی البحر قد سما

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں

پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فضاق فضاء الارض عنھم برحبۃ

لـقـد رسـول الـلـه اذ قيل قد مضیٰ
زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی
رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فـقـد نـزلـت لـلـمسـلـمـين مـصيبة
کـصـدع الـصـفـا لا للصدع فی الـصـفـا
مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے
چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فـلـن يستـقـل الـنـاس تـلـك مـصـيبة
ولـن يـجـبـر الـعـظـم الذی منهم وهیٰ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کرسکیں گے اور
وہ کمزوری جو پیدا ہوگئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وفـی کـل وقـت لـلـصـلـوة يـهـيـجـه
بـلال و يـدعـوه بـاسـمـه کـلـهـا دعـا
اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کردیتے ہیں
جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں
(کشف العرفان ص۳۶)

رضـيـنـا قسـمـت الـجـبـار فـيـنـا
لـنـا عـلـم ولـلـجـهـال مـال
فـان الـمـال يـفـنـی عـن قـريـب

وان العلم باق لا یزال

حضرت عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار:

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ

یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے

تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فمن کان او من قد یکون کاحمد

نظام لحق او نکال لملحد

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا

حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

(کشف العرفان ص ۳۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا اور اس پسینے سے نور پھوٹنے لگا تو میں حیران ہوگئی۔آپ ﷺ نے فرمایا کس بات پر حیران ہوئی؟ قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقہ یتولد نورا میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا اگر ابو کبیر ہذلی آپ ﷺ کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپ ہیں ع:

واذا نظرت الی اسرۃ وجھہ

برقت بروق العارض المتھلل

اور جب تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور
ظاہر معلوم ہوں گی جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے
(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور میری پیشانی
پر بوسہ دے کر فرمایا۔ جزاک اللہ یا عائشۃ خیرا فما اذکر انی سررت
کسروری بکلامک۔ اے عائشہ! تمہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مجھے یاد نہیں
کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا میں تمہارے کلام سے ہوا ہوں (خصائص کبریٰ ج ا
ص ۱۵ باب الآیۃ فی عرق ﷺ)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار:

ماذا علی من شم تربۃ احمد
الا یشم مدی الزمان غوالیا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھ لی
تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے
صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام عدن لیالیا
(حضور کی جدائی میں)وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں
یہ مصیبتیں ''دنوں'' پر ٹوٹتیں تو دن ''راتوں'' میں تبدیل ہو جاتے
اغبر آفاق السماء وکورت
شمس النہار واظلم الازمان
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

دن کا سورج اور تاریک ہوگیا سارا زمانہ

والارض من بعد النبی کئیبۃ
اسفا علیہ کثیرۃ الاحزان

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے
ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فلیبکیہ شرق البلاد وغربہا
یا فخر من طلعت لہ النیران

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر
فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یا خاتم الرسل المبارک صنوۃ
صلی علیک منزل القرآن

اے آخری رسول آپ پر برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں
آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے۔

(کشف العرفان ص ۳۷)

کتاب العمدۃ میں خاندان نبوت کے شعروشاعری ونعت خوانی کے متعلق لکھا ہے کہ "حضور اکرم ﷺ کے خاندان میں شعروشاعری اور نعت خوانی کا بہت زیادہ شوق اوراس کا عام رواج تھا"۔ ولیس من بنی عبد المطلب رجالا ونساء من لم یقل الشعر حاشا النبی ﷺ"۔ بنی عبدالمطلب میں سوائے نبی اکرم ﷺ کے کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں گزرا جس نے اشعار نہیں پڑھے ہوں۔ اور

حضور اکرم ﷺ نے اس لئے نہیں کہے کیونکہ کافروں نے انہیں ساحر اور شاعر کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا کہ یہ نبی اکرم نہ ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر اور چونکہ شاعر اپنی خواہش اور مرضی سے کلام کرتا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ جو وحی کیا جاتا وہی فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ ٥ (النجم) اسوۃ الصحابہ میں عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے۔ ولم یبق من الصحابة من لم یقل الشعر و یتمثل به۔ یعنی ایک صحابی بھی ایسا نہیں کہ جس نے شعر نہ کہے ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بھی صحابہ کرام نعت خوانی کرتے تھے۔ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ لم یکن اصحاب رسول الله منحرفین ولا متماوتین و کانوا یناشدون الشعر فی مجالسھم ویذکرون امر جاھلیتھم.

صحابہ کرام مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ وہ اپنی مجالس میں بھی شعر و شاعری اور نعت خوانی کرتے تھے اور زمانہ جاھلیت کے واقعات کو بھی بیان کرتے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ھاشم کے بعض اشعار:

حمدت اللہ حین فؤادی
الی الاسلام والدین الحنیف

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام
اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لدین جاء من رب عزیز

خبیــــر بـــــالـــعبـــاد بهـــم لـــطیف

اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے

آیا ہے جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

اذا تـــلیـــت رســـائـلـــه عـلیـنـــا

تــحــدر مــع ذی الــلــب الــحــصیف

جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے

تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رســـائــل جـــآء احــمــد مــن هــداهــا

بـــایـــات مبیـــنة الـــحــــروف

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے

واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

واحـــمـــد مـصـطـفـی فیـنـا مـطـاعـــا

فـــلا تـــغشـــوہ بـــالـــقـول الـعـنیف

اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے

لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ منہ سے نہ نکالنا

فـــلا والـــلـــه نسـلـمـــه لـقـوم

ولـــمـــا نـقـض فیهـــم بـــالسیـوف

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے

جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔

(کشف العرفان ص ۳۴)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ **کے بعض اشعار:**

من قبلها طبت فی الظلال وفی

مستودع حیث یخصف الورق

آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور

اس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثم هبطت البلاد ولا بشر

انت ولا مضغة ولا علق

پھر آپ بستی میں اترے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے

نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بل نطفة ترکب السفین وقد

الجم نسرا واهله الغرق

بلکہ وہ آب صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں

چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تنقل من صالب الی رحم

اذا مضی عالم بدا طبق

منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف

پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا

وردت نار الخلیل مکتتما

فی صلبہ انت کیف یحترق

آپ آتش خلیل میں اترے چھپے
آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حتی احتوی بیتک المھیمن من خندف
علیاء تحتھا النطق

تاآنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف
جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وانت لما ولدت اشرقت الا
رض وضاءت بنورک الافق

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین
اور روشن ہوگئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

(کشف العرفان ص ۳۴)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الصبح بدا من طلعتہ
واللیل دجیٰ من وفرتہ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور) کی پیشانی سے
اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فاق الرسلا فضلا وعلا
اھدی السبلا لدلالتہ

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں
دین کے تمام راستے روشن ہوگئے آپ کی رہنمائی سے

کنز الکرم مولی النعم
هادی الامم لشریعته

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں
تمام امت کو راہِ ہدایت دکھانے والے اپنی شریعت سے

ازکی النسب اعلی الحسب
کل العرب فی خدمته

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے
تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سعت الشجر نطق الحجر
شق القمر باشارته

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے
دو ٹکڑے ہوگیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جبریل اتی لیلة اسرٰی
والرب دعی لحضرته

جبریل آئے معراج کی رات آپ کے پاس
اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نال الشرفا والله عفا

جرم ما سلف عن امته

آپ کی بدولت قوموں کو بھلائیاں حاصل ہوئیں اور

اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کئے تھے

فمحمد منا هو سيدنا

والعز لنا لاجابته

پس محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں اور

ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں۔

(کشف الغرقان ص ۴۰)

حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

فقد اتيت رسول الله معتذرا

والعفو عند رسول الله مقبول

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہوکر پہنچا اور

معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے

لقد اقوم مقاما لو يقوم به

ارى واسمع ما لو يسمع الفيل

میں اس مقام پہ کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور

ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لظل يرعد الا ان يكون له

من الرسول باذن الله تنويل

تو یقینا کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے
رسول کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی

حتی وضعت یمینی لا انازعہ
فی کف ذی نقمات قیلہ القیل

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ
میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فیصل تھا

ان الرسول لسیف یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں
(کشف العرفان ص ۴۱)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار :

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت
بانہ خیر مولود من البشر

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ
وہ بنی نوع انسان میں افضل ہیں

عمت فضائلہ کل العباد کما
عم البریۃ ضوء الشمس والقمر

ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں

جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لو لم یکن فیہ آیات مبینۃ

کانت بدیھتہ عن الخبر

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی

(کشف العرفان ص ۴۳)

حضرت امام زین العابدین ، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کے بعض اشعار

ان نلت یا روح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

اے بادِ صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو

تو میرا اسلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

من وجھہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ

من ذاتہ نور الھدیٰ من کفہ بحر الھمم

وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل

جن کی ذات نورِ ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قرآنہ برھاننا فسخا لادیان مضت

اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے ماضی کے

تمام دینوں کو منسوخ کر دیا

جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اکبادنا مجروحة من سیف ھجر المصطفی

طوبی لاھل بلدة فیھا النبی المحتشم

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفٰی کی تلوار سے

خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یا لیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما

یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم

کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یا رحمة للعالمین انت شفیع المذنبین

اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

اے رحمتِ عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں

ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشیے

یا رحمة للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

(کشف العرفان ص ۴۲)

صحابہ کرام کے علاوہ بڑے بڑے تابعین حضرات نے بھی اشعار کہے ہیں۔ خصوصاً سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک مجموعہ اشعار ہے جس کا نام قصیدہ نعمانیہ ہے۔ اگر پورا قصیدہ نقل کریں تو طوالت کا باعث ہوگا اس لئے صرف چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بارگاہ نبوی میں عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنك قولا طيبا
واذا نظرت فما ارى الاك

یارسول اللہ جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سنائی دیتا ہے
اور جب میں دیکھتا ہوں (ہرسو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

يا اكرم الثقلين يا كنز الورى
جدلى بجودك وارضنى برضاك

اے تمام مخلوقات سے بزرگ ترین اے خزانہ مخلوقات مجھے اپنی بخشش وعطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے

انا طامع بالجود منك ولم يكن
لابى حنيفة فى الانام سواك

میں جود وکرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہاں فانی میں ابو حنیفہ کیلئے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ہے

یہ قصیدہ نعمانیہ بہت طویل ہے جو مزید اشعار پڑھنا چاہیں وہ قصیدہ کو بالاستیعاب مطالعہ کرسکتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے حضرت امام اعظم کی شان میں یہ اشعار لکھے ھیں:

لقد زان البلاد ومن علیہا　　امام المسلمین ابو حنیفہ

باحکام واثار وفقہ　　آیت الزبور علی صحیفہ

فما فی المشرقین لہ نظیر　　ولا فی المغربین ولا بکوفہ

اماما صار فی الاسلام نور　　امینا للرسول وللخلیفۃ

یہ کافی اشعار پر مشتمل مدحیہ کلام ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے

(مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ۳۲۔۲۲ / رد المحتار علی در المختار ص

۴۵ ج امناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ)

حضرت امام شافعی نے حضرت امام اعظم کی منقبت و شان میں یہ اشعار کھے ھیں۔

غدا مذھب النعمان خیر المذاھب　　کالقمر الوضاح خیر الکواکب

تفقہ فی خیر القرون مع التقیٰ　　فمشربہ لاشک خیر المشارب

ثلثۃ الاف والف شیوخہ　　واصحابہ مثل النجوم الثواقب

(ھدایۃ المجید فی حکم التقلید ص ۴۔۵)

نعت خوانی اور نعتیہ اشعار کہنا بہت سے علماء صلحاء اور اولیاء سے ثابت ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا قصیدہ غوثیہ اور امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف زبانِ زدِ عام ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا الافغانی فاضلِ بریلوی کا مجموعہ

اشعار حدائق بخشش اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بہت سے نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
لہذا نعت خوانی کرنا اور نعتیہ اشعار کہنا صحابہ کرام اور کبار علماء وصلحاء سے صراحتًا ثابت ہے لہذا اس کا انکار کرنا صحابہ کرام اور علماء وصلحاء کا انکار کرنا ہے اس لئے جو اس کا انکار کرتے ہیں یا اسے بدعت کہتے ہیں وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا جائز ہے۔
کیونکہ حضور علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ورفعنا لک ذکرک O اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا، حضور اکرم ﷺ کا ذکر ذکرِ خدا ہے حدیثِ قدسی میں ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرک معی و قال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی. (شفاء شریف، ص ۱۲، ج ۱)

ترجمہ: میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی.

(زرقانی علی المواہب و در منثور ص ۳۶۴ ج ۶)

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ

خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب (در منثور ج ۶ ص ۴۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول (نعت خوانی یا نعتیہ اشعار) کرنا تو جائز ہے مگر ذکرِ رسول کے علاوہ کسی اور کا ذکر (یعنی صحابہ کرام و اولیاء و صلحاء وغیرہ) کرنا جائز نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الا بذکر الله تطمئن القلوب'' خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

عن مجاهد فی قوله تعالیٰ الا بذکر الله تطمئن القلوب قال بمحمد ﷺ و اصحابه . (شفا شریف ج ۱ ص ۱۸)

امام تفسیر، تابعی کبیر اور عبداللہ ابن عباس کے شاگردِ خاص حضرت امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد حضور علیہ السلام اور

حضور کے صحابہ ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکرِ پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری ج ا ص ۱۴۲، نسیم الریاض ج ا ص ۱۴۲، درمنثور للسیوطی ج ۴ ص ۵۸)

ملا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں:

بمجرد ذکره و ذکر اصحابه فان عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة وعند نزول الرحمة یحصل للقلوب الاطمینان والسکینة ۔

یعنی محض ذکرِ حضور ﷺ اور ذکرِ صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزولِ رحمت کے وقت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ذکر الانبیاء من العبادة و ذکر الصالحین کفارة

(رواه الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۹، الفتح الکبیر للنبهانی ج ۲ ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴)

ترجمہ: انبیاء ورسل کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

ذکر الانبیاء والمرسلین من العبادة وذکر الصالحین کفارة

(السراج المنیر ج ۲ ص ۲۹۹)

یعنی انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے مثلاً خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اقامت میں وغیرہ، اس طرح اور کئی جگہوں پر اللہ اور رسول کا ذکر

ساتھ ساتھ ہوا ہے۔قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

لتومنوا باللہ ورسولہ (فتح ۔۹)

تا کہ اے لوگوں! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ

آمنوا باللہ ورسولہ (حجرات ۔۱۵)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

والذین یومنون باللہ ورسولہ (نور ٦٢)

وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ (نور ٦٢)

ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (مائدہ ۔ ۹۲)

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

اطیعوا اللہ ورسولہ (انفال ۲۰)

اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

ومن یطع اللہ ورسولہ (نساء ۱۳)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے

ویطیعون اللہ ورسولہ (توبہ ۔ ۷۱)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بجا لاتے ہیں

وان تطیعوا اللہ ورسولہ (حجرات ١٤)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

استجیبوا للہ وللرسول (الانفال ۔۲۴)

جب بھی تمہیں رسول ﷺ تمہیں کسی کام کیلئے بلائیں.....تو اللہ اور رسول ﷺ کو

فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فورا) حاضر ہو جایا کرو

ومن یعص اللہ ورسولہ (نساء ۱۴)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ (احزاب ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں

براءۃ من اللہ ورسولہ (توبہ ۔۱)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری (دست برداری) کا اعلان ہے

واذان من اللہ ورسولہ (توبہ ۔۳)

یہ آیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے تمام لوگوں کی

طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے

من دون اللہ ولا رسولہ (توبہ ۱۶)

اور (جنہوں نے) اللہ کے سوا اور اس کے رسول ﷺ کے سوا

انہ من یحادد اللہ ورسولہ (توبہ ۶۳)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ (مجادلہ ۔۵)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں

ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ (توبہ ۲۹)

اور نہ حرام جانتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے

قل الانفال للہ والرسول (انفال ۔ ۱)

آپ (فرما دیجئے:) اموالِ غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں

فردوہ الی اللہ والرسول (النساء)

تو اسے (حتمی فیصلہ کیلئے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو

ومن یشاقق اللہ ورسولہ (انفال ۱۳)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے

ذالك بانهم شاقوا اللہ ورسولہ (حشر ۔ ٤)

یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شدید عداوت کی

ما اتاھم اللہ ورسولہ (توبہ ۔ ۵۹)

جو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا تھا

سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ (توبہ ۵۹)

عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (مزید) عطا فرمائے گا

انھم کفروا باللہ ورسولہ (توبہ ٥٤)

کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں

اغنھم اللہ ورسولہ (توبہ ۷٤)

کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا

فان للہ خمسہ وللرسول (انفال ٤١)

تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور

رسول کے قرابت داروں کے لئے ہے

الذین کذبوا اللہ ورسولہ (توبہ: ۹۰)

اور وہ لوگ جنہوں نے (اپنے دعویٰ ایمان میں) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا

وسیری اللہ عملکم ورسولہ (توبہ: ۹۴)

اور اب (آئندہ) تمہارا عمل (دنیا میں بھی) اللہ دیکھے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی (دیکھے گا)

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ (نور ۴۸)

اور جب ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے

ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ (نور: ۵۰)

کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان پر ظلم کریں گے

وصدق اللہ ورسولہ (احزاب ۲۲)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا

ان کنتن تردن اللہ ورسولہ (احزاب: ۲۹)

اور اگر تم اللہ اور رسول ﷺ اور دار آخرت کی طلبگار ہو

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ (احزاب ۳۱)

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزار ہیں

اذا قضی اللہ ورسولہ (احزاب ۳۶)

کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات ۱۲)

(کسی بھی معاملے) میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو

وینصرون اللہ ورسولہ (حشر:۸)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں

وللہ العزۃ ولرسولہ (منافقون ۸)

(حالانکہ) عزت تو صرف اللہ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ......الخ

ما وعدنا اللہ ورسولہ (احزاب ۲۲)

کہ یہ جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا

ومن یعص اللہ ورسولہ (احزاب ۳۶)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے

اطعنا اللہ واطعنا الرسولا (احزاب ۶۶)

اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی

یہ وہ مقامات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ لہٰذا نعت خوانی (یعنی ذکر رسول) کیساتھ ذکرِ الٰہی کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ باقی جو نعت خوانی علی سبیل الدف یعنی (دف وغیرہ) اور اس کے ساتھ ذکر جس میں اللہ کے ذکر کو بگاڑ کر پڑھا جائے ناجائز ہے اور ہم بھی اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر : قلت یقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ تعالیٰ و نعت المصطفیٰ ﷺ (ص ۳۰۴)

ترجمہ: جس نے دف اور قضیب (ڈھول) کے ساتھ قرآن پڑھا تو یہ کفر ہے اور (شرح فقہ اکبر کے مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کے قریب یہ بات بھی ہے کہ ذکر اللہ اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ بھی دف اور ڈھول کے ساتھ پڑھنا کفر کے قریب ہے۔

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اس کے باوجود اس کے انکار کرنے والے اور اس کو بدعت و شرک کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ نبراس میں ہے "ومن صدر عنه مايوجب الكفر حبطت حسناته و وجب اعادة الحج و تجديد النكاح بعد تجديد الايمان ولا يكفيه الايمان بكلمة الشهادة على حسب العادة مالم يقصد تجديد الايمان (ص ۵۷۱) وقال صاحب المضمرات نقلا عن الذخيرة يومر بالتوبة والرجوع عن ذالك وتجديد النكاح بينه وبين امرأته. (ص ۵۷۱)

حررہ خادم الاولیاء

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی

بتاریخ 12/12/2006 بروز منگل بوقت 12:20

تقریظ

قاری القرآن المجید، صاحب لباس التقوی، حضرت سید سراج الحق شاہ
(فارغ التحصیل جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی)

حضور اکرم ﷺ کی مدح وثناء میں نعت خوانی کرنا اور اس کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا بشرطیکہ اس میں دف نہ ہو، بلاشبہ جائز ہے۔ اور نعت خواں بھی شریعت کا پابند ہو۔ کسی کتاب میں بھی (ماسوا کتاب البطن) نہیں ہے کہ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا منع اور ناجائز ہے۔ اور اگر ہے تو فعلیہ البیان والبرھان۔ اور یہ فی نفسہ ایک نہایت اچھا کام ہے اور اس حدیث شریف کے تحت داخل ہے۔ ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما راہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح۔ (مجمع الزوائد ص ۱۷۷، ج ۱، مرقات باب الاعتصام، رد المحتار ص ۵۱۸ ج ۳، تفسیر مواھب الرحمن، کتاب الروح ص ۱۰، ہمعات فارسی لشاہ ولی اللہ ص ۲۹، عمدۃ التحقیق ص ۹۵، ابوداؤد طیالسی ص ۳۳، کتاب الموافق ص ۹۵ ج ا قرۃ العینین ص ۳۳، مجموعہ الرسائل والمسائل للنجدی ص ۲۰۷ ج ۱، جاء الحق ص ۲۱۱ ج ۱، بستان العارفین للسمرقندی ص ۹، مستدرک ص ۷۸ ج ۳، اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۹، اعلام الموقعین ص ۴۹ ج ۱، موطا امام مالک ص ۱۰۴، مقاصد الحسنہ ص ۳۶۷، فتاویٰ ستاریہ، تفسیر کبیر، اسنی المطالب، ریاض الخضر ص ۱۹۸ ج ۱)

من سن سنۃ حسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ من اجر من عمل

ولا ينقص من اجورهم شيئا (صحیح مسلم)

لہذا نعت خوانی کرنا اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ باعث ثواب ہے اور اس سے منع کرنے والا ''مناع الخیر'' ہے اور اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہوتا ہے:

''ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعیٰ في خرابها.... الخ

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے۔۔۔الخ

حضور اکرم ﷺ کی مدح ونعت خوانی تو کثیر احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: عن عائشة قالت: فسمعت رسول الله ﷺ يقول لحسان: ان روح القدس لايزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله، و قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول هجاهم حسان فشفى واشتفىٰ. قال حسان ؓ:

هجوت محمدا فاجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء

هجوت محمدا برا حنيفا — رسول الله شيمته الوفاء

فان ابى ووالده وعرضى — لعرض محمد منكم وقاء

(رواہ البخاری مختصراو مسلم)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے حسان) جب تک تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیتے رہو گے روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے نیز

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کردیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا دل ٹھنڈا کیا) حضرت حسان نے (کفار کی ہجو میں) کہا: تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی، تو میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزاء اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلاشبہ میرا باپ میرے اجداد اور میری عزت (سب کچھ) محمد مصطفی ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب: باب من احب لا یسبب نسبہ: ج۳ ص ۱۲۹۹/ روح المعانی ص۱۱۴ ج۶ طبع بیروت/ کتاب المغازی باب حدیث الافک ج۳ ص ۱۵۲۳/ کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج۵ ص ۲۲۷۸/ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج۴ ص۱۹۳۴/ وابن حبان ج۱۶ ص ۱۰۳/ وابویعلی فی المسند ج۷ ص ۳۴۱/ ابن ابی شیبہ ج۵ ص ۲۷۳/ الحاکم ج۲ ص ۵۵۵/ البیہقی ج۱۰ ص ۲۳۸/ والطبرانی ج۴ ص ۳۸/ والبغوی فی شرح السنۃ ج۱۲ ص ۳۷۸/ المنہاج السوی ص۴۰۲)

عن البراء قال: قال النبی ﷺ لحسان: اھجھم او ھاجھم و جبریل معک. متفق علیہ. و فی روایۃ البخاری: قال رسول اللہ ﷺ یوم قریظۃ لحسان بن ثابت: اھج المشرکین فان جبریل معک.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو (ان کی مذمت میں اشعار پڑھو) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قریظہ کی روز حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو (مذمت) کرو یقیناً جبریل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

(بخاری کتاب بداء الخلق باب ذکر الملائکۃ ج ۳ ص ۱۱۷۶/ وفی کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجہ الی بنی قریظہ ج ۴ ص ۱۵۱۲/ وفی کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج ۵ ص ۲۲۷۹/ ومسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج ۴ ص ۱۹۳۳/ نسائی فی سنن کبریٰ ج ۳ ص ۴۹۳/ واحمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۰۲/ والبیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۷/ والطحاوی ج ۴ ص ۲۹۸/ طبرانی ج ۱ ص ۹۰)

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وعبد اللہ بن رواحۃ بین یدیہ یمشی وھو یقول:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ　　　الیوم نضربکم علی تنزیلہ

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ　　　ویذھل الخلیل عن خلیلہ

فقال لہ عمر: یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ ﷺ وفی حرم اللہ تقول الشعر؟ فقال لہ النبی ﷺ خل عنہ یا عمر فلھی اسرع فیھم من نضح النبل. رواہ الترمذی والنسائی والبغوی. وقال ابو عیسیٰ: ھذا حدیث حسن صحیح.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرہ قضاء کے موقع پر حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کافروں کے بیٹو !حضور اکرم ﷺ کے راستہ سے ہٹ جاو۔ آج ان کے آنے پر ہم تمہاری گردنیں ماریں گے۔ ایسی ضرب جو کھوپڑیوں کو گردن سے جدا کردے اور دوست کو دوست سے الگ کردے"۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبداللہ بن رواحہ: رسول اللہ ﷺ کے حضور اور اللہ کے حرم میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر !انہیں چھوڑ دو! یہ اشعار ان (دشمنوں) کے حق میں تیروں سے تیز تر اثر کرتے ہیں۔

(ترمذی: کتاب الادب عن رسول اللہ: باب ماجاء فی انشاد الشعر ج ۵ ص ۱۳۹/ نسائی: کتاب مناسک الحج: باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام ج ۵ ص ۲۰۲/ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۳۸۳/ شرح السنہ للبغوی ج ۱۲ ص ۳۷۴۔۳۷۵/ فتح الباری للعسقلانی ج ۷ ص ۵۰۲/ سیر أعلام النبلا للذھبی ج ۱ ص ۲۳۵/ قرطبی ج ۱۳ ص ۱۵۱/ مواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۹۷)

نعت خوانی کرنے میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے باعث برکت وثواب ہے۔ اور ذکر الٰہی کرنے والا اللہ کے نزدیک زندہ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس نیک کام کی مخالف، مخالفت کرتا ہے تو وہ نیک کام اور اہتمام سے ہونے لگتا ہے۔ مخالفین نے نعت خوانی اور اس کے ساتھ ذکر کی سخت مخالفت کی تو عاشقان رسول ﷺ نے اس کا

خوب اہتمام کیا۔ ویسے بھی فقہاء کرام نے قاعدہ وضع کیا ہے کہ "جس نیک کام کی کوئی مخالفت کرے تو اس نیک کام کو خوب اہتمام سے کیا جائے"۔ اور دشمنانِ دینِ اسلام کو جلایا جائے۔ جیسا کہ فتاوی شامی، حدیقۃ الندیہ میں ہے "والتوضی من الحوض افضل رغما للمعتزلۃ"۔ (شامی ص ۱۲۴ کتاب الطہارۃ باب المیاہ مطبع بیروت) ترجمہ: اور نہر سے بنسبت حوض کے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے گمراہ فرقہ معتزلہ کے جلانے کے طور پر۔

اس قول کی وضاحت فتاوی شامی میں اس طرح ہے ای لان المعتزلۃ لا یجیزونہ من الحیاض و نرغمھم بالوضوء منھا: چونکہ معتزلہ حوض سے وضو کرنا جائز نہیں مانتے تو ہم انہیں حوض سے وضو کر کے جلائیں گے۔ اسی طرح قربانی کے دنوں میں، جہاں ہندو لوگ ہوں وہاں گائے کی قربانی کرنا افضل ہے ہندو کو جلانے کے لئے۔

فتاوی بزازیہ برحاشیہ فتاوی ہندیہ ص ۷ ج ۴ "والتوضی من الحوض افضل من التوضی بالجاری رغما للمعتزلۃ"۔ اور حوض سے وضو کرنا جاری پانی سے وضو کرنے کی نسبت افضل ہے معتزلہ فرقے کو جلانے کے طریقے پر۔

اس سے خوب معلوم ہوا کہ جس مستحب عمل جیسا کہ (ذکر کے ساتھ نعت خوانی) سے بدمذہب چڑے تو اس بدمذہب کو چڑانے کے لئے اس نیک و مستحب عمل کو خوب اہتمام سے کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ ذکر اللہ کا تلفظ صحیح ہو اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ نہ ہو

اس مسئلے میں قبلہ شاہ صاحب نے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تقریظ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ صاحب

(فاضل دارالعلوم مظہر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی و جامعہ عثمانیہ مخصہ سندھ)

نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ گزشتہ انبیاء کرام نے حضور علیہ السلام کی نعت خوانی کی۔ صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے خود حضور علیہ السلام نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور علیہ السلام ان کے لئے مسجد میں منبر بچھا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام دعائیں دیتے تھے۔ کہ " اللھم ایدہ بروح القدس " اے اللہ حسان کی روح القدس سے امداد کر (مشکوۃ شریف ج ۲ باب الشعر)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان کو محفلِ مصطفیٰ ﷺ میں منبر دیا گیا۔

امام بخاری نے جلد دوم ص ۵۸۸ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں جب خندق کھودی جا رہی تھی تو حضور علیہ السلام اس طرح فرما رہے تھے:

للهمران العيش عيش الاخرة　　　　فاغفرالانصار والمهاجرة

(فقالو) (ای الصحابة)مجيبين له:

نحن الذين بايعوا محمدا　　　　علی الجهاد ما بقينا ابدا

اور اچھا شعر، برے شعر سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ ابن جریر وابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ لما نزلت "والشعراء يتبعهم الغاؤن" جآء هو لاء الثلثة ای حسان بن ثابت، عبد الله بن رواحة، و كعب ابن مالك الی رسول الله ﷺ وهم يبكون فقالوا قد علم الله حين انزل هذه الاية فانزل الله "الا الذين آمنو" یعنی جب یہ آیتِ کریمہ " والشعراء يتبعهم الغاؤن " نازل فرمائی تو یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب ابن مالک) حضور علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا کہ یہ آیتِ کریمہ شعراء کے حق میں نازل (یعنی شعراء کی مذمت میں) ہوئی تو پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا "الا الذين آمنو" یعنی ایمان والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بہت عمدہ، اچھا، اور نیک کام ہے اور اسلام میں بھی اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ علماء کرام نے مختلف مقامات پر اس کی تصریح فرمائی ہے۔

مشکوۃ باب العلم میں ہے۔ "من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شیء و من سن فی الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شیء"

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو، اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر نکالنا یا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

شامی کے مقدمہ (ص ۴۳) میں فضائل امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال العلماء هذه الاحاديث من قواعد الاسلام وهو ان كل من ابتدع شيئا من الشر كان عليه مثل وزر من اقتدى به في ذالك و كل من ابتدع شيأ من الخير كان له مثل اجر كل من يعمل الى يوم القيمة.

یعنی علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہین کو جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بعض لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعت خوانی کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ صحیح طریقے اور صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں کیا جاتا اور اس کے ساتھ (دف وغیرہ) بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ذکر دف وغیرہ کے ساتھ یا غلط تلفظ کے ساتھ ہوتا ہے تو دف وغیرہ اور غلط تلفظ سے ادا کرنا

یہ غلط ہے نہ کہ ذکر بلکہ ذکر تو بنفسہ مستحسن کام ہے اس لئے دف سے منع کرنا چاہئے اور تلقین کرنی چاہئے کہ ذکر کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر نماز غلط پڑھے یا کلمہ طیبہ وغیرہ غلط پڑھے تو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نماز غلط ہے یا کلمہ طیبہ غلط ہے اور اس شخص سے کہا جائے کہ تم نہ نماز پڑھو اور نہ ہی کلمہ طیبہ پڑھو کیونکہ یہ نا جائز ہے۔ کیونکہ علامی شامی نے ج ا ص ۲۰۴ پر لکھا ہے کہ لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل للانسان فعلها و انکار البدع بل ازالتها ان امکن.... الخ

لہذا جو لوگ ذکر غلط طریقے سے کرتے ہیں انکو سمجھانا چاہئے کہ ذکر صحیح تلفظ سے کریں نہ کہ ان کو اس اچھے اور بابرکت کام سے روکنا چاہئے۔

مذکورہ دلائل کے باوجود جو ذکر و نعت خوانی کو نا جائز کہتے ہیں تو ان کے بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں من حرمہ الحلال فقد وقع فی الضلال ویستوجب العقوبة والنکال . جو حلال کو حرام کہے وہ گمراہ ہے اور عذاب و رسوائی کا مستحق ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بے دینوں وھابیوں سے بچائے۔ اور اہل سنت و جماعت حنفی مذھب پر قائم و دائم رکھے۔

حررہ: سید عبدالحق شاہ ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہلِ سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کے ساتھ ذِکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا یہ ناجائز ہے۔

الجواب ومنه الصدق والصواب:

شرعِ مطہرہ سے اس کے عدمِ جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے کہ سکوتِ شارع موجبِ اباحت ہے نہ کہ موجبِ حُرمت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ مائدہ پارہ:۷: پر ارشاد فرماتا ہے: ''یاأیها الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللّٰه عنها واللّٰه غفور حلیم''

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کی نسبت سوال مت کیا کرو جن پر قرآن خاموش ہے کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں مشقت میں ڈال دیں۔ (تمہیں بُری لگیں) اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جبکہ قرآن نازل کیا جارہا ہے تو وہ تم پر (نزولِ حکم کے ذریعے) ظاہر یعنی متعین کردی جائیں گی (جس سے تمہاری صوابدید ختم ہوجائے گی اور ایک ہی حکم کے پابند ہوجاؤ گے) اللہ نے ان (باتوں اور سوالوں) سے (اب تک) درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے۔ (مائدہ:۵:۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیاتِ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی ہے ''عن سلمان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال سئل رسول اللّٰه ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احلّ اللّٰه فی کتابه والحرام ما حرّمه اللّٰه فی کتابه وما سکت عنه فهو مما قد عفا عنه فلاتتکلّفوا'' (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ بیروت: جلد:۱: صفحہ:۴۹۸)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا تو فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال مت کرو۔

دار قطنی میں ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ''ان اللّٰہ تعالی فرض فرائض فلاتضیعوھا وحرّم حرمات فلاتنتھکوھا وحد حدودا فلاتعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلاتبحثوا عنھا'' (سنن دار قطنی: ۴:۱۸۴، تفسیر خازن: جلد:۱: صفحہ:۴۹۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائی ہیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کر۔

سید المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں: ''وبعث اللّٰہ نبیہ وانزل کتابہ وحلّ حلالہ وحرّم حرامہ فما احلّ فھو حلال وما حرّم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکلہ: صفحہ:۳۶۰)

ایک بار جب حضور اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور دوسری اشیائے خوردنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''الحلال ما احلل اللّٰہ فی کتابہ والحرام ما

حرم اللّٰہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ" (جامع ترمذی:۱:۲۰۶)

ترجمہ: وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ رہیں وہ اشیاء جن کے بارے میں سکوت فرمایا تو وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔" وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ " کے الفاظ بتارہے ہیں کہ شارع نے جن کا ذکر نہیں کیا وہ مباح اور جائز ہیں لہٰذا محض "ترکِ ذکر" سے کسی چیز پر حرمت کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے جو اپنی طرف سے چیزوں پر حلت وحرمت کے فتوے صادر کرتے ہیں لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلال وھٰذا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکذب انّ الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لایفلحون" (النحل:۱۶:۱۱۶)

ترجمہ: اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ اس طرح کہ تم اللہ پر بہتان باندھو۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔

بناء علیہ فقہاءِ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:" ان الفقھاء کثیرا ما یلھجون بان الاصل الاباحۃ " یعنی اکثر فقہاء کرام کی نوکِ زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (درمختار، کتاب الطہارۃ: جلد:۱: صفحہ:۹۸)

حضرت امام علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں:" وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ" (شامی: مطبوعہ مصر: جلد:۱: صفحہ:۹۸، مکتبہ حقانیہ فشاور: صفحہ:۷۸)

تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں: "فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" (شامی کتاب الاشربہ: جلد:۵: صفحہ:۲۹۶، مکتبہ حقانیہ پشاور: صفحہ:۳۲۷: وفی جلد:۵: صفحہ:۳۲۶)

اسی جلد میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: "ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰہ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ اللذین لابدلھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل"

ترجمہ: حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔

شریعت اسلامیہ کا معروف قاعدہ اور متفقہ اصول ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" یعنی ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ فی نفسہٖ کوئی کام بھی از رُوئے شرع بُرا نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس میں قرآن وسنت کی رو سے بُرائی کا کوئی عنصر واضح طور پر نہ پایا جائے۔ اس لحاظ سے ہم ہر اس کام کو جو عہدِ رسالت ﷺ وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہ تھا اور بعد میں کسی ضرورت کے تحت وجود میں آیا قرآن وسنت پر پیش کریں گے، اگر اس کے ساتھ قرآن وسنت کا کسی اعتبار سے بھی تعارض آجائے گا تو وہ بلاشبہ ناجائز، حرام اور گمراہی تصور ہوگا اور اگر اس کا قرآن وسنت کے کسی بھی حکم کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض واقع نہیں ہوتا تو اسے گمراہی یا حرام تصور کرنا حکمتِ دین کے منافی اور اسلام کے متعین کردہ نظامِ حلال وحرام سے انحراف برتنے اور حد سے تجاوز کرنے کے مترادف ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی الحاج احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اپنی کتاب "جاء الحق" صفحہ: ۲۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں: جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنی کریں گے کہ: "الاصل فی الاشیاء الاباحة" تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کر دے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ و اقوال فقہاء سے ثابت ہے اور عالبا کوئی مقلد کہلانیوالا تو اس سے اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

"یاایها الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم ان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها"

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ جو تم پر ظاہر کی جاویں تو تم کو بری لگیں اور اگر ان کو اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو ظاہر کر دی جاویں گی اللہ ان کو معاف کر چکا

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو نہ حلال ہونے کا نہ حرام تو معافی میں ہے اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کر فرمایا "واحلّ لکم ما وراء ذلکم" ان کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں نیز فرمایا۔ "وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم" تم سے تفصیل وار بیان کر دی گئیں وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں ہاں چند محرمات ہیں جن کی تفصیل بتا دی ان کے سوا سب حلال۔

مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے۔ "الحلال ما احلّ الله فی کتابه والحرام ما حرّم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفی عنه"

ترجمہ: حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیزیں تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحتاً قرآن میں مذکور ہے دوسرے وہ جن کی حرمت صراحتاً آ گئی۔ تیسرے وہ جن سے خاموشی فرمائی یہ معاف ہے۔ شامی: جلد ۱: کتاب الطہارۃ بحث تعریف سنت میں ہے۔

"المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية"

ترجمہ: جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل مباح ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے ممانعت سے ناجائز ہوگی۔ اب جو بعض لوگ اہلِ سنت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا جائز ہے یا حضور ﷺ یا صحابۂ کرام یا تابعین یا تبع تابعین نے کب کیا تھا یہ محض دھوکہ ہے۔ اہلِ سنت کو چاہئے کہ ان سے پوچھیں کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا حرام ہے جب خدا حرام نہ کرے رسول ﷺ منع نہ فرمائیں اور کسی دلیل سے ممانعت ثابت نہ ہو تو تم کس دلیل سے حرام کہتے ہو بلکہ میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت نہ ہونا جائز ہونیکے علامت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرّما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة... الآیة " نیز فرماتا ہے۔ "قل ما حرّم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبٰت من الرزق... الآیة " ان آیات سے معلوم [illegible] نہیں بلکہ [illegible] کہ حرام ہونے کی [illegible] حضرات [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] عرس کا قیام کہاں لکھا ہے کہ حلال ہے یا کسی صحابی یا تابعی نے کیا [illegible] حلال ایسے ہی یہ بھی جائز اور حلال ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تسبیحاتِ نجات

سراج الفقہاء، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے مرتبہ دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا اگر ایک مرتبہ پھر دیکھنا نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیری مخلوق کیسے نجات پاسکتی ہے؟ فرماتے ہیں پھر میں نے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا خواب میں سوویں مرتبہ دیدار کیا تو میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب تیری ثناء عظیم ہے اور تیرے اسماء مقدس ہیں۔ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیرے بندے کیسے نجات پاسکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام یہ تسبیحات پڑھے اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

(فتاویٰ شامی، جلد اول صفحہ نمبر ۳۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سُبْحَانَ الْاَبَدِيِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ
سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰى مَآءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ
الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ
الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ
صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

Print by : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945